سلام نوحہ

ماتمی نوحہ

مدائح

Majmua 1437 Final Update

+96597214514

سلام نوحہ

Alphabetical Order حروف تہجی

Main Index فہرست

Updated on Thursday, July 07, 2016

Final Update OF 1437

سلام نوحہ					
ا	ب	ت	صفحة رئیسی		
ث	پ	ج	چ	ح	خ
د	ذ	ر	ز	س	ش
ص	ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	گ	ل	م
ن	ھ	و	ی	سلام نوحہ	

ا		
	آج شبیر پہ کیا عالم تنہائی ہے	۲۴
	اربعین کے سوگوارو الوداع	۳۲
	اصغر کو لے کے جب چلے سلطانِ کربلا مخصوص کلام ١٤٣٦	۳۳
	اصغر کی تشنگی پر آنسوں بہا بہا کے	۳۹
	اعداء نے کربلا میں شہ کو ستا ستا کے	۴۲
	آقا کو میرے ایک بھی قطرہ نہ دے سکی	۴۴
	اکبر کی جدائی کا جب داغ ملا ہوگا	۴۸
	اللہ رے رتبہ یہ فلک ہے کہ زمیں ہے	۵۱
	الم شبیر کا طف میں علم بن کر نظر آیا	۵۵
	اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے	۳٦۵
	آنکھوں سے میری خوں کا دریا ابل رہا ہے	۵۸
	آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب	٦۰

	اہ حسینا کہو وا حسینا	٦٥
	اہلِ جہاں یہ درد کا منظر نہ بھولنا	٦٧
	آواز آرہی ہے کرب و بلا کے بن سے مخصوص کلام ١٤٣٥	٦٨
	آؤ اصغر پیارے جھولوں	٧٠
	آؤ شبیر سکینہ کے گوہر چھنتے ہیں	٧٣
	اے خاک نشینوں کیا کہنا کیا تخت ملا کیا تاج ملا	٧٥
	اے زمینِ کربلا تیری تو آبادی ہوئی مخصوص کلام ١٤٣٧	٧٨
	ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا	٧٩
	ایک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے	٨۴
	ایماں کی آیتوں سے جنگل بسا ہوا ہے	٨٧
	آئی ندائے غیب کے شبیر مرحبا	٩٠
	ب	
	بانو کا جگر تھرائے نہ کیوں رہ رہ کے سنبھل نے سے پہلے	٩٨
	بانو نے کہا روکر تربت پہ صدا دونگی	١٠٠

	بہتے ہوئے آنسوں میرے بہتے ہی تو جانا	۱۰۲
	بولی بانوپیارے اصغر شام بھئی گھر آؤ	۱۰۷
	بولی زینب سلام لو بھائی	۱۰۹
	بولی زینب کے نہیں ناز اُٹھانے والا	۱۱۱
	بین تھے سکینہ کے شام ہونے والی ہے	۱۱۴
	ت	
	تجھ سا کوئی دنیا میں پیاسا نہ رہا مولی مخصوص کلام ۱٤۳۷	۱۱۶
	تنہائی میں کیسے اٹھیگا اکبر کا جنازہ رہنے دو	۱۱۸
	تیر ظالم نے جو اصغر کو لگایا ہوگا	۱۲۰
	پ	
	پامال ہوگا دشتِ ستم میں چمن کوئی	۱۲۲
	پردیس میں آل احمد کو بے جرم و خطا کو لوٹ لیا	۱۲۴
	پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں	۱۹۹
	پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا	۲۰۱

	پیری میں نوجواں کو میداں سے لانے والے مخصوص کلام ۱٤۳۷	۱۲٦
	پہنچو حرم مدینة ما کربل نے شام سي مخصوص کلام ۱٤۳۷	۱۲۸
ج		
	جاؤ مقتل کو بھیا سدھارو یہ بھی صدمہ اٹھائیگی زینب	۱۳۴
	جب اجڑ جائیگا زہرا کا مکاں عصر کے بعد	۱۳٦
	جب رن میں حسین اصغرِ بے شیر کو لائے	۱۳۸
	جگ کے امام زین العبا ساربان ہے	۱۴۵
	جھولے میں ہے قرار نہ مادر کی گود میں	۱۴۹
	جھولا اصغر کا مادر جھلاتی رہی	۱۵۱
	جھولو معصوم تشنہ دہن جھولنا	۱۵۳
چ		
	چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر	۹۱

	ح	
	حاکم کا حکم یہ ہے کے پانی بشر پیئے	١٥٧
	حاکم نے لکھا شام کے لشکر کو سنانا پانی نہ پلانا مخصوص کلام ١٤٣٥	١٥٨
	حسین تمکو مدینہ سلام کہتا ہے مخصوص کلام ١٤٣٦	١٦١
	حسین جیسا شہیدِ اعظم جہاں میں کوئی ہوا نہیں ہیں	١٦٣
	حسینی کارواں پیاسا تھا کربل کے بیاباں میں مخصوص کلام ١٤٣٥	١٦٥
	حشر کے دن عاصیوں کو بخشوانے کے لیئے	١٦٧
	خ	
	خواہر شہا زینب دختر علی زینب	١٦٩
	خون کی ندیوں سے بھی اہل وفا گذر گئے	١٧٣
	د	
	دب کے گھوڑو کے سمو سے شہ کا لاشہ رہ نہ جائے مخصوص کلام ١٤٣٣	١٧٦
	دُکھیا بانو چلاّوت ہے اصغر کا ہم سے چھڑائے لیو	١٧٨

	دُکھیا بانو روکر بولی اصغر کا خالی جھولا ہے	۱۸۱
	ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں سورج کی سنہری تھالی	۱۸۴
	دیکھے مدینہ سارا زینب کے آنسوؤں میں	۲۰۶
ر		
	رأسُ الحسین اوپر صلوات نے سلام چھے	۱۸۶
	رن میں یہ ستم آلِ پیمبر پہ ہوا ہے	۱۸۸
	رو رو کہتی تھی بالی سکینہ ظالموں میرے گوہر نہ چھینو	۱۹۰
	رو رو کے پوچھتی ہیں بانو شہ زمن سے	۱۹۲
	رو کے زینب نے کہا رہ گئے سرور تنہا	۱۹۴
	رو کے کہتی تھی زینب یہ رن میں	۱۹۶
	رو لے غمِ شبیر میں کل ہو کہ نہ ہو	۱۹۸
ز		
	زخمی ہے بہت گیسوؤں والا نہ اٹھے گا	۲۰۱
	زمین کربلا پر ایسے کچھ منظر نظر آئے	۲۰۵

	زینب کے آنسوؤں میں ، دیکھے مدینہ سارا	٢٠٦
	زینب نے کہا روکر ارمان نکالونگی	٢٠٨
	زینب یہ بولی حشر کا منظر نظر میں ہے	٢١٠
	س	
	ساحل پہ ہے پیاسی آلِ نبی مخصوص کلام ١٤٣٦	٢١٢
	سبطِ سرکار دو عالم کا کٹا سر رن میں	٢١٤
	سکینه شبّیر نا چھے دختر سلام یہ پر	٢١٦
	سلام اُن پر جو آغوش پدر میں رن کو جاتے ہے	٢١
	سلام اُن پر جو راہِ حق میں متاعِ ہستی لُوٹا گئے ہیں	٢١٨
	سلام خاك نشینوں پہ سوگواروں کا	٢٢٠
	سواری دوش احمد پر شہید کربلا کی ہے	٢٢٤
	سلامی چشم سے رہ رہ کے خون دل ٹپکتا ہے	٢٢٧
	سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں	٢٣٠
	سوچتی ہے یہ مادر کل نہ جانے کیا ہوگا	٢٣٢

	ش	
١.	شبیر کا سر تھرّاتا تھا جب چہرہ چھپاتی تھی زینب	٢٣٣
٢.	شبیر کربلا میں شادی رچا رہے ہیں	٢٣٦
٣.	شبیر کو خنجر کے نیچے کیا جانئیے کیا کیا یاد آیا	٢٤٠
٤.	شبیر کے سینے پر جب شمر چڑھا ہوگا	٢٤٢
٥.	شبیر نے تو رن میں عجب شاں دِکھائی ہے	٢٤٤
٦.	شہ نے علی اصغر کو جب دفن کیا ہوگا	٢٤٨
	ص	
٧.	صبر کرتے تھے سلامی شہ والا کیا کیا	٢٥٠
٨.	صدا زہرا کی کہتی ہے حسینی جاں نثاروں سے	١٨
٩.	صحراء کربلا میں ایک قافلہ رواں ہے	٢٥٣
	ع	
١٠.	عاشور کے تپتے صحرا میں اسلام کو کیسا لوٹ لیا	٢٥٥
١١.	عترتِ نبی جانِ مرتضیٰ خواہرِ حسین بنتِ فاطمہ	٢٥٦

۱۲.	عجب پر درد زمینِ طف میں ایک منظر نظر آیا	۲٦٠
۱۳.	عرش گرنے لگا فرش ہلنے لگا	۲٦٣
	غ	
۱٤.	غمِ حسین میں رو مجرئی ثواب یہ ہے	۲٦۵
	ف	
۱۵.	فرماتے تھے ہر ایک سے میں بے قصور ہوں	۲٦٨
	ق	
۱٦.	قتلِ اصغر ہو گئے ویران جھولا ہو گیا مخصوص کلام ١٤٣٦	۲۷٠
۱۷.	قرباں گہِ حق میں بھائی کا یوں ہاتھ بٹایا زینب نے	۲۷۱
	ک	
۱۸.	کب شہ کو راستے میں خیالِ قضا نہ تھا	۲۷۳
۱۹.	کربلا آکے بولی یہ زینب	۲۷۵
۲٠.	کربلا کِس کو تو نے بلایا	۲۷۷

.٢١	کربلا کی عجب بیانی ہے	٢٨٠
.٢٢	کربلاء ماسو بلاء ما مصطفٰی نیٖ ال چھے (منتخب)	٢٨٢
.٢٣	کربلاء ماسو بلاء ما مصطفٰی نیٖ ال چھے (کامل)	٢٨٥
.٢٤	کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا	٢٩٢
.٢٥	کہا رو رو کے زینب نے الٰہی صبح کیا ہوگا	٢٩۴
.٢٦	کہا زینب نے سرور سے کہ بانو غل مچاتی ہے	٢٩٦
.٢٧	کہتی تھی ایک دُکھیا اصغر میرا کہاں ہے	٢٩٨
.٢٨	کہتی ہے سکینہ میرے بابا کو بلاؤ	٣٠٠
.٢٩	کھاتے ہیں شاہ والا ٹھوکر قدم قدم پر	٣٠٣
.٣٠	کیا بتائیں کے زینب کی کیا شان ہے	٢٥٧
.٣١	کیا عجب طَورِ زماں دیکھ رہی ہے زینب	٣٠٥
	گ	
.٣٢	گذر گئے تھے کئیں دن کے گھر میں آپ نہ تھا	٣٠٧
.٣٣	گل کی رنگت خون حسینی نغمہء بل بل ہائے حسین	٣٠٩

۳٤.	گھوڑے بتا مجھے میرے بابا کدھر گئے	۳۱۲
۳۵.	گھوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے	۳۱۵
	ل	
۳٦.	لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں مخصوص کلام ١٤٣٦	۳۲۲
	م	
۳۷.	مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین	۳۲۹
۳۸.	مجرا اُسے جو لاغر و رنجور تن بھی ہے	۳۳۳
۳۹.	مجرئی خلق میں اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا	۳۳۵
٤٠.	مجرئی قید سے جب عابد بے پر چھوٹ	۳۳۷
٤١.	مجھکو بابا صدا دو اگر ہو سکے	۳۳۹
٤٢.	مشک و علم اُداس ہے دریا اُداس ہے	۳٤۱
٤۳.	مولی کی بارگاہ میں گنہگار آئے ہیں	۳٤٤
٤٤.	میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا	۱۹۸

ن		
٤٥.	نشانِ فوج پیمبر سجایا جاتا ہے	۳۴٦
٤٦.	ننھا سا ایک سپاہی گودی میں آرہا ہے	۳۴۸
٤٧.	ننھے شہید اصغر نفسی فداء علیکم	۳۵۱
ھ ہ		
٤٨.	ہائے رے دولہا رن میں جھوجھا	۳۵۵
٤٩.	ہائے عاشور کو شبیر نے کیا کیا دیکھا	۳۵۷
٥٠.	ہر اک قدم پہ سوچتے تھے سبطِ مصطفیٰ	۳۵۹
٥١.	ہے سب کے آگے آگے سلطانِ دین و دینا	۲۵۳
و		
٥٢.	واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے	۳٦۲
٥٣.	وہ دائرہء صبر میں سمٹے ہوئے نالے	۳٦۵
ی		
٥٤.	یا رَب بحقِّ گوہرِ دندانِ مصطفیٰ	۳۷۰

.55	یا رب صغیر سن میں کوئی بے پدر نہ ہو	۳۷۳
.56	یا رب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے	۳۷۴
.57	یاد اصغر کی جب دل جلانے لگی مخصوص کلام ۱٤۳۵	۳۷۷
.58	یزید نحس بھی ہے محفل شراب بھی ہے	۳۷۹
.59	یہ بھری جوانی میں کسکا چاند ڈوبا ہے	۳۸۱
.60	یہ پکاری زینب خستہ تن	۳۸۳
.61	یہ کس کا لال ہے کس دل کا یہ سہارا ہے مخصوص کلام ۱٤۳۵	۳۸٦
.62	یہ کہتے تھے شہ والا سکینہ ہم نہیں ہونگے	۳۸۹

تمت

صدا زہرا کی کہتی ہے حسینی جاں نثاروں سے

صدا زہرا کی کہتی ہے حسینی جاں نثاروں سے
حیات جاوداں ملتی ہے اشکوں کے اشاروں سے

وہ سجدہ آخری شبیر کا بہرِ شفاعت یوں
طلبگارِ وفاء ہے آج بھی ماتم شعاروں سے

غمِ شبیر میں نوحہ کناں ہیں خاک کے ذرّے
کوئی جاکر تو پوچھے کربلا کے ریگزاروں سے

سناں تو شاہ دیں نے کھینچ لی اکبر کے سینے سے

اندھیرا چھا گیا آنکھوں میں دل کے ٹوٹے تاروں سے
لہو معصوم کا بہنا ، تڑپنا سوکھے ہونٹوں کا
کوئی اصغر سے پوچھے اور دریا کے کناروں سے

شہ بے کس کا سر نیزے پہ بھی شمعِ ہدایت تھا
سبق حقّانیت کا دے رہا تھا رہ گذاروں سے

رہ صبر و رضا میں عابدِ مضطر کی بے چینی
کبھی چلتے تھے نیزوں سے کبھی رکتے تھے خاروں سے

یہ اندازِ بیاں اور یہ محبت کی گہرباری
ملا برہان دیں کو عزم نو غم کی بہاروں سے

وفورِ جوش ماتم سے غمِ شبیر میں آنسوں
بیاں کرتے ہیں کوثر کا علی کے دینداروں سے

شفاعت نجم دیں کی اب تو ہوگی ایسے ہاتھوں سے
قدم کی خاک جس مولی کی افضل ہے ستاروں سے

*****

سلام اُن پر جو آغوشِ پدر میں رن کو جاتے ہیں

سلام اُن پر جو آغوشِ پدر میں رن کو جاتے ہیں
سلام اُن پر جو ننھے سے گلے پر تیر کھاتے ہیں

قیامت ہے کہ طفلِ ساقیء کوثر پیاسا ہے
حسین اِتمامِ حُجّت کے لیئے ہاتھوں پہ لاتے ہیں

علی اکبر گرے ہیں کھا کے برچھی اپنے سینے پر
جواں بیٹے کی میت شاہ مقتل سے اُٹھاتے ہیں

نہ ایسی نہرِ خوں دیکھی نہ ایسی تشنگی دیکھی

کہ بازوئے شہ دیں نہر پر بازو کٹاتے ہیں

سرِ میدان لُٹی جا رہی ہے چادرِ زینب
یہ وہ منزل ہے جس میں انبیا بھی ڈگمگاتے ہیں

وہاں جلتی زمیں پر لاش مولیٰ کی تڑپتی ہے
یہاں مولی مسیحِ دو جہاں مُردے جِلاتے ہیں

اُٹھو اے عابدِ بیمار اُمّت کے بچانے کو
رسول اللہ کی مسند کو اب ظالم جَلاتے ہیں

قدم ایسے کہ اُن کی خاکِ پا افضل ستاروں سے

ستم ایسے کہ بھاری بڑیاں اُن میں پہناتے ہیں

زمانے نے کبھی ایسے شجاعوں کو نہیں دیکھا
جو اٹھارہ پہر کی پیاس میں مقتل میں جاتے ہیں

بڑھاؤ جوشِ ماتم اب گھڑی آئی شہادت کی
کہ خیمے میں حسین اب الوداع کہنے کو آتے ہیں

یہ غم اے نجم دیں وہ ہے کہ جس میں شہ برہان الدین
مثالِ ابرِ نیساں خون کے آنسوں بہاتے ہیں

*****

آج شبیر پہ کیا عالمِ تنہائی ہے

آج شبیر پہ کیا عالمِ تنہائی ہے
ظلم کی چاند پہ زہرا کے گھٹا چھائی ہے
اُس طرف لشکرِ اعدا میں صفِ آرائی ہے
یاں نہ بیٹا نہ بھتیجا نہ کوئی بھائی ہے
برچھیاں کھاتے چلے جاتے ہے تلواروں میں
مار لو پیاسے کو ہے شور ستمگاروں میں

زخمی بازو ہے کمر خم ہے بدن میں نہیں تاب
ڈگمگاتے ہے نکل جاتی ہے قدموں سے رکاب
پیاس کا غلبہ ہے لب خشک ہے آنکھیں پُر آب
تیغ سے دیتے ہیں ہر وار کا اعدا کو جواب
شدّتِ ضعف میں جس جا پے ٹھہر جاتے ہیں
سینکڑوں تیر تن سے گذر جاتے ہیں

گیسوں آلودہء خوں لپٹے ہیں رخساروں سے
شانے کٹ کٹ کے لٹک آئے ہیں تلواروں سے
تیر پیوست ہیں خوں بہتا ہے سوفاروں سے
لاکھ آفت میں ہے اک جاں دل آزاروں سے
فکر ہے سجدہء معبود میں سر دینے کی
وار سے تیغوں کے فرصت نہیں دم لینے کی

گرتے ہے قطرہء خوں زخم جبیں پر پیہم
دستِ مجروح سے کھنچ سکتے نہیں تیرِ ستم
فکر ہے بخششِ اُمّت کی کچھ اپنا نہیں غم
کرتے ہیں شکرِ خدا خشک زباں سے ہر دم
ہے عبا تیرون سے غربال قبا گلگوں ہے
ہونٹ یاقوت سے زخمی ہیں دہن پر خوں ہے

لاکھ تلواریں ہیں اور ایک تنِ اطہر ہے
ایک مظلوم ہے اور ظالموں کا لشکر ہے
سیکڑوں خنجرِ فولاد ہیں اور ایک سر ہے
نہ کوئی یار ، نہ ہمدم ، نہ کوئی یاور ہے
باگ گھوڑے کی لٹکتی ہے اُٹھا سکتے نہیں
سامنے اہلِ حرم روتے ہیں جا سکتے نہیں

عرض کرتے ہیں یہ خالق سے کہ اے رب غفور
تو ہے عالِم کہ نہیں کچھ تیرے بندے کا قصور
کرتے ہے یہ مجھے بے جرم و خطا تیغوں سے چور
ہاتھ اُمّت پہ اُٹھانا نہیں مجھ کو منظور
جانتے ہیں کہ محمد کا نواسہ ہوں میں
پانی دیتے نہیں دو روز کا پیاسا ہوں میں

تو نے بچپن سے میرے ناز اُٹھائے یا رب
وہ عنایت کیا جو تجھ سے کیا میں نے طلب
تیرا محبوب بنا عید کو میرا مرکب
روزہ رکھا تو چھپا مہر نمایاں ہوئی شب
بھوک میں خلد کا کھانا مجھے امداد کیا
بھیج کے ہرنی کا بچّہ میرا دل شاد کیا

اب اگر ہے یہ تیری مصلحت اے رب قدیر
ہو رواں حلق پہ اِس پیاسے کے آب شمشیر
میرے مولی بسر و چشم ہے حاضر شبیر
حکم حاکم میں یہ طاقت ہے کروں میں تاخیر
جلد گردن پہ رواں خنجرِ بُرّاں ہووے
اے خوشادہ جو تیری راہ میں قرباں ہووے

میں تیری راہ میں مظلومی سے ہوتا ہوں فدا
تو ہے آگاہ کہ دو دن کا ہوں بھوکا پیاسا
چاہتا ہوں میں یہی اپنی شہادت کا صلہ
مغفرت اُمّتِ عاصی کی ہو اے بارِ خدا
ہے گوارہ مجھے جو کچھ اَذِیّت ہووے
اُن کو دنیا میں بھی عقبیٰ میں بھی راحت ہووے

عرض کرتے تھے یہ خالق سے شہ بندہ نواز
یک بہ یک عالمِ بالا سے یہ آئی آواز
اے میرے شیر کے فرزندِ نبی کے دمساز
تجھ سے ہم خوش ہیں پذیرا ہے تیرا یہ اعجاز
مرد ہے عاشقِ کامل ہے وفادار ہے تو
جو کہا وہ ہی کیا صادقُ الاقرار ہے تو

تو بھی مقبول ہے اور تیری عبادت بھی قبول
یہ اطاعت بھی ہے مقبول یہ طاعت بھی قبول
عاجزی بھی تیری مقبول شہادت بھی قبول
تیری خاطر سے ہمیں بخششِ اُمّت بھی قبول
ہم نے خیلِ شہیدا کا تجھے سردار کیا
اُمّتِ احمدِ مختار کا، مختار کیا

حشر تک روئیگا مظلومی پہ تیری عالَم
تیرا ماتم نہیں ہوویگا جہاں میں کبھی کم
روضہء پاک کو تیری یہ شرف بخشینگے ہم
آئینگے جس کی زیارت کو ملک ہو کے بہم
یہ زمیں عرش سے رتبے میں سوا ہوویگی
خاک تربت کی تیری خاکِ شفا ہوویگی

چاہا ظالم نے کہ پھر شہ پہ کرے تیغ کا وار
دیکھا انگشت بدنداں ہیں رسولِ مختار
خشک اس وقت ہوئے دستِ ستمگر یکبار
ہاتھ سے تیغ گرے خوف سے بھاگا خوں خوار
یاں سرِ پاک سے حضرت کے لہو جاری تھا
خم سوئے قبلہ تھے بند آنکھیں تھی غش طاری تھا

کہہ کے یہ غش ہوئے پھر رن میں شہنشاہِ اُمم
شمرِ اَظلم نے رکھا سینۂ اقدس پہ قدم
جگر فاطمہ زہرا پہ چلی تیغِ دو دم
آگے زینب کے ہوئے ذبح حسین آہ ستم
پیٹ کر بنتِ شہنشاہِ زمن رونے لگی
باپ کو بیٹی ، برادر کو بہن رونے لگی

فتح کا فوجِ مخالف میں بجا نقّارہ
غل ہوا قتل ہوا شیرِ خدا کا پیارا
بس انیس اب نہیں گویائی کا مجھ کو یارا
غم سے خوں ہو گیا سینے میں کلیجہ سارا
کس سے اِس دردِ مصیبت کا بیاں ہوتا ہے
آنکھیں روتی ہے قلم روتی ہے دل روتا ہے

*****

اربعین کے سوگوارو الوداع

اربعین کے سوگوارو الوداع
شاہِ دیں کے دوست دارو الوداع

خاتمہ بالخیر چہلم کا ہوا
الوداع اے اشک بارو الوداع

کہہ رہے ہیں مرقدو پر اہلِ بیت
فاطمہ زہرا کے پیارو الوداع

دشت سونا پاس بستی بھی نہیں
بے دِیاروں کے مزارو الوداع

کربلا کے چاند کو سونپا تمہیں
عرشِ اعظم کے ستارو الوداع

اکبر و اصغر علی کے ضامنی
نو جوانو شِیر خوارو الوداع

کہتی تھی زینب یہ قبرِ شاہ سے
تم بھی زینب کو پکارو الوداع

قبر سے آواز ہوتی ہے بلند
لو بہن زینب سدھارو الوداع

گھر کہیں، قبریں کہیں، کنبہ کہیں
اے غریبو بے دِیارو الوداع

بخیۂ مرہم نہ زخموں کا ہوا
مرتضٰی کے رشتہ دارو الوداع

قبر پر بیٹھونگی زینب نے کہا
ماں وطن جاتی ہے پیارو الوداع

*****

اصغر کو لے کے جب چلے سلطانِ کربلا

۱. اصغر کو لے کے جب چلے سلطانِ کربلا
دامن عبا کا شاہ نے اُسکو اُڑھا دِیا
بیٹے کا ماتھا چوم کے مادر نے یہ کہا
اے لال میرے جا تیرا حافظ ہے اب خدا
ہاں رن سے لوٹ کر میری جاں جلد آئیو
پھر آ کے ماں کو چاند سا چہرہ دِکھائیو

۲. ہاتھوں پہ اُسکو لے کے جو نکلے شہِ ہدی
آپس میں سب یہ کہنے لگی فوجِ اشقیا
قرآن لا رہے ہیں شہنشاہِ کربلا
شاید حسین چاہتے ہیں ہم سے یہ فیصلہ
اب دیر کیا ہے بھوکے پیاسے کو مار لو
جلدی کرو نبی کے نواسے کو مار لو

۳. اعدا سے پھر یہ کہنے لگے شاہِ خوش خصال
لے کر تمہارے پاس میں آیا ہوں اک سؤال
پیاسا ہے تین روز سے یہ میرا نو نہال
اِس بے زباں کا کچھ تو تمہیں چاہیئے خیال
دیتا ہوں تم کو ساقیٔ کوثر کا واسطہ
پانی پلا دو اِسکو پیمبر کا واسطہ

٤. یہ بات سن کے ھنسنے لگے اشقیا تمام
نرغے سے جب یہ شاہ امم نے کیا کلام
آتا نہیں یقین اِنہیں اے میرے لالہ فام
تم بھی تو اپنی پیاس کی حجت کرو تمام
سوکھی زباں نکال کے اپنی دِکھاؤ تم
پیاسا ہوں تین دن سے اُنہیں یہ بتاؤ تم

۵.

٦. گھبرا گیا یہ حال دلِ سعد دیکھ کر
یہ حرملہ سے کہنے لگا تب وہ کینہ ور
کیوں دیکھتا ہے ، فوج میں کیسا ہے شور و شر
بچّے کو کر تمام ابھی تیر مار کر
اِس وقت تو جو شاہِ اُمم کو رُلائیگا
جاکر امیرِ شام سے اِنعام پائیگا

۷. روئینگے اِس بیان کو سن کر جوان و پیر
کہنے لگا حسین سے وہ ظالمِ شریر
میں جانتا ہوں پیاس سے بے تاب ہے صغیر
یہ کہہ کے حرملہ نے چلایا کماں میں تیر
خون بہہ گیا گلے سے وہ نورِ عین کا
بچّے کا حلق چھد گیا بازو حسین کا

۸. بولے حسین ظالموں یہ تم نے کیا کیا
کیا خوب میرے بچّے کو پانی پلا دیا
معصوم بے زبان تھا یہ اُسکی تھی کیا خطا
ظلم و ستم یہ کونسے مذہب میں ہیں روا
آلِ نبی کا آج جو تم خوں بہاؤگے
محشر کے دن رسول کو کیا منہ دِکھاؤگے

۹. رو رو کے پھر یہ شاہِ امم نے کیا خطاب
بیٹا میں تمکو خیمے سے لایا تھا بہرِ آب
اصغر تمہاری ماں کو میں اب دونگا کیا جواب
مَنّت کو بڑھانے نہ پائی وہ دل کباب
افسوس ہے یہ کہہ نہ سکے کچھ زبان سے
کھا کر گلے پہ تیر سدھارے جہان سے

۱۰. مقتل کی سمت روتے چلے شاہِ کربلا
ننھی سی قبر کھود کے اصغر کو رکھ دیا
لاشے کے پاس آ کے یہ اکبر کو دی صدا
بیٹا تیرے حوالے ہے یہ میرا مہ لقا
اِیذا نہ کوئی پہنچے میرے خوش خصال کو
تیرے سُپرد کرتا ہوں بانو کے لال کو

۱۱. اصغر کو دفن کرکے جو آئے شہِ انام
بانو نے تب یہ شاہِ امم سے کیا کلام
بچّے کو چھوڑ آئے کہاں آپ یا امام
آنسوں بہا کے کہنے لگے شاہِ نیک نام
بانو تمہارا ہنسلیوں والا گذر گیا
گردن میں تیر کھاتے ہی معصوم مر گیا

۱۲. دامن پکڑ کے بالی سکینہ نے یوں کہا
بابا بتائیے میرا بھائی کہاں گیا
بولے حسین جانبِ ، ملکِ بقا گیا
بسملؔ بیاں میں کیسے کروں غم کا ماجرا
حر و ملک بھی روتے ہیں یہ غم کا جوش تھا
بے شیر کے الم میں کسی کو نہ ہوش تھا

*****

اصغر کی تشنگی پہ آنسو بہا بہا کے

اصغر کی تشنگی پہ آنسو بہا بہا کے
بانو نے رات کاٹی جھولا جھلا جھلا کے

اب تو ذرا سا دم لے اے گردشِ زمانہ
شبیر تھک چکے ہیں لاشیں اُٹھا اُٹھا کے

زہرا کے لاڈلے کو ملتا کہا سے پانی
تر کر دی قبرِ اصغر آنسو بہا بہا کے

اصغر کے بعد رن میں مرنے چلے جو سرور
سیدانوں نے روکا حلقہ بنا بنا کے

جب یاد آئی اصغر زنداں میں ایک ماں نے
دل کو سنبھالا خالی جھولا جھلا جھلا کے

دُر چھن گئے سکینہ فریاد کر رہی ہے
ڈوبا ہوا لہو میں کرتا دِکھا دِکھا کے

میدانِ کربلا میں اعدا نے بعد سرور
دل کی لگی بجھائی خیمے جلا جلا کے

وہ تشنہ لب ہے جس نے دشمن کو تشنگی میں
سیراب کر دیا ہے پانی پلا پلا کے

کیا شامیوں یہی ہے اندازِ میزبانی
ایک مہماں کو مارا رن میں رُلا رُلا کے

ہم لُٹ گئے اے بھائی یہ کہہ رہی تھی زینب
عباس باوفا کا شانہ ہلا ہلا کے

راہوں میں کربلا کے تھا احترام واجب
چلتے نہ کیسے ماہرؔ آنکھیں بچھا بچھا کے

*****

اعداء نے کربلا میں شہ کو ستا ستا کے

اعداء نے کربلا میں شہ کو ستا ستا کے
پیاسا کیا ہے ذبح پانی دِکھا دِکھا کے

جاتے ہیں شہ حرم کو رن میں رُلا رُلا کے
اور کر رہے ہیں رُخصت آنسو بہا بہا کے

اعداء میں گھر گئیں ہیں زینب کے ماہ پارے
ماں دیکھتی ہے سر سے پردہ اُٹھا اُٹھا کے

شہ جا رہے ہیں مرنے بیٹی کو کل نہیں ہے
اُس وقت دیکھتی ہے سر کو اُٹھا اُٹھا کے

شبیر دیکھ لے نہ کوشش یہ کر رہے ہیں
ہاتھوں سے زخمِ دل کو اکبر چھپا چھپا کے

بابا چلو وطن کو میت سے شہ کی رن میں
معصوم کہہ رہی ہے لاشہ ہِلا ہِلا کے

عابد میں دم نہیں ہے اعداء بیٹھا دو اُسکو
بے جان کر دِیا ہے پیدل چلا چلا کے

اکبر کی موت کا ماں کر لے یقین کیوں کر
چہرے کو دیکھتی ہے زلفیں ہٹا ہٹا کے

*****

آقا کو میرے ایک بھی قطرہ نہ دے سکی

آقا کو میرے ایک بھی قطرہ نہ دے سکی
کھوے فرات ہائے رے قسمت میری پھوٹی

کربل میں بھوکے پیاسے رہے شاہ کے حرم
اُن میں تھا ایک ننھا سا اصغر جو تھا علی

دیکھا ہے میں نے واقعہ کربل کا دردناک
آنسو نہ تھم سکے میرے میں دیکھتی رہی

پانی بغیر ذبح ہوے بوڑھے اور جواں
ہم شکل تھا نبی کا کوئی ، دولہ تھا کوئی

پانی میرا مباح پرندے چرندے کو
اک فاطمہ کی بیٹیاں بن آب تر پھری

میٹھا ہے پانی ۔ نام ہے اِس واسطے فرات
برکت سے سے میرے مولی کی عالم میں ہوں بھی

کوثر سے آنے والے پھرے تشنہ لب بھلا
کیسی ہے ظلمرانیِ افواجِ خیبری

کچھ کام آ سکی نہ میں احمد کے لال کو
تو بخش دینا رب میں خطاوار ہوں بڑی

مشکیزہء سکینہ لئے آئے بو الفضل
پانی لئے چلے تھے سوے خیمے وہ جری

لیکن وہ مشکیزے پہ لگا ناوکِ لعیں
پانی دھلا ، جری بھی گرا اسپ سے تبھی

شادی رچائی بیٹی کی کربل میں شاہ نے
قطرۂ آب بھی نہیں شربت ھی نہ سہی

لائے فرس کو پانی پلانے وہ تشنہ لب
کیسے پیئے وہ دیکھکے سرور کی تشنگی

دیکھا ہے میں نے شمر کو سینہ پہ شاہ کے
وہ روسیاہ کے ہاتھ میں بوٹھی تھی اِک چھری

فرمایا شہ نے بوسہ گہ مصطفی ہے اُٹھ
سجدہ میں خواہ کرنا تو گردن قلم میری

سجدہ کیا حسین نے کی ہے عجب دعا
جسکے طفیل دین کی دولت ہمیں ملی

پیری میں شہ برہان الدیں آئے سنانے ہیں
مجلس میں شاہ سیفِ دیں آئے سنانے ہیں
ذکرِ حسین ، آفریں ہمت پہ ہے تیری

تیری شجاعت ہمت و صحت کا واسطہ
رہوے یہ واڑیِ دعوت حق کی ہری بھری

باقی رہے اے مولی تیری آن بان و شاں
سجتا رہے یہ سر پہ تیرے تاج سروری

باندی یہ تیرے دَر کی فقیرہ ہے اِک بتول
کرتی ندا ہے تجھکو تیرے در پہ آں کھڑی

صلوات آلِ پاک پہ رب سے ہو سر بسر
اُن کے دعات کو ہے میری عرض بندگی

*****

اکبر کی جدائی کا جب داغ ملا ہوگا

اکبر کی جدائی کا جب داغ ملا ہوگا
مادر کے کلیجے کا کیا حال ہوا ہوگا

بیٹا بھی وہ بیٹا جو ہم شکلِ پیمبر تھا
اُس لعل کے مرنے سے ایک حشر بپا ہوگا

تھی ماں کو تمنا یہ میں دولہا بناؤنگی
افسوس کے ارماں یہ پورا نہ ہوا ہوگا

زینب سے کوئی پوچھے کیا حال ہوا اُس دم
اکبر کو لگی برچھی جس وقت سنا ہوگا

گھوڑے سے گرے ہونگے کس طرح علی اکبر
جس وقت کے برچھی کا ایک وار لگا ہوگا

اٹھارہ برس والا کڑیل وہ جواں بیٹا
کس طرح شہ دیں سے لاشہ وہ اُٹھا ہوگا

سہرے کی جگہ چہرہ جب خوں میں بھرا دیکھا
ارمان بھری ماں کا دل ٹوٹ گیا ہوگا

ماں سے نہ کچھ کم تھی وہ پالنے والی تھی
اُس پالنے والی کا دل چاک ہوا ہوگا

جسکا کے جواں بیٹا خاک پہ تڑپتا ہو
اُس باپ کا سوچو تو کیا حال ہوا ہوگا

اولاد جیسے دی ہے خالق نے وہ سوچیگا
شبیرؔ سے یہ صدمہ کس طرح اُٹھا ہوگا

دعوت کے نگہباں ہیں برہانِ دیں مولانا
اُنکے ہی سبب اپنا دنیا میں نشاں ہوگا

ادنیٰ بھی یہ مولیٰ کا ایک خادمِ ادنیٰ ہے
سو جان سے آقا پہ اپنے وہ فداء ہوگا

*****

اللہ رے رتبہ یہ فلک ہے کہ زمیں ہے

اللہ رے رتبہ یہ فلک ہے کہ زمیں ہے
ہے عرش مکاں جس کا وہ آج اس میں مکیں ہے
جو دل ہے سو وابستۂ لطف شہ دیں ہے
مجلس ہے کہ گلدستۂ فردوس بریں ہے
یہ اوج یہ رتبہ کسی محفل کو مِلا ہے
ان پھولوں کے قربان عجب باغ کِھلا ہے

فرماتے تھے شیعوں کے یہ حق میں شہِ اکرم
یہ بزمِ عزا ہوتی ہے جس گھر میں فراہم
بن جاتے ہیں اشک اُنکے میرے زخم کے مرہم
یہ لوگ ہیں سب میرے مصاحب میرے ہمدم
مر جاتا ہے کوئی تو بکا کرتا ہوں میں بھی
اِن کے لیئے بخشش کی دعا کرتا ہوں میں بھی

کیا اشکِ عزادار کا رتبہ کوئی جانے
یہ گنجِ گوہر بخشا ہے مَرُدَمُ کو خدا نے
کی ہے نظر عین عنایت شہداء نے
دکھلائینگے کیا کیا ثمر اِن اشکوں کے دانے
یاں اسکا نہ عقدہ دلِ مضطر پہ کُھلیگا
یا قبر پہ یا چشمہ ء کوثر پہ کُھلیگا

یاں اشک کا دانہ ہے تو واں دُرِّ ثمیں ہے
یاں آب ہے واں غازہ کشِ چہرہ ء دیں ہے
یاں آنسؤوں کا تار ہے واں حبلِ متیں ہے
یاں قطرہ ہے واں خاتمِ رحمت کا نگیں ہے
قطرہ ہے مگر بحر کو بھی گرد کریگا
دوزخ کے شراروں کو یہی سرد کریگا

جو لوگ ہیں باکی اُنہیں دوزخ سے نہیں باک
منہ اشکوں سے دھویا تو گناہوں سے ہوئے پاک
ہے دولتِ ایماں غمِ سبطِ شہ لولاک
ہو جاتی ہے کیا بعدِ بکا طبع فَرَحناک
انکھوں کی ضیاء رُخ کی صفا دل کی جِلا ہے
سب ایک طرف گلشن فردوس مِلا ہے

مہلت جو اجل دے تو غنیمت اسے جانو
امادہ ہو رونے پہ سعادت اسے جانو
آنسو نکل آئیں ہو عبادت اسے جانو
ایذا بھی ہو مجلس میں تو راحت اسے جانو
فاقے کیئے ہیں دھوپ میں لب تشنہ رہے ہیں
آقا نے تمہارے لیئے کیا ظلم سہے ہیں

تکلیف کچھ ایسی نہیں سایہ ہے ہَوا ہے
پانی ہے خُنک مِرُوَحہ کش بادِ صبا ہے
کچھ گرمیء عاشور کا بھی حال سنا ہے
سر پیٹنے کا وقت ہے فریاد کی جا ہے
گزری ہے بیاباں میں وہ گرمی شہ دیں پر
بُھن جاتا تھا دانہ بھی جو گِرتا تھا زمیں پر

✱✱✱✱✱

الم شبیر کا طف میں علم بن کر نظر آیا

الم شبیر کا طف میں علم بن کر نظر آیا
تو عالم انس و جن کا مبتلی مضطر نظر آیا

نواسے کی شہادت کربلا میں دیکھ کر مجروح
مصیبت اور الم سے قلبِ پیغمبر نظر آیا

چلے عباس غازی مشک لیکر نہر کی جانب
تو میداں میں علی کے شیر کا مظہر نظر آیا

شہادت پائی ہم شکلِ پیمبر نے تو مقتل میں
حسین ابنِ علی کی گود میں اکبر نظر آیا

حرم میں جھولا خالی شاہزادے کا نظر آیا
تو شہ کے ہاتھ میں مقتول بس اصغر نظر آیا

خدا کی کبریائی میں تھا عالم حزن کا جس دم
حسین ابن علی کے حلق پر خنجر نظر آیا

چلایا شمر نے خنجر شہیدِ کربلا پر تو
زمینِ کربلا میں حشر کا منظر نظر آیا

تھا لرزہ عرش میں درطشت جب دربارِ ظالم میں
نبی زداہ شہیدِ کربلا کا سر نظر آیا

رِہا ہو کر مظالم سے مدینہ جب علی پہنچے
تو ماتم مؤمنیں کے درمیاں گھر گھر نظر آیا

غمِ شبیر میں انکے حجابِ پُر ضیاء محزوں
محمد شاہ سیف الدّین کا دلبر نظر آیا

حسین ابنِ علی کی ذکر میں عبدیمانی کا
یہ نوحہ کا ہر ایک مضموں الم سے پُر نظر آیا

*****

آنکھوں سے میری خوں کا دریا اُبل رہا ہے

آنکھوں سے میری خوں کا دریا اُبل رہا ہے
میری نظر کے آگے میدانِ کربلا تھا

اسلام والو کہہ دو جو گذری کربلا میں
پیغمبرِ خدا کی محنت کا یہ صِلہ تھا

اے آفتابِ محشر کچھ یاد ہے تجھے بھی
بازار کون سا تھا اور کِس کا سر کھلا تھا

اے منتقم حقیقی یہ ظلم یاد ہوگا
شبیر دیکھتے تھے بیٹا تڑپ رہا تھا

بچہّ جو مسکرایا ٹپکے پدر کے آنسوں
حیران ہوں میں یا رب یہ حادثہ بھی کیا تھا

لاشے پڑے ہوئے تھے خیمے جلے ہوئے تھے
اِک صبر کا نمونہ خاموش دیکھتا تھا

اُس تیرِ حرملہ نے کِس کو کیا نشانہ
شبیر کا جگر یا بے شیر کا گلا تھا

*****

آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب

آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کیا آن بان کل تھی نکلی تھی جب وطن سے
اٹھارہ چاند لے کر تاروں کی انجمن سے
خوش رنگ پھول چن کر اسلام کے چمن سے
بلبل چلی ہے گویا گلزار پنجتن سے
آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

بانو کی وہ عماری وہ اُسکے ساتھ جھولا
جھولے میں چاند جیسا اک ننہا مُنّا بچہ
جیسے صدف میں موتی جیسے چمن میں غنچہ
بانو کے دل کا ٹکڑا شبیر کا کلیجہ
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

جانے کی شان وہ تھی آنے کی یہ ادا ہے
پہچاننا ہے مشکل چہرہ اُتر گیا ہے
پردیس میں سبھی کچھ دُکھیا کا لُٹ چکا ہے
زینب نہیں ہے گویا تاریخِ کربلا ہے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

اِک دو پہر میں سارا گلشن لُٹا چکی ہے
مِٹّی میں چاند تارے اپنے چھپا چکی ہے
ٹکڑے دل و جگر ہے وہ زخم کھا چکی ہے
اسلام کو بچا کر خود کو مٹا چکی ہے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

قاسم کو رو چکی ہے اکبر کو رو چکی ہے
عباس جیسے میرِ لشکر کو رو چکی ہے
ننھے شہیدِ عظم اصغر کو رو چکی ہے
بس انتہا تو یہ ہے سرور کو رو چکی ہے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

یہ سوچتی ہے دُکھیا پوچھینگے لوگ مجھسے
یثرب کے چاند تو نے زینب کہاں چھپائے
ہمراہ جانے والے ہمراہ کیوں نہ آئے
کتنو کو لے گئی تھی آئے ہے ساتھ کتنے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کانٹوں پہ چل چکی ہے پھولوں میں پلنے والی
اسلام کی خطیبہ یوں دیکھنے میں قیدی
بنیاد تک ہلا دی جس نے یزیدیت کی
زنداں کہاں کہاں یہ جنت کی شاہزادی
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کس کس کو میں دِکھاؤں سوغات کربلا کی
دِرّوں سے پشت زخمی اور نیلگوں کلائی
سجاد ناتواں کی مسند اُدھر جلائی
زہرا کے لاڈلے کی پوشاک خوں میں ڈوبی
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

*****

اٰہ حسینا کہو وا حسینا

شمرِ بد یر چلاوي نے خنجر — جسمِ اطہر تھي کیدو جُدو سر
نے چڑھایو چھے نیزہ نا اوپر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

دیکھو اٰ حال زینب یر جیارے — خوب رویا حزیں تھئي نے تیارے
دھول ماتھا ما ناکھي نے مضطر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

لاش دیکھي نے زینب پُکارا — رات دن کم گذرسے ھمارا
موکي تنہا سدھارا برادر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

مارا شبّیر ماں جایا بھائي — چھے رسن ما ھماري کلائي
دشمنوں یر چِھني سر سي چادر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

ٹوٹي زینب نا اوپر قیامۃ — دیکھي اٰنکھوں تھي سب ني شہادۃ
داغ دل پر اوٹھایا بہتّر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

لوٹو اسباب ، خیمہ جلایا — اونٹ اوپر حرم نے بٹھایا
بیبیوں نے پھرایا چھے دَر دَر — اٰہ حسینا کہو وا حسینا

اٰلِ احمد نے قيدي بناوي — اِبنِ حيدر ني مسند جلاوي
چھِنا بيمار عابد نا بِستر — اٰه حسينا كهو وا حسينا

طوق زينُ العباءِ نے پهنايا — پُشت پر اٰه دِرّه لگايا
رحم هرگز نه كهاتا ستمگر — اٰه حسينا كهو وا حسينا

شام تك قافلو لئي نے چالا — تهئي گيا تر سي پاؤں ما چهالا
شكر سي راكهي هر دم زُباں تر — اٰه حسينا كهو وا حسينا

نے سكينه نے شمر ير اٰوي — گال اوپر طمانچه لگاوي
چھِنا كانو سي بي بي نا گوهر — اٰه حسينا كهو وا حسينا

قيدسي جيارے چھوٹي سدهارا — تيارے اهلِ حرم ايم پكارا
اٰويئے چھے اے نانا پيمبر — اٰه حسينا كهو وا حسينا

اٰ حسامي ني بس اٰرزو چھے — كربلا اٰواني جستجو چھے
همنے جلدي بلاوي لو سرور — اٰه حسينا كهو وا حسينا

* * * * *

اہلِ جہاں یہ درد کا منظر نہ بھولنا

اہلِ جہاں یہ درد کا منظر نہ بھولنا
کاندھے پہ شہ کے لاشہء اکبر نہ بھولنا

اسلام والوں شاہ کا احسان ہے بڑا
سرور کا حلق ظلم کا خنجر نہ بھولنا

فرمایا شہ نے پینا جو گرمی میں سرد آب
اے میرے دوستوں لبِ اصغر نہ بھولنا

دختر علی کی سر کھلے بازارِ شام میں
اے اہلِ احتشام یہ محشر نہ بھولنا

گر بیاہ کی خوشی تمھیں دِکھلائے ذو الجلال
دلہن سکینہ دلبرِ شبر نہ بھولنا

*****

آواز آ رہی ہے کرب و بلا کے بن سے

آواز آ رہی ہے کرب و بلا کے بن سے
کِس حد کی دشمنی تھی اولاد پنجتن سے

آ کر خلیل دیکھے پیری میں خستہ تن سے
کڑیل جواں کی میت کس طرح آئی رن سے

مہماں بلا کے رن میں پیاسا شہید کرنا
کوئی سلوک یوں بھی کرتا ہے بے وطن سے

آلِ نبی کی عظمت سمجھا نہ کوئی ظالم
ناموسِ مصطفی کو باندھا گیا رسن سے

بارِ گراں و طوق و زنجیر آھنی ہیں
یہ بار کیا اٹھیگا بیمار و خستہ تن سے

نام و نشان آلِ احمد ہے آشکارا
عابد ہے ایک باقی اولادِ پنجتن سے

اپنی یہی دعاء ہے وقتِ اخیر یا رب
نامِ حسین نکلے حافظ تیرے دہن سے

✱✱✱✱✱

آؤ اصغر پیارے جھولوں

آؤ اصغر پیارے جھولوں میری آنکھوں کے تارے جھولوں
آسماں کے ستارے جھولوں میرے راج دُلارے جھولوں

سوکر جھولے میں بیٹا جھولوں
تجھ پہ قربان بیٹا جھولوں

اُٹھوں اصغر میں تمکو جھولاؤں اُٹھوں جھولوں میں تمکو سلاؤں
اُٹھوں اصغر میں تمکو مناؤں اُٹھوں سینے سے تمکو لگاؤں

نیند یہ کیسی آئی ہے اصغر
یا قضا تجھکو آئی ہے اصغر

تجھکو لیکر مدینہ وطن سے کربلا آئی کیسے شگن سے
جا بسا تو عدن میں یہ رن سے بھر گیا میرا گھر سب محن سے

اصغر کہہ کر کِس کو بلاؤں
شیر اب میں کِس کو پلاؤں

ہاتھ میں تجھکو بابا نے لیکر شمس پر مشتری سا منور
چلے رن میں وہ سبطِ پیمبر مانگا پانی ہو ہو کے مضطر
کافر نے مارا تیر سے تجھکو
رکھا پیاسا نیر سے تجھکو

تیرا قتل ہے بھاری شہا پر تیرے خوں کو پھینکا سماء پر
ایک قطرہ گِرا نہ دُنا پر ہے دلالت یہ تیری عُلا پر
اصغر تو تھا عرش کا تارا
رب نے تجھکو یہاں تھا اُتارا

تیغ بابا نے لی درمیاں سے چھوٹی قبر کو کھودی میاں سے
کیا پوشیدہ تجھکو جہاں سے کیا غائب دُنا کے مکاں سے
اصغر پیارے گھر ہوا خالی
ہوئی پنہا صورۃ روپالی

اب جھلائینگے تجھکو پیمبر اور فاطمہ لوریاں دیکر
اور خلد کی حوریں آکر سب جھلائینگی تجھکو مقرّر
کوثر کا آب پلائینگے نانا
اور گلے سے لگائینگے نانا

پڑھکے جھولے کا مرثیۃ ہر دم کر رواں غم کے آنکھوں سے دم
تاکہ ہو جائے اِس غم میں بے دم لے ثواب کی جاگر اِک دم
پُر غم اصغر کی ذکر یمانی
روکے ہر آں بیاں کر یمانی

*****

آؤ شبیر سکینہ کے گوہر چھنتے ہیں

آؤ شبیر سکینہ کے گوہر چھنتے ہیں
اور گالوں پہ طمانچے بھی اُسے لگتے ہیں

خاک پر بیٹھی ہیں شہزادیاں سب سہمی ہوئی
کہاں جائے کہ خیام شہِ دیں جلتے ہیں

بولی زینب کہ رِدا چھنتے ہیں اہلِ جفا
اور دِرّے بھی میری پشت پہ اب لگتے ہیں

دیر ہوتی ہے چلو کہتے ہے یوں عابد سے
مار کر نیزہ اُٹھاتے ہے وہ جب گرتے ہیں

اِس طرح باندھ کے راہوں میں چلاتے ہیں لعیں
ساتھ میں رسّی کے بچّوں کے گلے کھنچتے ہیں

آنکھوں میں ہیں تیرا مقتل نہیں بھولی بھائیؑ
سر سناں پر تیرا ظالم لیئے اب چلتے ہیں

نہر پر پہنچی تو ہونگی یہ میری آہ و بکا
کیا علمدار کے بازوں بھی وہیں ہِلتے ہیں

بولی زنداں میں رقیہؑ میرے بابا ہو کہاں
اب تو آ جاؤ بہت یاد تمہیں کرتے ہیں

حشر اُٹھ جاتا ہے ماتم کا جو برہانِ ہدی
شہ کی غربت کا جمالی وہ بیاں کرتے ہیں

❋❋❋❋❋

اے خاک نشینوں کیا کہنا کیا تخت ملا کیا تاج ملا

اے خاک نشینوں کیا کہنا کیا تخت ملا کیا تاج ملا
اُبھرے تو بہتر یوں اُبھرے کونین کا آخر راج ملا

شبیر ملک تک جھکتے ہیں وہ رتبہ ء صد معراج ملا
جبریل کے پر کا چھتر ملا وحدت کی نظر کا تاج ملا

دریا بھی ملا پانی بھی ملا ساحل پہ انوکھا راج ملا
سائے میں حسینی پرچم کے عباس وفاء کا تاج ملا

عباس بھی خوش رہوار بھی خوش اور مشک سکینہ پانی میں
تھی نہر تو برسوں سے اپنی تقدیر سے قبضہ آج ملا

جھولے میں حکومت کے اصغر میداں میں شفاعت کے اصغر
بانو کے شہزادے کیا کہنا کیا تخت ملا کیا تاج ملا

کیا ننھی نظر میں وسعت تھی جو موت کی معنی جان گئے
یوں تیر کو اصغر لے کے ہنسے جیسے کے کسی کو راج ملا

زہرا کا محل ویراں کر کے کیا تجھ کو ملا اے روحِ یزید
کس دہر میں تیری قبر بنی کس خاک میں تیرا راج ملا

قدموں سے شجاعت لپٹی ہے ٹکراتے ہیں لاکھوں سے اکبر
نانا کی جوانی کل پائی تلوار کا قبضہ آج ملا

میراث تو یہ بھی ہے قاسم تلوار پڑی تو سر پر ہی
تھا رنگِ حسن تو پہلے سے اور دادا کا وِرثہ آج ملا

اصغر ہے نہ شکوی پانی کا جھولے میں اُداسی چھائی ہے
جب مڑ کے نظر کی بانو نے ننھا سا محل کا راج ملا

کیا کہنا حسینی شاعر کا غربت میں وہ شاہی کرتا ہے
جب فضل ملا دنیا سے غنِی مولی کا مگر محتاج ملا

*****

اے زمینِ کربلا تیری تو آبادی ہوئی

١. اے زمینِ کربلا تیری تو آبادی ہوئی
پر دِیارِ فاطمہ زہراء کی بربادی ہوئی

٢. دو پہر میں ہو گیا برباد باغِ مصطفیٰ
اور محتاجِ رداء عالم کی شہزادی ہوئی

٣. قبر میں اصغر کو رکھ کر شہ نے خالق سے کہا
سونپتا ہوں یہ امانت تیری مولیٰ دی ہوئی

٤. دو گھڑی میں ہی وہ دُلہن آہ بیوہ ہو گئی
ہائے کیسی دُخترِ شبیر کی شادی ہوئی

*****

مخصوص کلام ۱۴۳۷

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا
پھر کہاں آپکی آغوش کہاں پہ دُکھایا

ہوکے رُخصت جو چلے گھر سے شہ کرب و بلا
واحسینا کا ہوا شور حرم میں برپا
سنکے یہ دوڑی سکینہ کے ٹھہر جاؤو زرا

چچا عباس گئے لوٹ کے پھر نہ آئے
میرے دو چاند سے بھائی بھی نہ گھر کو آئے
دو گھڑی میں ہی میرا دولہا گیا ہے مارا

شہ نے بچیّ کو جو بے حال پریشاں دیکھا
روکے یہ پوچھا کے کیا حال ہے اے ماہ لقا
جوڑ کر ننھے سے ہاتھو کو سکینہ نے کھا

جسکی دھارس تھی وہی نہر پہ جاکر سوئے
کربلا آکے میرے چاند سا بھائی کھوئے
کسکو میں یاد کروں کسکو بلاؤں میں بھلا

آپکے بعد میرا کون ہے چاہنے والا
اِس قدر پیار سے کیوں آپنے مجھکو پالا
آپکے بعد بھلا زندہ رہونگی بابا

ن

یہ تو سوچو کہ بھلا کیسے جیونگی تنہا

اپنے سینے پہ بھلا کون سلائیگا مجھے
جو میں رُوٹھونگی تو پھر کون منائیگا مجھے
جوڑ کے ننھے سے ہاتھوں کو سکینہ نے کہا

اب نہ پیاسی ہو نہ پانی کی ضرورت ہے مجھے
کوئی حاجت نہیں بس ایک یہ حسرت ہے مجھے
دیکھ لوں آج میں جی بھر کے تمہارا چہرہ

کیا خبر ہے کوئی بات بھی اب ہو کے نہ ہو
کون جانے کے ملاقات بھی اب ہو کے نہ ہو
دل دھڑکتا ہے میرا بہرِ نبی بہرِ خدا

ں

جیتے جی آپ سے اب مِل نہ سکونگی بابا

سوچتی ہو کے طماچنے مجھے مارے نہ کوئی
گشوارِ میرے کانو سے اُتارے نہ کوئی
وِہم آتے ہے میرے دل میں نہ جانے کیا کیا

میں تو سمجھی تھی کی یوں ہی مجھے بہلاتے ہو
تھا نہ معلوم کے مرنے کے لیئے جاتے ہو
تم ہمیشہ کے لیئے ہوتے ہو اب مجھسے جدا

جس گھڑی شمر ستمگار ستائیگا مجھے
میری فریاد پہ کون آکے بچائیگا مجھے
نہ تو بھائی علی اکبر ہے نہ عباس چچا

اپنی آغوش میں للہ اُوٹھالو مجھکو
آخری بار کلیجے سے لگالو مجھکو
جیتے جی آؤ نا آؤ میرے پیارے بابا

بابا سینے سے سکینہ کو لگاتے جاؤ
اب کہاں ہوگی ملاقات بتاتے جاؤ
تمکو اکبر کی قسم غنچہ دہاں کا صدقہ

مولی برہان دیں سے غم کی بیانی سن کر
جو سکینہ پہ ہوئی اُنکی زبانی سن کر
یا حسینا کی صداؤں پہ کروں جان فداء

*****

ایک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے

ایک دور سلامی دنیا کا صدیوں میں ایسا آتا ہے
جب کوئی پیمبر اُٹھتا ہے یا کوئی شہادت پاتا ہے

جب نوحہ کعبہ والوں کا رو رو کر کوئی سناتا ہے
سینے میں روح لرزتی ہے جینے سے جی گھبراتا ہے

تسلیم و رضا کی منزل میں ہر گاؤں پہ لاکھوں خطرے ہیں
دریا سے آگ اُبلتی ہے بادل شعلے برساتا ہے

ہاں زندگیء جاوید بھی ہے وہ زندگی اسکو ملتی ہے
جنگل کی دَھکتی ریتی پر جو اپنا خون بہاتا ہے

مردانِ وفا خوش ہو ہو کر تلوار کا پانی پیتے ہیں
اور زخم وہ نعمت ہے جسکو غازی ہنس ہنسکر کھاتا ہے

اکبر نے کہا برچھی کھا کر ہم صورتِ گل مرجھاتے ہیں
اصغر نے کہا سِسکی لے کر لو غنچہ بھی مر جاتا ہے

انسان تیرے پتھر دل میں کیوں درد نہیں انسانوں کا
دُکھ دیتا ہے مظلوں کو معصوموں کو ترساتا ہے

اے نہر فرات اے نہرِ فرات افسوس کر اپنی قسمت پر
کوثر کا ساقی آج تیرے ساحل سے پیاسا جاتا ہے

سجاد اسیرِ جور ہوئے صد حیف کسی نے یہ نہ کہا
یہ پاؤں ستونِ کعبہ ہے زنجیر کسے پہناتا ہے

نزدیک قیامت آ پہنچی کیا صبحِ شہادت آ پہنچی
اے صبح کے تارے کچھ تو بتا کیوں پھیکا پڑتا جاتا ہے

یہ شام کے میداں میں یارب کیا آج تباہی آئی ہے
ہے ظہر کا وقت ابھی باقی اور سورج ڈوبا جاتا ہے

اے قہرِ خدا اس دنیا پر گرتی نہیں کیوں بجلی تیری
گھر سے دور اِک پورا کنبہ جنگل میں لُٹا جاتا ہے

زخموں سے چور بدن سارا ہر زخم پہ پھر ایک زخم نیا
کیا یوں بھی کوئی مظلوموں پر تیروں کے مینہ برساتا ہے

* * * * *

ایماں کی آیتوں سے جنگل بسا ہوا ہے

ایماں کی آیتوں سے جنگل بسا ہوا ہے
بکھرا ہوا زمیں پر قران پڑا ہوا ہے

ہے انتظار ماں کو آنسو تھمے ہوئے ہیں
اصغر پہ ہیں نگاہیں پردہ اُٹھا ہوا ہے

شبیر کی جبیں پر یہ زخم ہے نمایاں
یا سرخ آیتوں میں قرآں لکھا ہوا ہے

شبیر کی جبیں ہے اور زیر تیغ سجدے
اے کربلا زمیں پر کعبہ جھکا ہوا ہے

دولہا کا پیارا چہرہ اور اُس پہ خوں کی دھاریں
شبیر کا بھتیجہ دولہا بنا ہوا ہے

ننھی لحد سے اُٹھکر بانو کے پاس آؤ
اصغر تمہارے خاطر جھولا تھا ہوا ہے

اکبر کے پاس آکر مولی ہیں کشمکش میں
کس طرح نکلے برچھی سینہ چھدا ہوا ہے

ہے انقلابِ عالم یوں جا رہی ہے زینب
چادر چھنی ہوئی ہے بازو بندھا ہوا ہے

اُترا ہوا ہے چہرہ سوکھے ہوئے ہیں آنسوں
اصغر کہا سدھارے بانو کو کیا ہوا ہے

ٹوٹے ہوئے ہیں تارے جھکتا ہوا ہے سورج
شبیر کا زمیں پر لاشہ پڑا ہوا ہے

*****

آئی ندائے غیب کے شبیر مرحبا

آئی ندائے غیب کے شبیر مرحبا
اس ہاتھ کے لیئے تھی یہ شمشیر مرحبا
یہ آبرو یہ جنگ یہ توقیر مرحبا
دِکھلا دی ماں کے خون کی تاثیر مرحبا
غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر
بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

لبّیک کہہ کے تیغ رکھی شہ نے میان میں
پلٹی سپاہ آئی قیامت جہان میں
پھر سرکشوں نے تیر مِلائے کمان میں
پھر کُھل گئے لپٹ کے پھریرے نشان میں
بے کس حسین ظلم شعاروں میں گِھر گئے
مولی تمہارے لاکھ سواروں میں گِھر گئے

سینے پہ سامنے سے چلے دس ہزار تیر
چھاتی پہ لگ گئے کئی سو ایک بار تیر
پہلو کے پار برچھیاں سینے کے پار تیر
پڑتے تھے دس جو کھینچتے تھے تن سے چار تیر
یوں تھے خدنگ ظِلّ الٰہی کے جسم پر
جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر
چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر
ٹوٹے ہوئے تھے برچھیوں والے حسین پر
یہ دُکھ نبی کی گود کے پالے حسین پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسین پر
تیرِ ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا
گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

لاکھوں میں ایک بے کس دلگیر ہائے ہائے

فرزندِ فاطمہ کی یہ توقیر ہائے ہائے

بھالے وہ اور پہلوئے شبیر ہائے ہائے

وہ زہر میں بجھائے ہوئے تیر ہائے ہائے

غصّہ میں تھے جو فوج کے سرکش بھرے ہوئے

خالی کیئے حسین پہ ترکش بھرے ہوئے

گرتے ہیں اب حسین فرس پر سے ہے غضب

نکلی رکاب پائے مطہر سے ہے غضب

پہلو شگافتہ ہوا خنجر سے ہے غضب

غش میں جھکے عمامہ گرا سر سے ہے غضب

قرآن رحلِ زین سے بر فرش گرا پڑا

دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

گر کر کبھی اُٹھے کبھی رکھا زمیں پہ سر
اُبلا لہو کبھی تو سنبھالا کبھی جگر
حسرت سے کی خیام کی جانب کبھی نظر
کروٹ کبھی تڑپ کے اِدھر لی کبھی اُدھر
اُٹھ بیٹھے جب تو زخموں سے برچھی کے پھل گرے
تیر اور تن میں گڑ گئے جب منہ کے بل گرے

جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا
اُمّت نے مجھ کو لُٹ لیا وا محمدا
اِس وقت کون حقِّ محبت کرے ادا
ہےئے ہےئے یہ ظلم اور دو عالم کا مقتدا
اُنّیس سو ہیں زخم تن چاک چاک پر
زینب نکل حسین تڑپتا ہے خاک پر

پردہ اُلٹ کے بنتِ علی نکلی ننگے سر
لرزا قدم ، خمیدہ کمر، غرق خوں جگر
چاروں طرف پکارتی تھی سر کو پیٹ کر
اے کربلا بتا تیرا مہمان ہے کدھر
امّاں قدم اب اُٹھتے نہیں تشنہ کام کے
پہنچا دو لاش پر میرے بازو کو تھام کے

اِس وقت سب جہان میری آنکھوں میں ہے سیاہ
لوگو خدا کے واسطے مجھ کو بتاؤ راہ
سیّد کدھر تڑپتا ہے امّاں کدھر ہیں آہ
کس سمت ہے نبی کے نواسے کی قتل گاہ
شعلے دل و جگر سے نکلتے ہیں آہ کے
یہ کون نام لیتا ہے میرا کراہ کے

کس نے صدا یہ دی کہ بہن اِس طرف نہ آؤ
بس اب سفر قریب ہے للّٰہ گھر میں جاؤ
اب ڈولتی ہے آلِ رسولِ خدا کی ناؤ
یا مرتضیٰ غریبوں کے بیڑے کو تم بچاؤ
اب چھوڑیوں نہ دشتِ بلا میں حسین کو
یا فاطمہ چھپالو ردا میں حسین کو

بنتِ علی تو پیٹتی پھرتی تھی ننگے سر
کٹتا تھا نورِ چشمِ علی کا گلا اُدھر
زینب کو منع کرتے تھے ہر چند اہلِ شر
لیکن وہ دوڑی جاتی تھی بھائی کی لاش پر
پہنچی جو قتل گاہ میں اِس روک ٹوک پر
دیکھا سرِ حسین کو نیزے کی نوک پر

نیزے کے نیچے جا کے پکاری وہ سوگوار
سیّد تیرے لہو بھری صورت کے میں نثار
ہے ہے گلے پہ چل گئی بھیا چھری کی دھار
بھولے بہن کو اے اَسدِ حق کے یادگار
صدقے گئی لُٹا گئے گھر وعدہ گاہ میں
جنبش لبوں کو ہے ابھی یادِ اِلٰہ میں

بھیا میں اب کہاں سے تمہیں لاؤں کیا کروں
کیا کہہ کے اپنے دل کو میں سمجھاؤں کیا کروں
کس کی دُہائی دوں کسے چلاّؤں کیا کروں
بستی پرائی ہے میں کدھر جاؤں کیا کروں
دنیا تمام اُجڑ گئی ویرانہ ہو گیا
بیٹھوں کہاں کہ گھر تو عزاخانہ ہو گیا

گھر لُٹنے کو آئے گی اب فوجِ نابکار
کہیوں نہ کچھ زباں سے بجز شکرِ کردگار
خیمے میں جب کہ آگ لگاویں ستم شعار
رہیوں میری یتیم سکینہ سے ہوشیار
بیزار ہے وہ خستہ جگر اپنی جان سے
باندھے نہ کوئی اُس کا گلا ریسمان سے

بس اے انیس ضعف سے لرزا ہے بند بند
عَالَم کو یادگار رہینگے یہ چند بند
نکلے قلم سے ضعف میں کیا کیا بُلند بند
عالم پسند بند ہے سلطاں پسند بند
یہ فصل اور یہ بزم عزا یادگار ہے
پیری کے ولولے میں خزاں کی بہار ہے

*****

بانو کا جگر تھرائے نہ کیوں رہ رہ کے سنبھل نے سے پہلے

بانو کا جگر تھرائے نہ کیوں رہ رہ کے سنبھل نے سے پہلے
جاتے ہیں علی اکبر رن کو ارمان نکل نے سے پہلے

امت کی شفاعت کھیل نہیں دی جاتی ہے ایسی قربانی
بچوں کے گلے چھد جاتے ہیں ہاتھوں پہ مچل نے سے پہلے

سرور کی محبت کیا کہنا یہ سوگ مقدس دولت ہے
اشکوں سے کلیجہ پاک تو کر مرقد میں اُتر نے سے پہلے

آنسو ہیں فلک کے یہ شبنم ہر شب جو زمیں پر گِرتے ہیں
شبیر پہ نوحہ ہوتا ہے ہر صبح نکل نے سے پہلے

جب ذوقِ شہادت جھولے میں مچلا تو تسلی ہو نہ سکی

ناوک کو گلے لپٹا ہی لیا ہاتھوں پہ بہل نے سے پہلے

*****

بانو نے کہا روکر تربت پہ صدا دونگی

بانو نے کہا روکر تربت پہ صدا دونگی
چونکے نہ اگر اصغر نالوں سے جگا دونگی

بے شیر چلے آؤ مادر کو نہ تڑپاؤ
دریا سے ہٹا پہرا پانی میں پلا دونگی

بے رحم نے تجھکو جو اک تیر لگایا ہے
ہے زخم تیرے دل پر اشکوں سے دُھلا دونگی

کچھ ماں پہ ترس کھاؤ یوں تو نہ بگڑ جاؤ
روٹھے ہو اگر اصغر میں دودھ پلا دونگی

کیوں خاک پے سوتے ہو گودی میں چلے آؤ
لوری میں تمہیں دیکے جھولے میں سلا دونگی

جو دیر لگاؤگے مادر کو نہ پاؤگے
فرقت ہیں تیری اصغر میں جان گوا دونگی

خیمے بھی جلا ڈالے ان ظالموں نے سارے
پاس آؤگے جب بیٹا سب حال سنا دونگی

بیٹا تیرے ملنے کی اب آس نہیں کوئی
مر جاؤنگی فرقت میں ھستی کو مٹا دونگی

✱✱✱✱✱

بہتے ہوئے آنسوں میرے بہتے ہی تو جانا

بہتے ہوئے آنسوں میرے بہتے ہی تو جانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

اک قطرہ مگر تجھ میں ہے موجوں کی روانی
مغموم دلوں کا ہے لہو تو نہیں پانی
آنکھوں سے تیرا بہنا ہے دُکھ کی یہ زبانی
بہہ بہہ کے سنا دے تو وہ کربل کی کہانی
رو رو کے برس کر یوں ہی تو سب کو رُلانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

آنسوں تیرے بہنے سے ملے خلد کی جنت
اور زہرا کے آنسو کی ملے ہم کو شفاعت
ہر آنسوں بنے اپنے لیئے آگ سے جُنّت
بہنے پہ تیرے برسے ہے اللہ کی رحمت
انمول وہ موتی ہے تو کر اُسکا خزانہ
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

لب سوکھ گئے بڑھتی گئی پیاس کی شِدّت
پانی نہ دِیا اعدا نے کیا کیا ہوئی حالت
بچّوں کے تڑپنے پہ بھی آئی نہیں رحمت
شبیر کے کنبے پہ پڑی کیسی یہ آفت
اس آفتِ شبیر کو ہرگز نہ بھولانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

لوٹے نہ تھے زندہ کوئی اصحاب تو رن سے
یوں خون رواں ہوتا تھا ہر زخمی بدن سے
مرجھا کے گِرا ریگ میں ہر پھول چمن سے
کر ڈالا جدا دولہے کو اعدا نے دُلہن سے
یوں غم کا سبب بَن گیا شادی کا رچانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

شبیر کے ہاتھوں پہ قتل ہو گئے اصغر
اور لوٹ کے آئے جو وہ شبیر تو گھر پر
بانو نے کہا لاؤ کہاں ہے میرا دلبر
بس چپ ہی رہے روتے گئے کیا کہے سرور
چھوٹی سی قبر میں اُنہیں یاد آیا سلانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

عباس فدا ہو گئے شبیر کے اوپر
گھوڑے سے گرے ریت پہ بازو کو کٹا کر
گرتے ہی پکارے کہ مجھے تھام لو سرور
طاقت نہ رہی صبر کی شہ کو یہ الم پر
ماتم تیرا کیوں کر نہ کرے سارا زمانہ
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

جب شاہ کے سینے پہ چڑھا تھا وہ ستمگر
سورج کو گہن لگ ہی گیا دیکھ کے منظر
شہ بولے جو خنجر کو پھرایا ہے گلے پر
اے شمر تو اُٹھ یاں نہ چلیگا تیرا خنجر
ہاں ذبح سے پہلے مجھے پانی تو پلانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

ماتم میں تو شبیرؑ کے اک پل بھی نہ تھکنا
اس غم کو تو سینے سے لگائے ہوئے رکھنا
اس غم کے وسیلے سے ستائے کوئی غم نہ
سب کی یہ دعاؤں کو خداوند تو سننا
برہان دیں مولی کی عمر کو تو بڑھانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

ہر آن تیرے مولی کی مدحت کو سنانا
ہر آن تیرے مولی کی مِنت کو گِنانا
اس شاہ کی اُلفت کو تو نس نس میں سمانا
دل اُن کا ہی عاشق رہے اور اُنکا دیوانا
تسنیم سدا شہ کی ہی خدمت تو بجانا
غم میں میرے مولی کے تو دریا کو بہانا

*****

بولی بانو پیارے اصغر شام بھئی گھر آؤ

بولی بانو پیارے اصغر شام بھئی گھر آؤ
رات اکیلے ڈروگے دلبر شام بھئی گھر آؤ
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

پانی پینے گیو ہے اصغر جیا مورا گھبرائے
کوئی نہیں ہے گھر میں بیٹا لینے تجھکو آئے
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

جھولو تیرو خالی پڑو ہے جھولن والے آؤ
جھول کے مورے پیارے اصغر ماں کا دل بہلاؤ
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

ماتا سے کیا روٹھ گئے ہو کیسے تمکو مناؤں
کوئی نہیں ہے گھر میں بیٹا کسکو بپتا سناؤں

راہ تکت ہوں بیٹا توری کا ہے لگایو دیر
آؤ بیٹا جلدی آؤ میں مناؤں خیر
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

گیو تھو رن میں ہنستے ہنستے بیٹا لینے نیر
کیا تھی خبر کہ دینگے ظالم نیر کے بدلے تیر
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

اکھیاں ترس گئی دیکھنے تجھکو میرے نین کے نور
آئی نہیں کوئی تیری خبر کیا گیو ہے اتنی دور
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

تورے غم میں جی نہ پائے توری مادر بیٹا
خالی گودی لیئے پھرونگی کیا میں در در بیٹا
بیٹا شام بھئی گھر آؤ

*****

بولی زینب سلام لو بھائی

بولی زینب سلام لو بھائی
جا رہی ہوں وطن اُٹھوں بھائی

پھر کہاں آپ پھر کہاں زینب
مجھکو اُٹھکر گلے مِلو بھائی

غمزدہ ہوں میں دل بھر آیا ہے
کچھ تو آخر جواب دو بھائی

کوئی تو ہو مجاوری کے لیئے
پاس اپنے مجھے رکھو بھائی

واسطہ ہے تمہیں سکینہ کا
اب نہ مجھکو جدا کرو بھائی

چھوڑ کے کربلا میں تم سب کو
کیا وطن جاؤں میں کہو بھائی

سوگوار اب وطن کو جاتے ہیں
سب کو رُخصت کرو اُٹھو بھائی

بے رِدا کر دیا ہے ظالم نے
کیسے زینب سوار ہو بھائی

نہیں عباس و قاسم و اکبر
کیسے زینب سوار ہو بھائی

عابدیں بے قرار ہے زینب
چین کیا آئے جب نہ ہو بھائی

*****

بولی زینب کے نہیں ناز اُٹھانے والا

بولی زینب کے نہیں ناز اُٹھانے والا
پیاس معصوم سکینہ کی بجھانے والا

تم بھی اب خاک پہ سو جاؤ سکینہ بی بی
سو گیا خاک پہ سینے پہ سلانے والا

دیکھ کر شمر کو معصوم سکینہ نے کہا
پاس آتا ہے پھوپی دیکھو رُلانے والا

کہا زینب نے سکینہ سے نہ ڈرنا بی بی
مارنے والے سے برتر ہے بچانے والا

کتنا بے رحم تھا بی بی وہ ستمگر سوچو
طوق بیمار کی گردن میں پہنانے والا

ظلم سے جس نے یہ چاہا کہ مٹادے حق کو
مٹ گیا خود ہی زمانے سے مٹانے والا

زیرِ خنجر جو رہی طاعتِ خالق میں جبیں
ذکرِ حق کرتا تھا اُمّت کو بچانے والا

قید خانے میں یہ کہتی تھی سکینہ روکر
کوئی آتا بھی نہیں شمع جلانے والا

اب نہ بابا نہ چاچا ہے نہ علی اکبر ہے
جُز اجل کون ہے زنداں سے چھڑانے والا

روتے ہیں اہلِ حرم دیکھ کے منظر یہ **فرید**
ایک بیمار ہے بس قبر بنانے والا

بین تھے سکینہ کے شام ہونے والی ہے

بین تھے سکینہ کے شام ہونے والی ہے
کب تک آؤگے بابا شام ہونے والی ہے

خشک ہے زباں میری تین دن سے پیاسی ہوں
کون پانی لائیگا شام ہونے والی ہے

نیند کیسے آئیگی سوؤں کس کے سینے پر
جلد آئیے بابا شام ہونے والی ہے

شام کے تصوّر میں کانپتی ہوں رہ رہ کر
گھوٹ رہا ہے دم میرا شام ہونے والی ہے

عصر کے اُجالے میں گھر لُٹا کے بیٹھی ہوں
پھر نہ لُٹ لے اعدا شام ہونے والی ہے

دیر سے تمہارا ہی انتظار ہے سبکو
گھر میں حشر ہے برپا شام ہونے والی ہے

بھائی بھی چچا بھی ہے کیا تمہارے ساتھ اب تک
کوئی بھی نہیں آیا شام ہونے والی ہے

آؤ مصطفی آؤ ، آؤ مرتضی آؤ
آؤ فاطمہ زہرا شام ہونے والی ہے

*****

تجھ سا کوئی دنیا میں پیاسا نہ رہا مولیٰ

١. تجھ سا کوئی دنیا میں پیاسا نہ رہا مولیٰ
تیرے لیئے دریا میں پانی نہ رہا مولیٰ

٢. سہ روز کے پیاسے کا ظالم نے گلا کاٹا
بہتے ہوئے دریا میں خوں تیرا بہا مولیٰ

٣. کہیئے تو ضعیفی میں ان کانپتے ہاتھوں سے
اکبر کا جواں لاشہ کس طرح اُٹھا مولیٰ

٤. اقرار پہ بچپن کے گھر بار لٹا ڈالا
ہمت پہ تیری صبر ایوب فدا مولیٰ

۵. کاندھے پہ محمد کے معراج ہی کیا کم تھا
نیزے کی انی پر جو سر تیرا چڑھا مولی

۶. کھیئے کی شتربانی عابد سے ہوئی کیوں کر
بیمار کے پہلو میں کیا دل ہی نہ تھا مولی

۷. کیا ماں کی وارثت میں بیٹی کا نہ تھا حصہ
چھینی گئی زینب کے بھی سر سے ردا مولی

۸. ہیں زخم لگے تن پر امید تیری یاور
جس وقت جدا تن سے سر تیرا ہوا مولی

*****

مخصوص سلام ۱۴۳۷

تنہائی میں کیسے اُٹھیگا اکبر کا جنازہ رہنے دو

تنہائی میں کیسے اُٹھیگا اکبر کا جنازہ رہنے دو
صابر ہو مگر پھر باپ ہو تم اے سیّدِ والا رہنے دو

آہستہ لِٹا دو ریتی پر تکلیف نہ پہنچے اکبر کو
بیٹھی ہے بہت گہری برچھی زخمی ہے کلیجہ رہنے دو

ہر جنبش میں دل ہلتا ہے برچھی کو نہ کھینچو سینے سے
روتے ہے محمد رہنے دو بے چین ہے زہرا رہنے دو

خیمے میں نہ لے جاؤ اِنکو ماں زخم نہ دیکھے سینے کا
ایسا نہ ہو غم کی شِدّت سے پھٹ جائے کلیجہ رہنے دو

باہر نہ نکل آئے زینب سمجھاؤ تو یہ کیا کرتی ہے
شبیر اُٹھو خیمے میں چلو اکبر کو تڑپتا رہنے دو

مخلوق خدا میں ہل چل ہے اللہ سنبھالو عالم کو
آنکھوں سے ذرا آنسوں پونچھو آقا میرے مولی رہنے دو

اکبر نہیں زندہ ہونے کے شہ دل کو سنبھالو صبر کرو
اکبر کے سرہانے سے اُٹھو فطرت کا تقاضا رہنے دو

*****

تیر ظالم نے جو اصغر کو لگایا ہوگا

تیر ظالم نے جو اصغر کو لگایا ہوگا
خون آنکھوں سے شہ دیں نے بہایا ہوگا

تیر کھا کر علی اصغر جو سدھارے ہونگے
گود میں بانو نے پھر کس کو سلایا ہوگا

دل پہ سرور کے عجب طرح کا صدمہ ہوگا
آہ دولہے کو جو سینے سے لگایا ہوگا

خود تو جا جا کے اُٹھاتے تھے سبو کے لاشے
کِس نے مقتل سے شہِ دیں کو اُٹھایا ہوگا

خاک پہ گِر کے تڑپنے لگی ہوگی زینب
جس گھڑی شمر نے سر شہ کا اُترا ہوگا

ڈر سے ظالم کے سکینہ بھی نہ روئی ہوگی
پھول سے رخ پہ طمانچہ جو لگایا ہوگا

*****

پامال ہوگا دشتِ ستم میں چمن کوئی

پامال ہوگا دشتِ ستم میں چمن کوئی
کل رن میں قتل ہوگا غریبُ الوطن کوئی

اِس شب یہ اضطرابیء اُلفت یہ رونقیں
بھائی کے رُخ کو دیکھ رہی ہے بہن کوئی

دولہا کے سر پہ خون کا سہرا بندھیگا کل
اور سر برہنہ دشت میں ہوگی دولہن کوئی

بانو سے کوئی کہہ دے کہ اکبر کو دیکھ لے
کل دوپہر کے بعد لُٹیگا چمن کوئی

اصغر کے ساتھ جھولے میں مایوسیاں بھی ہیں
کل خون ہوگا دشت میں ننہا دہن کوئی

جنگل کی ریگ ڈالیگی چل چل کے آندھیاں
جلتی زمیں پہ ہوگا اگر بے کفن کوئی

کیوں دیکھتے ہیں یاس سے اک دوسرے کا منہ
کیا رن میں چھوٹ جائینگے بھائی بہن کوئی

اے فضل ختم ہوگی مدینے کی رونقیں
جنگل کو کل بنائیگا اپنا وطن کوئی

*****

پردیس میں آلِ احمد کو بے جرم و خطا کو لٹ لیا

پردیس میں آلِ احمد کو بے جرم و خطا کو لٹ لیا
افسوس نبی کی اُمّت نے مہمان بلا کے لٹ لیا

تاراج نبی کا گھر بھی کیا ناموسِ نبی کو قید کیا
فرزندِ محمد کے سر کو نیزے پے چڑھا کے لٹ لیا

انصاف کی دنیا تو ہی بتا ایسے بھی مظالم ہوتے ہیں
سامان بھی آلِ اطہر کا خیموں کو جلا کے لٹ لیا

افسوس سکینہ روتی رہی فریاد کسی نے بھی نہ سنی
بوندے جو یتیماں پہنے تھی ظالم نے وہ آ کے لٹ لیا

بے جرم نبی کی عترت پر اے کلمہ ء حق پڑھنے والوں
بیمار کا بستر بھی رن میں بے کس کو ہٹا کے لٹ لیا

برباد نبی کا گھر بھی کیا اور آگ بھی دی خیمے میں لگا
کس ظلم سے آلِ اطہر کو مہمان بلا کے لٹ لیا

جو لختِ جگر تھا احمد کا جو نورِ نظر تھا حیدر کا
افسوس مسلمانوں نے اُسے مہمان بلا کے لٹ لیا

ناموسِ نبی کی چادر بھی افسوس نہ باقی سر پے رہی
کیسے وہ مسلماں تھے حافظ بچّوں کو بلا کے لٹ لیا

*****

پیری میں نوجواں کو میداں سے لانے والے

١. پیری میں نوجواں کو میداں سے لانے والے
کچھ دیر دم تو لے لے میت اُٹھانے والے

٢. گردن پے تیر کھا کے ہمت تو کوئ دیکھے
روئیگی تجھ کو دنیا اے مسکرانے والے

٣. بچّے بہت ہے پیاسیں تیروں کا سامنا ہیں
پانی ذرا بچالے اے مشک لانے والے

٤. پیری ہے راستہ ہے ٹوٹی ہوئ کمر ہیں
ٹھوکر لگے نہ اُس میں اکبر کو لانے والے

۵. خود موت کہہ رہی ہے حر کے قریب آ کر
ایماں تجھے مبارک جنت میں جانے والے

٦. گھربار کو لٹایا امت کو بخشوایا
اسلام پر ہیں احساں ایماں بچانے والے

۷. قسمت کے راستو پر شبیر منتظر ہیں
مڑ مڑ کے دیکھتا جا میداں میں جانے والے

۸. دنیا سے اُٹھ گئے وہ عقبیٰ بھی کھوئی اپنی
تھے کربلا میں جتنے شہ کو ستانے والے

*****

مخصوص کلام ۱۴۳۷

پهنچو حرم مدينة ما كربل نے شام سي

۱. پهنچو حرم مدينة ما كربل نے شام سي
داخل تهيا بشير رزا لئي امام سي
داخل تهيا حرم ما بصد احترام سي
بولا خبر كروں چهوں شه تشنه كام سي
ٹهيرو هوؤ چهے قافله باهر اے مؤمنيں
سالارِ قافله چهے علي زين العابديں

۲. آ ناگهاني وات سُني سروے صف بصف
نكلي گهرو سي آيا نبي نا حرم طرف
چهائي هوئي اُداسي انے دل اوپر اسف
بولا كهاں چهے آقا سليلِ شهِ نجف
آيا بشير ساتهے لئي خيمه گاه ما
حاضر تهيا چهے مؤمنو جائے پناه ما

.٣ ديکھے چھے سونہ کرِ چھوٹا نے مھوٹا چھے سوگوار
اهلِ حرم حزين چھے روئے چھے زار زار
ظلم و ستم نا مارا چھے مظلوم اشکبار
آقائے دو جهان نا چهرا اوپر غبار
عالم نے جبر چھڑاوے گرفتار حال چھے
دنيا ني آ مثل رهي رفتار و چال چھے

.٤ ديکھي آ حال زار نے ماتم ٿھيو بپا
سب مرد و زَن نے بجّاؤ ديکھينے تلملا
کيدو اِشارو سب نے شهنشاهِ کربلا
فرمان شه سُني نے وه خاموش ٿھئي گيا
صعصعة نے زَيد بيوے اُٹھا احترام سي
دئي سات پھيرا عرض گذاري امام سي

.٥ منگاوي ايك کرسي ٿھيا جلوه گر امام
ايك هاٿھ ما رومال هتو رنگ لاله فام
حمدِ خدا سي کيدا شروع آپ يہ کلام
تہ بعد اهلِ بيت نا اوپر پڑهو سلام
کيدو خطاب اهلِ مدينة نے شاهدين
روتا هوا اسيرِ ستم زين العابدين

٦. اهلِ مدينة كرب و بلا ما پڑي بلا
اهلِ ستم يہ بند كرو پاني برملا
مانندِ ماهي پياس ما بچّاؤ تلملا
اك سوكهي مشك لئي نے علمدار چهے چلا
سوئے فُرات اٰوي بهرو پاني مشك ما
تهي اٰرزو كرے اٰوے تَري حالِ خُشك ما

٧. مشكي اُٹهاوي نكلا علمدار تهئي سوار
دشمن يہ بيوے هاته نا اوپر كري نے وار
كيدا قلم تو گهوڑا سي گِرتا كري پكار
كيدو اداء غلامي نو حق نے تهئي نِثار
اٰقائے دو جهان پرامو غلام نے
تهئي اٰنكه بند اٰخري ديكهي امام نے

٨. اهلِ مدينة مارا هتا بهائي نوجواں
رن ني رزا لئي نے چلا سوئے دشمناں
حلاؤ حيدرية بتاوي تهيا رواں
باواجي صاحب پياس سي سوكهي چهے اٰ زباں
اٰخر ما برچهي كهائي گِرا چهے زمين پر
مانندِ صقراء اٰيا چهے وه نازنين پر

٩. اصحاب شه نا كربل نا رن ما كهپي گيا
زينب ڤهوڤهي نا بيوے خُزاده ٿهيا فداء
اٰقا حسن نا نورِ نظر كيدو حق اداء
جلدي سي دوڑا رن ما شهادة خريدوا

روتا رهيا سكينة جُدائي نا حال پر
مارا طمانچه شمرِ اٰوي نے گال پر

١٠. اهلِ مدينة تمنے كهوں كئي زبان سي
ايك طفل نازنين ٿها كم سِن زمان سي
پياسا ٿهيا تو پاني نا لايا گمان سي
مارو چهے تير بچّه نے دشمن كمان سي

بے هاتھ پر وه بچّه ني گردن دهلي گئي
چهيلي كمائي خاك نا اندر مِلي گئي

١١. اٰيا حرم ما سب نے وداع واسطے حسين
ٿهي حشر ني گهڑي انے ماتم نو شور وشين
شدّة سي ٿهو بخار نے دل نے هتو نه چين
پاسے بٹهاوي بولا كه اے مارا نورِعين

مارا پچهي امام چهو اُمّة نا اے علي
پهنچاؤ جو سلام مدينة ما جئي علي

١٢. ٰاخر تھئي حرم سي وداع شاہِ کربلا
گھوڑا اوپر سوار تھئي رن طرف چلا
چوگِرد سب لعینو قتل پر ھتا تُلا
وحي نا گھر پر اُتري عجب طور ني بلا
اُتري گیا وہ عرش نا تارا زمین پر
بیٹھا تھا تکیہ دئي نے کھجوري نا زِین پر

١٣. شمرِ لعین سینہءِ اقدس اوپر چڑھي
مظلومِ کربلا نا گلا پر ھتي چھوري
ماتھو نے لاش بیوے ما کیدي جُدا کِري
رویا تھا ٰاسمان ، زمیں ما تھي تھرتھري
خیمہ جلایا ٰاگ سي لوٹو نبي نو گھر
تر بعد ا حرم نے پھرایا چھے دربدر

١٤. لوٹایو قافلہ نے لئي نے میں ٰایو چھوں
اونٹوں نے ساربان تھئي نے میں ٰایو چھوں
دَرمجلسِ یزید جئي نے میں ٰایو چھوں
ھر قِسم ني بلاؤ سَھي نے میں ٰایو چھوں
سوں منہ بتاوے اھلِ مدینة ا ٰ ناتواں
شہزادیو نا سرسي رِداء چھیني ظلمراں

١٥. ماتم نو اك مچي گيو كهرام ياحسين
اے فاطمة نا لختِ جگر نورِ عين حسين
مشكل كشاءِ علي نا جگر جان ياحسين
سونو تهيو مدينه تمارا سي ياحسين
بس بيكسو نو قافله داخل حرم تهيو
سب مرد و زن ما ماتمِ رنج و الم هتو

١٦. داعي حسين نا چهے مفضل شِه سيفِ دين
ذكرِ حسين ما چهے هميشة يہ دل حزين
چهے پنجتن نا نور ني تصوير باليقين
كر طول عمر شه ني تو اے ربُ العالمين
يہ شه ني بارگاه ما رب نو سلام چهے
عزّي يہ شه نا دَر نو ايك ادنى غلام چهے

*****

مخصوص كلام ١٤٣٧

جاؤ مقتل کو بھیا سدھارو یہ بھی صدمہ اُٹھائیگی زینب

جاؤ مقتل کو بھیاّ سدھارو یہ بھی صدمہ اُٹھائیگی زینب
دیکھتے جاؤ مڑھکر بہن کو پھر کہاں تمکو پائیگی زینب

بھیا رنج و الم سے بچالو ، قبر میں اپنی مجھکو چھپالو
چھوڑ کے مجھکو جنگل میں تنہا اب مدینہ بسائیگی زینب

باپ کا جب نہ پائیگی سینہ ضد کریگی جو بالی سکینہ
میرے ماں جائے اتنا بتا دو اُسکو کیسے منائیگی زینب

کیسے جائیگی دُکھیا وطن کو یہ بتاؤ تو بھیا بہن کو
ملنے آئیگی جس وقت صغرا کیسے یہ منہ دِکھائیگی زینب

سامنے جب بھی آئیگا پانی آنسوؤں کی بہیگی روانی
بازو عباس غازی کے کٹنے کِس طرح بھول پائیگی زینب

کوئی حسرت نہ نکلی ہماری رہ گئی دل ہی دل میں ہماری
جلد آ جاؤ میداں سے اکبر تمکو دولہا بنائیگی زینب

عام ہو جائے تیری شہادت، خونِ ناحق کی ہو جائے شہرت
رِسماں بازؤں میں بندھا کے، شام کوفہ بھی جائیگی زینب

میرے سینے میں دل ہے ڈھڑکتا، خوں ہے احمد کے لختِ جگر کا
شام کوفے میں پڑھ پڑھ کے خطبہ شانِ حیدر دِکھائیگی زینب

اے نیاز اہل بیتِ پیمبر کربلا میں ہوئے ایسے بے گھر
کوئی مونس رہا اور نہ یاور اب سکوں کیسے پائیگی زینب

*****

جب اُجڑ جائیگا زہرا کا مکاں عصر کے بعد

جب اُجڑ جائیگا زہرا کا مکاں عصر کے بعد
ہوگا شبیر کے خیموں میں دھواں عصر کے بعد

صبح عاشور تو دے دی علی اکبر نے اذاں
کون دیگا بھلا مغرب کی اذاں عصر کے بعد

کون معصوم سکینہ پہ ترس کھائیگا
کون سمجھے گا یتیمی کی زباں عصر کے بعد

اے سکینہ تیرے کانوں سے لہو ٹپکیگا
ہوگے چہرے پہ طمانچوں کے نشاں عصر کے بعد

لاش عباس کی دریا پہ تڑپ جائیگی
جب بھی اُٹھے گی سکینہ کی فغاں عصر کے بعد

اے خدا سیّدِ سجّاد کو دے تو ضبط
ہوگا شبیر کا سر اور سِناں عصر کے بعد

کم سے کم ہے ابھی بیمار کا بستر باقی
ورنہ تقدیر میں آرام کہاں عصر کے بعد

*****

جب رن میں حسین اصغر بے شیر کو لائے

جب رن میں حسین اصغرِ بے شیر کو لائے
لختِ جگرِ بانوئے دلگیر کو لائے
جلّادوں میں اُس صاحبِ توقیر کو لائے
ہاتھوں پہ دھرے چاند سی تصویر کو لائے
غل پڑ گیا دیکھو شہ والا کے پسر کو
خورشید نے ہاتھوں پہ اُٹھایا ہے قمر کو

اعدا کو دِکھاتے ہیں منہ اُس کا شہ خوشخو
میداں میں تجلی ہے مہ و مہر کی ہر سو
جاری ہیں ہر اک صاحبِ اولاد کے آنسو
کھولے ہیں دہن مثل صدف اصغر مہ رو
پیاسا ہے پسر اشکوں سے منہ دھوتے ہیں شبیر
بچّے کے طرف تکتے ہیں اور روتے ہیں شبیر

فرماتے ہیں غنچہ دہن اے میرے پیاسے
بتلاؤ مجھے کیا میں کہوں اہلِ جفا سے
گویا نہیں اِس وقت زباں فرط حیا سے
کچھ میں نے جو مانگا ہے تو مانگا ہے خدا سے
بے پانی کے مانگے عرقِ شرم میں تر ہوں
مختار جو کوثر کا ہے میں اُسکا پسر ہوں

شبیر نے اُس چاند کو ہاتھوں پہ اُٹھایا
چلّے سے کماندار نے واں تیر ملایا
خم ہوکے اِسے مثلِ کماں شہ نے بچایا
مانندِ اجل ناوکِ ظلم و ستم آیا
شبیر چھپاتے رہے نازوں کے پلے کو
بازو پہ لگا توڑ کے ننھے سے گلے کو

حلقہ تو وہ دو ٹانک کا اور تیر ِسہ پہلو
دل سہم گیا چونک پڑے اصغر مہ رو
گردن سے لہو بہنے لگا آنکھو سے آنسوں
منہ کھل گیا تھرانے لگے ننھے سے بازو
گل رنگ ہوا طوق گلو خون میں بھر کر
ریتی پہ کرڑے گِر پڑے ہاتھوں سے اُتر کر

مچھلی سا جو ہاتھوں پہ تڑپتا تھا وہ بے شیر
بے تاب تھے بچّے کو لیئے حضرتِ شبیر
جب خوں نہ ہوا بند گلے سے کسی تدبیر
چُلّو سے لگے پھینکنے سوئے فلکِ پیر
اُس خوں کو ملک لے گئے افلاک کے اوپر
لکھا ہے کہ قطرہ نہ گرا خاک کے اوپر

جب تیر کو معصوم کی گردن سے نکالا
دنیا سے سفر کر گیا وہ ہنسلیوں والا
چِلّا کے عجب درد سے روئے شہ والا
نزدیک تھا ہو جائے کلیجہ تہ و بالا
غل تھا کی اب اُمّت کا نگہبان علی ہے
فریاد کو زہرا طرفِ عرش چلی ہے

شہ لاش کو ہاتھوں میں اُٹھاکر یہ پکارے
اے بارِ خدا خلق سے اصغر بھی سدھارے
صد شکر کہ تونے میرے سب کام سنوارے
کچھ اور پئے نذر نہ تھا پاس ہمارے
یہ ہے پسرِ صاحبِ معراج کا ھدیہ
مقبول ہو اِس بندہء محتاج کا ھدیہ

گردوں سے صدا آئی کہ اے فخرِ خلائق
رتبہ ہے تیرا صبر میں ایّوب سے فائق
تھا تیرے سوی کوئی نہ اِس کام کہ لائق
ہے شوق ہمارا تجھے ہم ہیں تیرے شائق
باقی فقط اک مرحلہء خنجرِ کیں ہے
اب وصل کا معشوق کے ہنگامِ قریں ہے

سن کے یہ صدا گردن تسلیم جھکائی
تلوار سے کھودی لحد اور لاش لِٹائی
جب خاک میں وہ چاند سی تصویر چھپائی
تعویذ پہ منہ رکھ دیا رِقّت بہت آئی
چلاّئے کہ ڈر ڈر کے نہ رونا علی اصغر
ہم آتے ہیں آرام سے سونا علی اصغر

فرمایا کہ اے خاک امانت سے خبردار
بانوئے دل افگار کی دولت سے خبردار
لختِ جگر شاہِ ولایت سے خبردار
اِس بندہ ء بے کس کی بضاعت سے خبردار
یہ گوہر نایاب ہے پاکیزہ صدف کا
سونپا ہیں تجھے میں نے نگیں دُرِّ نجف کا

مڑکر شہِ والا نے جو دیکھا تو یہ دیکھا
اک حشر مزارِ علی اصغر پہ ہے برپا
سر کھولے ہوے پیٹتی ہے دخترِ زہرا
کہتی ہے سکینہ میرے بھیا میرے بھیا
بانوئے حزیں چاک گریبان کیئے ہیں
چھاتی کے تلے ننھی سی تربت کو لیئے ہیں

چلاّتی ہے ، اصغر مجھے آواز سناؤ
تربت میں اندھیرا ہے میری گود میں آؤ
قربان گئی ننھے سے ہاتھوں کو اُٹھاؤ
مر جائیگی ماں خاک سے منہ کو نہ چھپاؤ
تھا میں نے تو سبطِ شہ لولاک کو سونپا
شبیر نے ہاں لاکے تمہیں خاک کو سونپا

واں نالہء زہرا سے فلک تھا تہ و بالا
یاں پہلوئے سرور پہ لگا ظلم کا بھالا
ہلنے لگا جو عرش فرشتوں نے سنبھالا
چلاّتی تھی وہ ہائے میری گود کا پالا
حیدر کے تو نالے گئے افلاک کے اوپر
اور تاجِ سرِ عرش گرا خاک کے اوپر

❋❋❋❋❋

جگ کے امام زین العبا ساربان ہے

جگ کے امام زین العبا ساربان ہے
جن کے لئے بنے ہوئے کون و مکان ہے

بیمار کربلا کو کرو یاد مؤمنو
صدقے سے جنکے ہمکو شفا کا گمان ہے

بابا سے لینے آئے رزا کو مریض یہ
ویران جب ہوا یہ بھرا خاندان ہے

کیسے رزا دوں تمکو کہا روکے شاہ نے
تم ہو امام تم سے ہدی کا نِشان ہے

پڑھ کر سلام آخری شہ نے کِیا وداع
آلِ عبا کے زین کی بتلائی شان ہے

کرنا بہن علی کی حمایت تم ہر گھڑی
زینب سے بولے شاہِ دین جانِ جہان ہے

جب شہ ہوے شہید عدو نے کئے ستم
سجاد پر جو مضطر ، حزین ، نا توان ہے

طوقِ گراں گلے میں ہے بیڑی ہے پاوں میں
اور ہتھکڑی میں بندھے امام الزمان ہے

مدنف ہے ننگے پاؤں ہے کیسے چلینگے آہ
خاروں کے بیچ دیکھو یہ ناطق قرآن ہے

یہ خستہ حالی دیکھ سما کیوں نہ گِر پڑا
خورشیدِ حق گہن میں ہے اور ساربان ہے

دِرّے بھی کھاتے جاتے ہے پیدل وہ چلتے ہے
پھر بھی امامی شان میں ہے آن بان ہے

روئے بہت حسین پے چالیس سال تک
ہم فقرا غریبو کے یہ مہربان ہے

سجّاد تھے نماز میں اُنکو تھا بس سکوں
شانِ زبور اُنکی دعا کا بیان ہے

زین العبا کی شان کے مظہر برہان دیں
رہتے غمِ حسین کے یہ درمیان ہے

کر کے جمع مدینہء سورت میں شاہ نے
کربل کا نقشہ کھینچ سنایا بیان ہے

عام چھڑاوے اُنکو ہزاروں برس خدا
باقی تو رکھنا بس یہ صدائے زبان ہے

باندی بتول وار دے مولی پے جان تو
مولی کی ہی تو دی ہوئی یہ تیری جان ہے
صلوات مصطفی کے اوپر ، مصطفین پر
جنکے لیئے بنائے گئے سب کِیان ہے

*****

جھولے میں ہے قرار نہ مادر کی گود میں

جھولے میں ہے قرار نہ مادر کی گود میں
اصغر کو چین آئیگا سرور کی گود میں

اصغر کی پیاس تو جو بجھا دیگی اے فرات
رکھ دینگے شاہِ دیں تجھے کوثر کی گود میں

اصغر کو شاہ لائے تو بولی سپاہِ شام
اللہ کی کتاب ہے سرور کی گود میں

کینا چھپا ہوا ہے دلِ حرملہ میں یوں
پوشیدہ جیسے آگ ہے پتھر کی گود میں

شہ بولے تھوڑی دیر میں پی لیگا میرا لال
کوثر کا جام ساقیء کوثر کی گود میں

اصغر تو مسکرا دیئے کھاکر گلے پہ تیر
ہاں موت رو پڑی علی اصغر کی گود میں

فرمایا شہ نے بابا سے کہنا میرا سلام
اے میرے لال جانا تو حیدر کی گود میں

بولی سکینہ یوں کہیں کوئی روٹھتا ہے کیا
کب تک نہ آؤگے بھلا خواہر کی گود میں

اشکِ غمِ حسین ہے آنکھوں میں اے ریاض
شبنم سحر میں جیسے ہے گُلِ تر کی گود میں

*****

جھولا اصغر کا مادر جھلاتی رہی

جھولا اصغر کا مادر جھلاتی رہی پانی پانی کی آواز آتی رہی

١. چومتے تھے جسے پیار سے مرتضیٰ سونگھتی تھی جسے فاطمہ سیدہ
بوسے لیتے تھے جسکے حبیبِ خدا اُس گلے پر چھری ظلم ڈھاتی رہی

٢. کوئی باقی نہ تھا قتل سب ہوگئے سونے جنگل میں لعل وگوہر کھوگئے
بھوکے بچّے سِسکتے ہوئے سوگئے پیاس رہ رہ کے اُنکو ستاتی رہی

٣. کس قدر خشک تھا شاہِ دیں کا گلا جس کا اندازہ کرنا ہے مشکل ذرا
تین دن سے نہ قطرہء آب ملا کند خنجر وہیں پر شمر نے رکھا
رگ گلے کی ہر ایک تھرتھراتی رہی

٤. جب سکینہ نے دی العطش کی صدا قلبِ عباس غازی کا ہلنے لگا
مشک لے کر گیا اور نہ واپس ہوا علقمہ پر وفا جھلملاتی رہی

۵. گر کے گھوڑے سے بابا کو آواز دی　　پہنچے لاشے پہ اکبر کے شہ جس گھڑی
بولے بابا نہیں اب مجھے تشنگی　　موت دل کا یہ جذبہ چھپاتی رہی

٦. لمحہ ہائے فکر سے یہ اہلِ نظر　　پانی انساں پیئے اور پیئے جانور
قطرہ پائے نہ آلِ محمد کا گھر　　بات صدموں سے یہ دل دُکھاتی رہی

۷. اک راوی نے ہاؔشم لکھا ہے بیاں　　ننگے سر بیٹھی تھی خاک پر بیبیاں
یاد زہرا میں کرتی تھی آہ و فغاں　　دو پہر میں جو دولت لُٹاتی رہی

✱✱✱✱✱

جھولو معصوم تشنہ دہن جھولنا
کربلا میں جھولائے بہن جھولنا

بہن کو ننھا سا بھائی جو یاد آتا تھا
لپٹ کے جھولے سے یوں کرتی تھی تڑپ کے بکا
کہاں گیا میرا معصوم ہنسلیوں والا
چھپا ہے کونسی بدلی میں جا کے چاند میرا
او خدا او خدا وہ کہاں چل دیا
اب جھلائیگی کسکو بہن جھولنا

کہاں چلے گئے تم ہم کو چھوڑ کر اصغر
نہیں ہو تم تو ہے سونا تمام گھر اصغر
تمہارے رنج و الم کا ہے یہ اثر اصغر
کلیجہ چاک ہے صد پارہ ہے جگر اصغر
دل کا یہ حال ہے غم سے پامال ہے
خالی ہے اے گلبدن جھولنا

حسین آئے جو خیمے میں سر جھکائے ہوئے
پسر کا ننھا سا لاشہ گلے لگائے ہوئے
عبا کا دامنِ آلودہ خوں اڑھائے ہوئے
نگاہ کھوئی ہوئی اشک ڈبڈبائے ہوئے
صرف یہ کہہ سکے اے میرے لاڈلے
اب بنے گا تمہارا کفن جھولنا

ہوئی وداع جو خیمے سے لاش اصغر کی
کھچ آئی دیدہء پر نم میں جان مادر کی
دِکھائے کس کو تڑپ اپنے قلبِ مضطر کی
یہ کہہ رہی تھی زباں ماتا کے تیور کی
میرے دل کے قرار جثہء شیر خوار
قبر میں جا کے اے گلبدن جھولنا

وفور غم سے تڑپتی تھی زینب و کلثوم
پچھاڑے کھاتی تھی خیمے میں بانوئے مغموم
زباں پہ بس یہ سخن تھا اے قادرِ قیّوم
اندھیری قبر میں گھبرائیگا میرا معصوم
جا کے حورِ جناں دے اُسے لوریاں
اور جھولے میرا خستہ تن جھولنا

ستم مجھے اہلِ جفا نے لٹ لیا
بلائیں ٹوٹ پڑی کربلا نے لٹ لیا
اُجاڑی گود کو میری قضا نے لٹ لیا
میرے شگوفہ کو برقِ فنا نے لٹ لیا
میرے نورِ نظر میرے لختِ جگر
لُٹ گیا تیرا اے جانِ من جھولنا

پسر کی لاش پہ راشد یہ کہتے تھے شبیر
سُپرد روح نبی و علی یہ طفلِ صغیر
ہمارے آنے میں بھی اب نہیں ہے کچھ تاخیر
سنبھالے اُن کو حسین اور فاطمہ دلگیر
جلد آتے ہیں ہم سر کٹاتے ہیں ہم
تا جھلائے اِسے پنجتن جھولنا

*****

حاکم کا حکم یہ ہے کے پانی بشر پیئے

حاکم کا حکم یہ ہے کے پانی بشر پیئے
گھوڑے پیئیں سوار پیئیں اور شُتر پیئے
جو تشنہ لب جہاں میں ہیں سب آن کر پیئے
حیواں پیئیں ، چرند پیئیں ، جانور پیئیں
کافر تلک پیئیں تو منع تم نہ کیجیو
ایک فاطمہ کے لال کو پانی نہ دیجیو

*****

حاکم نے لکھا شام کے لشکر کو سنانا پانی نہ پلانا

حاکم نے لکھا شام کے لشکر کو سنانا پانی نہ پلانا
اے شمر ہے دشمن میرا احمد کا گھرانا پانی نہ پلانا

شبیر کے لشکر کا کرو خاتمہ یارو سر تن سے اُتارو
رگ رگ کا لہو کاٹ کے ریتی پہ بہانا پانی نہ پلانا

عباس علمدار ہے شبیر کا بھائی گر ہووے لڑائی
ہشیار خبردار ذرا کچھ خوف نہ کھانا پانی نہ پلانا

دو بھانجے شبیر کے عون و محمد زینب کے وہ دلبند
ان دونوں کے سر کاٹ کے نیزے پہ چھڑھانا پانی نہ پلانا

اٹھارہ برس کا ہے جواں ہم شکلِ پیمبر　　نام اُسکا ہے اکبر
اُس چاند سی تصویر کو مِٹّی میں ملانا　　پانی نہ پلانا

میں سنتا ہوں شبیر کا ایک چھوٹا ہے بچّہ　　سِن اُسکا ہے شش ماہ
پانی کے عوض اُسکو بھی اِک تیر لگانا　　پانی نہ پلانا

عبد اللہ جو نوشاہ ہے وہ لال حسن کا　　اور شہ کا بھتیجا
لاش اُسکی بھی سب گھوڑوں سے پامال کرانا　　پانی نہ پلانا

اور فاطمہ کے لال کو سب حلقے میں گھیرو　　پیاسا اُنہیں مارو
اور جلتی ہوئی ریت پہ گھوڑے سے گِرانا　　پانی نہ پلانا

موقوف ہو کاش کہ لشکر کی لڑائی　　سب شہ کی کمائی
ایک آن میں پھر لٹ کے خیمے کو جلانا　　پانی نہ پلانا

شبیرِ کا بیٹا ہے جواں سیّدِ سجاد　　سنو ایک نہ فریاد
ایک طوق گراں ڈال کے کانٹوں پہ چلانا　　پانی نہ پلانا

زینب جو اگر شام کے بازاروں میں آئے　　کچھ خوف نہ کھائے
بے مقنع و چادر اُسے بازار پھرانا　　پانی نہ پلانا

*****

حسین تمکو مدینہ سلام کہتا ہے

١. حسین تمکو مدینہ سلام کہتا ہے
ادب سے عرض معلی سلام کہتا ہے

٢. جِلانے والے رسولِ خدا کی اُمت کو
وہ چرخ سے دمِ عیسی سلام کہتا ہے

٣. جو دینِ کفرِ یزیدی کو کر دیا برباد
حضور آپکو کعبہ سلام کہتا ہے

٤.

٥. وطن سے دور لٹے آکے دشتِ غربت میں
تیری غریبی کو صحراء سلام کہتا ہے

٦. جہاں کو اپنی تجلی سے کر دیا روشن
حسین کو یدِ بیضاء سلام کہتا ہے

۷. جوانی مل کے گلے رو رہی ہے دولہے سے
کہ جس کی لاش کو سہرا سلام کہتا ہے

۸. غمِ حسین میں جو سر کو پیٹتے ہیں سؔروش
اُنہیں علم کا پھریرا سلام کہتا ہے

*****

حسین جیسا شہیدِ اعظم جہاں میں کوئی ہوا نہیں ہیں

حسین جیسا شہیدِ اعظم جہاں میں کوئی ہوا نہیں ہیں
چھری کے نیچے گَلا ہے لیکن کِسی سے کوئی گِلا نہیں ہیں

پسے شہادت حسین کا سر بلند نیزے پہ دیکھ لیجے
اشارہ یہ ہے بجز خدا کے کِسی کے آگے جھکا نہیں ہیں

یزید طشتِ طِلا میں تیرے سوار دوشِ نبی کا سر ہے
جسے جھکانے کی تھی تمنا وہ کٹ گیا ہے جھکا نہیں ہیں

ثبوت مِلتا ہے زندگی کا سر سِناں سے کلام حق کا
شہید راہِ خدا میں جو ہے اُنہیں بقا ہے فنا نہیں ہیں

سرِ سناں پہ حسین کا سر بلندیوں سے پکارتا ہے
شہید راہِ خدا میں ہو کر یہ جی رہا ہے مرا نہیں ہیں

*****

حسینی کارواں پیاسا تھا کربل کے بیاباں میں

حسینی کارواں پیاسا تھا کربل کے بیاباں میں
صدائیں العطش ہر سمت سے آتی تھی میداں میں

تپش سے دھوپ کی کُملا گئے غنچہ دہن بچّے
خزاں آئی یہ کیسی ہائے زہرا کے گلستاں میں

سکینہ کا یہ نالہ تھا سلائے کون سینے پر
نہیں آتی ہے بابا نیند اِس تاریک زنداں میں

لگی جب سینۂ اکبر پہ برچھی یہ صدا آئی
مدد کو آیئے بابا علی اکبر ہے میداں میں

نشانی تک نہیں چھوڑی میرے بے شیر کی دیکھو
کہ ظالم لے گئے جھولا علی اصغر کے ساماں میں

کہا بانو نے شش ماہ ہے وہ جو دو بوند پانی دے
کوئی ایسا نظر آتا نہیں فوجِ مسلماں میں

رواں جس دم ہوا سوکھے گلے پر شمر کا خنجر
تڑپتی تھی بہن آتے تھے آنسوں چشمِ گریاں میں

عظیم ہم کو سرِ شبیر نے نیزے پہ بتلایا
ہے کیا آپس میں رشتہ آلِ احمد اور قرآں میں

*****

حشر کے دن عاصیوں کو بخشوانے کے لیئے

حشر کے دن عاصیوں کو بخشوانے کے لیئے
کربلا میں آئے ہیں شہ گھر لُٹانے کے لیئے

تابہ ساحل اب پہنچ جائیگی کشتیء نجات
ہیں بہتّر ہاتھ شامل کھینچ لانے کے لیئے

ساتھ ہے عباس سا بھائی کمر باندھے ہوئے
دو کٹے ہاتھوں سے سارا بوجھ اُٹھانے کے لیئے

بھیج کر نیزوں میں اکبر کو کھڑے ہیں چپ حسین
غم کی اُس برچھی کا گہرا گھاؤ کھانے کے لیئے

اِس سے بڑھکر اور کیا ہوگی گناہوں کی سِپر
آ گیا معصوم بچّہ تیر کھانے کے لیئے

کر لیا پیاسا ہی جانا شہ نے دنیا سے قبول
تشنگیء روزِ محشر سے بچانے کے لیئے

ناتواں بیمار نے نعلین تک کر دی ہے دور
پاں پیادہ شام تک کانٹوں پہ جانے کے لیئے

چادریں سیدانیوں نے دی عصا بیمار نے
بادبان کشتیء اُمّت بنانے کے لیئے

آرزو دامن پہ ہو اشک غمِ سرور کے داغ
یہ سند کافی ہے بس جنت میں جانے کے لیئے

*****

خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب

خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

کربلا کے جنگل میں ساتھ شہ کے آئی ہے
عون اور محمد کو اپنے ساتھ لائی ہے
بھیا کی ہر اِک خدمت آپ نے بجائی ہے
کربلا میں زہرا کی اک جھلک دِکھائی ہے
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

مکھڑا چاند سا جسکا اور کمال میں تھے عَلَم
راہِ حق میں جس نے ہیں سینکڑوں اُٹھائے غم
ہمّتِ شہ مرداں سے تھا بازوؤں میں دم
جس نے لاش پے اپنے بھائی کا کیا ماتم
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

دوڑتی ہوئی آئی لاش شہ سے جا لپٹی
کھولے اپنے بالوں کو شاہ سے وہ کہنے لگی
خون میں رنگے زلفیں آئی ہے بہن یا اخی
لُٹ گئی ردا بھیّا آپ کی یہ خواہر کی
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

بھول کیا گئے ہو آپ اپنی پیاری دختر کو
چھین لے گئے اعدا آن اُنکے گوہر کو
شمر نے طمانچے مار چھینی اُنکی چادر کو
روتی ہے بلکتی ہے یاد کر وہ اصغر کو
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

آ کے لو خبر بھیا زین آلِ حیدر کی
اور بے کس و قیدی ناتوان و مضطر کی
بیوؤں اور یتیموں کی عترتِ پیمبر کی
گود ہے ہوئی خالی وہ حزین مادر کی
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

آئے ہیں بکا کرنے شہ برہان دیں مولی
اِن دنوں بنا سورت شہر مثل کرب و بلا
آپ کے تصدّق سے غم حسین کا ہے مِلا
برپا آپ سے ماتم آج ہے دَر اہلِ ولا
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

طول ہو بقا یارب شاہِ دیں کی تا محشر
سب مسافروں کا بندھے توشہ آپ سے سرور
ہو صلوت اللہ کی خلق کے اماموں پر
مطلقیں دعاتو پر اور آپ آقا پر
خواہرِ شہا زینب دخترِ علی زینب
غم زدہ حزیں زینب اور دل جلی زینب

*****

خون کی ندیوں سے بھی اہلِ وفا گذر گئے

خون کی ندیوں سے بھی اہلِ وفا گذر گئے
راہِ خدا کے من چلے ڈوب کے پار اُتر گئے

جن میں ہو سب حق آشنا سِن کا وہاں لحاظ کیا
کتنے صغیر چل بسے کتنے جوان مر گئے

جنگ کی پائی تھی رزا اکبر خوش کلام نے
اصغر ابھی تھے بے زباں جھولے سے یہ کدھر گئے

اُن کو لحد کی گود میں نیند تو آ گئی مگر
مادرِ غم نصیب کی نیند حرام کر گئے

سبطِ نبی کے جان و دل اور زمینِ کربلا
اُس گُلِ تر سے پوچھیئے جس کے وَرق بکھر گئے

شیرِ خدا کے لال کو عیشِ رضائے حق مِلا
اہلِ ستم کو کیا مِلا ہاتھ لہو میں بھر گئے

گھر میں خدا کا نام ہے سر ہیں دیارِ شام میں
راہِ خدا میں گھر لُٹا یادِ خدا میں سر گئے

بچّے ہیں انتظار میں کوئی اُنہیں بتائے کیا
مشک جو لے گئے تھے وہ نہر پہ کیوں ٹھہر گئے

اہلِ حرم کے دل سے یہ داغ کبھی نہ مٹ سکا
رہ گیا غمِ حسین کا قید کے دن گذر گئے

آلِ رسول مرحبا قید ہو قتل گاہ ہو
اپنے اصول پر رہے اپنے اصول پر گئے

پیکرِ شاعری میں نجم نورِ حیات آ گیا
مدحت اہلِ بیت سے جذبہء دل سنور گئے

*****

دب کے گھوڑو کے سمو سے شہ کا لاشہ رہ نہ جائے

دب کے گھوڑو کے سمو سے شہ کا لاشہ رہ نہ جائے
پارہ پارہ ہو کے زہرا کا کلیجہ رہ نہ جائے

پانی کیا عباس لے جائینگے بولا حرملہ
تیر وہ مارو کے مشکیزے میں قطرہ رہ نہ جائے

بڑھکے کوئی بازوئے سبطِ پیمبر تھام لے
چھٹ کے ہاتھوں سے جواں بیٹے کا لاشہ رہ نہ جائے

حرملہ نے تیر مارا کہہ کے یہ شبیر کو
آب پیکاں پی لے یہ معصوم پیاسا رہ نہ جائے

بولی بانو مجھکو دفنا دو میرے بچّے کے ساتھ
اصغرِ معصوم تربت میں اکیلا رہ نہ جائے

شہ نے دو نورِ نظر راہِ خدا میں دے دیئے
تاکہ عالم میں کسی جا بھی اندھیرا رہ نہ جائے

بعد شاہ شمرِ لعیں یہ بڑھ کے بولا فوج سے
یوں لُٹے خیمے کے شش ماہِ کا جھولا رہ نہ جائے

آگ خیموں میں شہ دیں کے لگا دو اِس طرح
بیبیاں کو سر چھپانے کو بھی پردہ رہ نہ جائے

*****

دُکھیا بانو چلاّوت ہے اصغر کا ہم سے چھڑائے لیو

دُکھیا بانو چلاّوت ہے اصغر کا ہم سے چھڑائے لیو
اے کربل ہم کا لٹ لیو جی بھر کے ہائے ستائے لیو

اے لال ہوئے کیوں مجھ سے خفا بتلاؤ تو اصغر میری خطا
یہ سچ ہے تمہیں پانی نہ مِلا مجبور مگر تھی یہ دُکھیا
کیوں بَن میں ماں کو چھوڑ گیو اور آ بَن گور بسائے لیو

بیٹا علی اکبر سن لو ذرا کچھ دھیان ہے چھوٹے بھائی کا
کم سِن ہے ابھی یہ ماہِ لقا ہے رات بھیانک اور صحرا
گر نیند سے ڈر کر چونک پڑے تم دھر کر ہاتھ بہلائے لیو سلائے

چھ ماہ کے سِن میں دودھ چھوٹا ماں چھوٹ گئی چھوٹا جھولا
گردن پہ ستم کا تیر لگا اُف چِلّو بھر پانی نہ مِلا
اِس ننھے سے سِن میں اے بیٹا تم کیا کیا رنج اُٹھائے لیو

وہ سوزِ عطش وہ پھول سی جاں وہ سوکھے لب وہ خشک زباں
وہ تیر چلا کر کے وہ کماں ھمت پہ تیری سب تھے حیراں
ھنستے ہوئے اے پیاسے اصغر تم تیر گلے پر کھائے لیو

ہے رات بھیانک نورِ نظر، اور سونا جنگل اے دلبر
چین آئیگا بِن ماں کیونکر غربت پہ تیری پھٹتا ہے جگر
تنہائی میں جب دم گھبرائے ماتا کو پاس بلائے لیو

کیا شوقِ شہادت تھا اصغر تھے دیر سے جھولے میں مضطر
حسرت کی نظر تھی سوئے پدر کھائی نہ ترس مجھ دُکھیا پر
آغوش میری ویراں کر کے جنگل کی گود بسائے لیو

*****

دُکھیا بانو روکر بولی اصغر کا خالی جھولا ہے

دُکھیا بانو روکر بولی اصغر کا خالی جھولا ہے
اب کس کو جھلائے یہ مادر معصوم قبر میں سوتا ہے

زینب جب خیمے سے لیکر بے شیر کو لائی گودی میں
کہتی ہوئی شہ سے ماہیء بے آب مثل یہ تڑپتا ہے

گودی میں اُٹھاکر اصغر کو ہیں رن میں چلے کوثر والے
ہے کوئی جو دیوے نیر اسے بچّہ چھ ماہ کا سسکتا ہے

اے کوفے والوں کیا تم میں اولاد کسی کو ہے کہ نہیں
جنت کا ضامن تم سے اِک قطرہ پانی کا چاہتا ہے

ہاتھوں میں اُٹھاکر اصغر کو شبیر نے سب کو دِکھلایا
منظر تھا ہاتھ میں شمسِ ہدی کے حشر کا مشتری آیا ہے

حرمل نے ایک ناوک کھینچا ننھی گردن کو چھید لیا
شبیر کا دل تڑپا اس جا بس سمجھو قیامت برپا ہے

لیا خون اُبلتا چِلّو میں اور آسماں پر شہ نے پھینکا
کیا شان ہے ایک قطرہ بھی لہو نہ روئے زمیں پر گِرتا ہے

تب ہاتھ کو جوڑے اشارے سے کی عرض ہوں چھوٹا میں بھی شہید
برہانِ ہدی نے یہ نکتہ ہم اہلِ عزا کو سنایا ہے

ہے طفل میرا عظمت والا بے دفن یہ لاشہ کیوں کر ہو
یہ سونچ کے شہ نے چھوٹی لحد کو کھود یہ بچّہ سلایا ہے

اے کرب و بلا گودی میں تیری ایک چھوٹی امانت رکھتا ہوں
رکھنا تو حفاظت سے اِنکو یہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے

شبیر کے داعی برہان دیں جب آہ و بکا کی مجلس میں
پڑھتے ہیں اصغر کا مقتل ایک نقشہ سامنے آتا ہے

اے مولی غلاموں کو یہ تیرے عاشور میں تو بخشوا دینا
یہ کہہ کے شہید ہر اک شہ کے قدموں میں سر کو جھکاتا ہے

ہے رب سے دعا ہو طول بقا برہان ہدی کی لاکھوں برس
بس یہ ہی بتول کے دل میں سدا ہر لمحہ ہر آن آتا ہے

*****

ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں سورج کی سنہری تھالی تھی

ڈوبی ہوئی دُکھ کے ساگر میں، سورج کی سنہری تھالی تھی
عاشور کی دس کو سانجھ تلک شبیر سے دنیا خالی تھی

بابا ہی کے دم کے ساتھی تھے، اکبر بھی گئے اصغر بھی گئے
تکنے کو رہی اک اک کا منہ ، چھاتی پہ جو سونے والی تھی

دو کھیت پرے جل بہتا تھا ، اور پھول اِدھر کملاتے تھے
بِن نیر یہ سوکھے جاتے تھے ، اور چارو طرف ہریالی تھی

سرور پہ حسن کی بِدھوا نے ، دو چاند کے ٹکڑے وار دیئے
بچّے تو جیالے تھے ہی مگر ، ماتا بھی بڑی دل والی تھی

کیا لُٹ کے گئے کربل سے حرم ، جب آئی ہے سکھیا ملنے کو
جس مانگ کو پوچھا اُجڑی تھی ، جس گود کو دیکھا خالی تھی

نجمی یہ حسینی چوکھٹ ہے ، یہاں آ کے مُرادیں مِلتی ہیں
اِس دوار سے بھکشا لے کے چلے ، آئے تھے تو جھولی خالی تھی

*****

رأسُ الحسين اوپر صلوات نے سلام چھے

رأسُ الحسين اوپر صلوات نے سلام چھے
شهداءِ نا سب رؤس پر الله نو سلام چھے

كربل نا واقعة ما هرگز صبر نہ آوے
شبير نا آ غم پر پڑھيئے سدا سلام چھے

كربل ني تيز گرمي لاشهؤ سب گِرا چھے
شهدائے كربلاء نا يہ سب اوپر سلام چھے

اهلِ حرم نبي نا قيدي تھيا چھے بَن ما
باندھا چھے ايك رسن مايہ سب اوپر سلام چھے

چادر نتھي سرو پر بالوں سي منھ نے دھانپه
يہ سب چندرماؤ پر رب نو سدا سلام چھے

اونٹوں ني ننگي پیٹھوں پر چھے سوار سگلا
مظلوموں بے کسوں پر چو طرف سي سلام چھے

زین العبا چھراوے عالم نے یہ چھے قیدي
هاتھوں ما ھتھکري چھے سجاد پر سلام چھے

گالو اوپر سکینه بي بي نا آه طمانچه
مارا نے لُٹي والي یہ بي بي پر سلام چھے

بخشاؤجو گناھوں باواجي صاحب مولی
ایم عرض چھے بتول ني باوا اوپر سلام چھے

آلِ نبي نا اوپر نے اهنا نائبو پر
صلوات چھے خدا ني نے سب اوپر سلام چھے

*****

رن میں یہ ستم آلِ پیمبر پہ ہوا ہے

رن میں یہ ستم آلِ پیمبر پہ ہوا ہے
بے گور و کفن لاشہء مظلوم پڑا ہے

عباس پکارے کہ خبر لیجیئے آقا
مولی یہ غلام آپکا گھوڑے سے گرا ہے

مادر درِ خیمے پہ تصوّر میں کھڑی ہے
اور باپ لحد بچّے کی خود کھود رہا ہے

ہے بار گراں بیٹے کی میت کو اُٹھانا
پر کیا کرے مجبور ہیں شہ، وقت پڑا ہے

عباس کو نہ شانوں کے کٹنے کا ہوا غم
دل ٹوٹ گیا مشک سے پانی جو بہا ہے

روکر کے طلب کرتے تھے یوں فوج سے پانی
ننھا سا مسافر میرا دم توڑ رہا ہے

جس بی بی کا تابوت اُٹھا پردہء شب میں
کنبہ اُسی معصومہ کا محتاج ردا ہے

دِکھلا کے طلب کرتے ہیں شہ فوج سے پانی
ہاتھوں پہ جو غش اصغر بے شیر ہوا ہے

*****

رو رو کہتی تھی بالی سکینہ

رو رو کہتی تھی بالی سکینہ ظالموں میرے گوہر نہ چھینو
میں ہوں بنتِ امامِ مدینہ ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

بے پدر کو نہ اتنا ستاؤ خوں نہ کانوں سے اتنا بہاؤ
دُکھ زدی کے نہ دل کو دُکھاؤ ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

باز اب آؤ جور و جفا سے حشر میں کہہ کے میں مصطفی سے
بخشواؤنگی تم کو خدا سے ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

سینہ ء شاہ پہ میں پلی ہوں شہر بانو کی میں لاڈلی ہوں
دل جلی دل جلی دل جلی ہوں ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

میں یتیمِ شہِ کربلا ہوں — اور معصوم ہوں بے خطا ہوں
سیّدہ سیّدہ سیّدہ ہوں — ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

ختم مجروح کر غم کی تقدیر — اب نہیں دل کو یارائے تحریر
پھر نہ کہہ منہ سے کہ بنت شبیر — ظالموں میرے گوہر نہ چھینو

*****

رو رو کے پوچھتی ہیں بانو شہ زمن سے

رو رو کے پوچھتی ہیں بانو شہ زمن سے
کڑیل جواں کی میت کس طرح لائے رن سے

جھولا جو خالی دیکھا رو کر سکینہ بولی
امّاں ہمارے اصغر اب تک نہ آئے رن سے

مہماں بلا کے رن میں سبطِ نبی کو مارا
ایسا سلوک کوئی کرتا ہے بے وطن سے

بے چین ہے سکینہ اور سانس رُک رہی ہے
ایسا گلا شقی نے باندھا ہے یوں رسن سے

دِرّے نہ مار ظالم سجاد ناتواں کو
ایک گل یہی ہے باقی گلزار پنجتن سے

افسوس شہ کی میت عریاں پڑی ہے رن میں
دونوں جہاں کا مالک محتاج ہے کفن سے

*****

روکے زینب نے کہا رہ گئے سرور تنہا

روکے زینب نے کہا رہ گئے سرور تنہا
لاکھ ہیں دشمنِ دیں اور ہے اِک سر تنہا

نہ تو مقنع ہے نہ چادر نہ عماری بھیا
سر کھلے بلوے میں آئی تیری خواہر تنہا

آؤ عباس بٹھا دو مجھے تم ناقے پر
سرِ بازار کھڑی ہے تیری خواہر تنہا

تم تو عباس ترائی میں پڑے سوتے ہو
ظلم کے بیچ میں ہیں آلِ پیمبر تنہا

آؤ سینے میں چھپالوں مجھے ڈر لگتا ہے
کیسے رہ پاؤگے تم دشت میں اصغر تنہا

دل میں ارماں تھا کہ تمکو میں بناؤں دولہا
یوں جوانی میں گئے چھوڑ کے اکبر تنہا

لوگ پوچھینگے اگر کیا اُنہیں بتلاؤنگی
دل تو پھٹ جائیگا جب جاؤنگی میں گھر تنہا

بخشوا دیجیئے مولی سب عزاداروں کو
یوں نہ جائیگا احسن سرِ محشر تنہا

*****

روکے کہتی تھی زینب یہ رن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا

روکے کہتی تھی زینب یہ رن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا
سر کٹائے پڑا ہے تو رن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا

تیرے لاشے کو کیوں کر اُٹھاؤں سر پہ چادر نہیں جو بچھاؤں
خاکِ صحرا بھری ہے بدن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا

رونے دیتے نہیں غم زدوں کو مارتے ہیں لعیں ہم سبھوں کو
پیٹیں کیوں کر بندھی ہیں رسن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا

خون جاری رگوں سے ہوا ہے گویا دریا لہو کا بہا ہے
زخم کاری لگے ہیں بدن میں ہائے زہرا کے پیارے حسینا

ہم کو اُمّت نے کیسا ستایا　　پیشِ حاکم کھلے سر بلایا
اور علی کو رُلایا کفن میں　　ہائے زہرا کے پیارے حسینا

کیا قیامت کی ہے ہے گھڑی ہے　　پیشِ حاکم سکینہ کھڑی ہے
سر تمہارا دھرا ہے لگن میں　　ہائے زہرا کے پیارے حسینا

اے انیس اب اُڑھا خاک روکر　　چھپ گئی ہائے وہ لاشِ سرور
چاند زہرا کا آیا گہن میں　　ہائے زہرا کے پیارے حسینا

*****

رباعی

روے غمِ شبیر میں کل ہو کہ نہ ہو

روے غمِ شبیر میں کل ہو کہ نہ ہو
پھر تجھ سے کوئی نیک عمل ہو کہ نہ ہو
اِس رونے کو مت مجلسِ آئندہ پہ رکھ
جو آج ہے مجلس میں کل ہو کہ نہ ہو

*****

میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا

میدان میں کوئی جانے والا نہ رہا
اور اپنا گلا کوئی کٹانے والا نہ رہا
جو جو مارے گئے اُنکو تو لے آئے شبیر
شبیر کا کوئی لانے والا نہ رہا

*****

پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں

پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں
ٹھہرو علی اکبر تمہیں دولہا تو بنالوں

پھل برچھی کا کھائے ہوئے سوتے ہو زمیں پر
اے لال کلیجے کو میں کس طرح سنبھالوں

شاید یوں ہی تھم جائے لہو زخمِ جگر کا
اٹھو علی اکبر میں کلیجے سے لگالوں

اے لال تیرے بیاہ کی زینب کو ہوس تھی
اِن خون بھرے ہاتھوں میں مہندی تو لگالوں

اتنا بھی نہ سوچے کہ کلیجہ ہے یہ ماں کا
غربت میں دیا داغ جوانی کا، بلا لوں

ٹھہراؤ جنازہ مجھے حسرت تو نہ رہ جائے
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں

پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک سہانی
تابوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھالوں

*****

زخمی ہے بہت گیسوؤں والا نہ اُٹھے گا

زخمی ہے بہت گیسوؤں والا نہ اُٹھے گا
سویا ہے ابھی راج دُلارا نہ اُٹھے گا
تنہا علی اکبر کا جنازہ نہ اُٹھے گا
انصار کو مقتل سے بلا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

اکبر کے سرہانے سے حبیب آ کے اُٹھائے
قاسم کو صدا دی جیئے امداد کو آئے
زینب کے دُلارے ہے کہاں ہاتھ بٹائیں
عباس کو سوتے سے جگا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

چلنے میں قدم آپکے تھرّائینگے حضرت
انصار کہاں ہے جو ترس کھائینگے حضرت
کس طرح حرم تک اُنہیں لے جائینگے حضرت
بچّوں ہی کو خیمے سے بُلا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

سنتے ہیں یہ دل تھام کے ماں بیٹھ گئی ہے
اکبر کے کلیجے میں سِناں بیٹھ گئی ہے
برچھی کی اَنی ہائے کہاں بیٹھ گئی ہے
ممکن ہو تو نظروں کو بچا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

دَر پر ہے بہت دیر سے گھبرائے نہ زینب
مرنے کی خبر کو کہیں سن پائے نہ زینب
سر پیٹ کے خیمے سے نکل آئے نہ زینب
اِس زخم کو سینے میں چھپا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

پھر آپ کو یہ چاند سی صورت نہ مِلیگی
یہ حُسن یہ نانا کی شباہت نہ مِلیگی
میدانِ بَلا خیز سے فرصت نہ مِلیگی
کچھ اور ابھی اشک بہا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

ماں بہنو کو بھی بیاہ کا ارمان بہت ہے
لاشے پہ چلی آئیں ہے امکان بہت ہے
بیٹا ہے ذرا دیر کا مہماں بہت ہے
دولہا علی اکبر کو بنا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

ٹوٹی ہے کمر نورِ نظر اُٹھ نہیں سکتا
اندھیار ہوا رشکِ قمر اُٹھ نہیں سکتا
ہر بار اُٹھاتے ہیں مگر اُٹھ نہیں سکتا
میت ہی کو سینے سے لگا لیجیئے آقا
پیری ہے جواں لال کا لاشہ نہ اُٹھے گا

✽✽✽✽✽

زمینِ کربلا پر ایسے کچھ منظر نظر آئے

زمینِ کربلا پر ایسے کچھ منظر نظر آئے
حسین ابن علی کے غم میں پیغمبر نظر آئے

چلے جب مشک لے کر حضرتِ عباس خیمے سے
کبھی صفدر نظر آئے کبھی حیدر نظر آئے

نہ لشکر تھا نہ قاسم تھے نہ اکبر تھے نہ اصغر تھے
اکیلے عصر کے ہنگام میں سرور نظر آئے

حسین ابن علی جب نوجواں کی لاش پر پہنچے
لہو میں کروٹیں لیتے علی اکبر نظر آئے

*****

دیکھے مدینہ سارا زینب کے آنسوؤں میں

دیکھے مدینہ سارا زینب کے آنسوؤں میں
منظر ہے کربلا کا زینب کے آنسوؤں میں

کِس شان سے گئی تھی کِس حال میں ہے آئی
بکھرا ہوا ہے کنبہ زینب کے آنسوؤں میں

لا تقبلینا کہہ کر دُکھیا جو رو پڑی ہے
لرزی ہے قبرِ نانا زینب کے آنسوؤں میں

پیاسی رہی سکینہ شانے کٹے جری کے
ہے شرم سار دریا زینب کے آنسوؤں میں

اصغر نہ آئے رن سے خیمے میں ہے اُداسی
سونا پڑا ہے جھولا زینب کے آنسوؤں میں

بعدِ حسین کیسے چھینی گئی ردائیں
جلتا ہوا ہے خیمہ زینب کے آنسوؤں میں

بالوں سے سر چھپائے بازار سے گذرنا
محشر کا ہے نظارہ زینب کے آنسوؤں میں

سن لے برہان دیں سے کرب و بلا کا مقتل
جو آپ نے ہے دیکھا زینب کے آنسوؤں میں

حُبِّ برہان دیں سے عابد ثمر ملا ہے
شبیر کی دعا کا زینب کے آنسوؤں میں

*****

زینب نے کہا روکر ارمان نکالونگی

زینب نے کہا روکر ارمان نکالونگی
ارمان بھرے دل سے میں تیری بلالونگی

میداں سے ذرا آؤ چہرہ مجھے دِکھلاؤ
پھر رن کو چلے جانا جب دولہا بنالونگی

خود باندھ کے ہاتھوں سے دیکھونگی تیرا سہرا
اِس چاند سے مکھڑے کی اُس وقت بلالونگی

دَر پہ ہوں کھڑی پیارے آنکھوں کے میرے تارے
آ جاؤ علی اکبر سینے سے لگالونگی

تم گھر کے اُجالے ہو بابا کے دُلارے ہو
ہم صورتِ پیغمبر آؤ میں بلالونگی

اب گھر سے نکلتی ہوں میدان میں جاتی ہوں
روٹھے ہو اگر مجھ سے میں آکے منالونگی

گھوڑے سے گرے کیوں کر کیا کھائی سناں دل پر
برچھی تیرے سینے سے میں آکے نکالونگی

خیمے میں اگر آیا مقتل سے تیرا لاشہ
میں اپنے کلیجے کو کس طرح سنبھالونگی

بابا سے نہ اُٹھیگا لاشہ ہے برابر کا
میں پالنے والی ہوں گودی میں اُٹھالونگی

*****

زینب یہ بولی حشر کا منظر نظر میں ہے

زینب یہ بولی حشر کا منظر نظر میں ہے
بھائی کا حلق شمر کا خنجر نظر میں ہے

عاشور کو رسول کی تصویر مِٹ گئی
لیکن وہی جوانیءِ اکبر نظر میں ہے

رن میں ستم کا تیر چلا قبر بن چکی
اب تک وہ زخمِ گردنِ اصغر نظر میں ہے

جلتی ہوئی زمین پہ روتے ہوئے حرم
شعلے تھے جس میں آگ کے وہ گھر نظر میں ہے

مثلِ علی وہ نہر پہ حملہ دِلیر کا
اب تک وہی جلالتِ حیدر نظر میں ہے

کانو میں ہے تلاوتِ قرآن کی صدا
نیزے پہ آج بھی سرِ سرور نظر میں ہے

جس میں کبھی چراغ جلایا نہیں گیا
ہے ہے وہ قیدِ شام کا منظر نظر میں ہے

دیکھو نشاں رسن کے ہیں بازوں میں آج بھی
جو چھن چکی تھی سر سے وہ چادر نظر میں ہے

مجھ کو حسین خلد میں بلوائینگے ضرور
حُرِّ جری کا صدر مقدّر نظر میں ہے

٭٭٭٭٭

ساحل پہ ہے پیاسی آلِ نبی اور شرم سے دریا پانی ہے

۱. ساحل پہ ہے پیاسی آلِ نبی اور شرم سے دریا پانی ہے
پرنم ہے حبابوں کی آنکھیں، موجوں کا کلیجہ پانی ہے

۲. لب تر نہ ہو جس سے اصغر کے دو گھونٹ نہ اکبر جس سے پیئے
کِس طرح کا ایسا دریا ہے کِس کام کا ایسا پانی ہے

۳. ظالم ہے کہ روکے ہیں دریا مظلوم لٹاتے ہیں کوثر
خود طرزِ عمل سے ظاہر ہے جس ظرف کا جیسا پانی ہے

٤. سیراب ہو جس سے ایک عالَم اور ہادیِ عالَم پی نہ سکے
یہ کیسی مخالف موجیں ہیں یہ کیسا اُلٹا پانی ہے

۵. آئے تھے مچل کر خیمے سے اب چین سے کیونکر سوئے ہو
للہ کہو تو کچھ اصغر کیا موت بھی ٹھنڈا پانی ہے

۶. عِبرت کا ہے منظر رونے کی جا موجوں کو نہیں ملتا رستہ
جلتے ہیں خیامِ آلِ عبا اور سامنے بہتا پانی ہے

۷. یہ دستِ بریدہ ہے کس کے مشکیزہ یہ چھلنی ہے کیسا
ہے خون ہی خون ترائی میں ساتھ اِس کے تھوڑا پانی ہے

۸. پیاسوں کے قلق سے دنیا کا جو حال ہے احسنؔ کیا میں کہوں
چوتھائِ حصہ خشکی ہے اور اُس سے تِگنا پانی ہے

*****

سبطِ سرکار دو عالم کا کٹا سر رن میں

سبطِ سرکار دو عالم کا کٹا سر رن میں
خنجرِ کند چلا خشک گلے پر رن میں

پیٹتی خیمے سے سر کو نکل آئی زینب
حلق تھا شاہ کا جس دم تہِ خنجر رن میں

فاطمہ نے جسے پالا تھا بڑے نازوں سے
اُس کا چھلنی ہے ہوا جسمِ مطہر رن میں

قتل قاسم ہوئے اور زینبِ بے کس کے پسر
اور مارے گئے عباسِ دِلاور رن میں

شاہ کہتے تھے کہ اب زیست عبث ہے میری

شاہ فرماتے تھے اب زیست میں آرام کہاں

ہائے مارے گئے جب اکبر و اصغر رن میں

سینہ زن سارے نبی سارے ولی تھے گریاں

تھا بپا عصر کو عاشور کہ محشر رن میں

ایک طرف روحِ نبی ایک طرف روحِ علی

ایک طرف رو رہی تھی زینبِ مضطر رن میں

*****

سكينه شبّير نا چھے دختر سلام يہ پر

سكينه شبّير نا چھے دختر سلام يہ پر
رچاوے شادي چھے اهني سرور
سلام يہ پر ، سلام يہ پر

كرے چھے دولها سي گُفتگو يہ — عجب خوشي ما چھے نيك خوں يہ
پكارا دشمن چھے باقي كوئي — ستم نا لوگو نو ظلم جوئي
سدهارا دولها چھے هاتھ چھوڑي — سلام يہ پر ، سلام يہ پر

سكينه پوچھے كِوارے مِلسو — كهيو سلام ا' چھے مارو چھيلو
رڑا دئي شه يہ چاك كيدا — چھے اهنا پوشاك كفن نا جيوا
سدهارا دولها چھے رن ما لڑوا — سلام يہ پر ، سلام يہ پر

کہے چھے دشمن آ دولھا آیا	علي نا دلبر حسن نا جایا
دولھا نے مارو دولھا نے مارو	حسین نا داماد نے پَچھاڑو
تھیو تبر تیر نو چھے مارو	سلام یہ پر ، سلام یہ پر

پدھارا عبّاس لیوا پاني	نتھي ابوالفضل نو کوئي ثاني
گِرا چھے بازو کٹاوي رن ما	کري نداء آؤ مولیٰ لیوا
تھئي کمرخم چھے شه ني تہ جا	سلام یہ پر ، سلام یہ پر

عجب چھے برھان دیں نا احسان	بتول نا باوا یہ ج چھے ماں
کرے چھے مشکل کشائي مولیٰ	همارا جانو سي چھے یہ اَولیٰ
رہے سلامت همارا آقا	سلام یہ پر ، سلام یہ پر

❋❋❋❋❋

سلام اُن پر جو راہِ حق میں متاعِ ہستی لُٹا گئے ہیں

سلام اُن پر جو راہِ حق میں متاعِ ہستی لُٹا گئے ہیں
فنا کی سرحد عبور کر کے بقا کی منزل کو پا گئے ہیں

یہ فتح مندی نہیں تو کیا ہے یہ سر بلندی نہیں تو کیا ہے
یزید ہے دفن پستیوں میں حسین دنیا پہ چھا گئے ہیں

وہ جو خدا کے تھے خاص بندے فدا ہوئے راہِ دینِ حق میں
وہ دشتِ غربت میں سونے والے زمانے بھر کو جگا گئے ہیں

ہے حرمت کعبہ اُن کے دم سے حسین لائے تھے جن کو چن کے
جو اپنی پیشانیوں کی ضوٗ سے چراغِ کعبہ جلا گئے ہیں

اُدھر ہیں سارے ستم کے بانی نبی کی عترت سے چھینے پانی
اِدھر سکینہ کو آسرا ہے کہ پانی لینے چچا گئے ہیں

بڑھے ہیں کہتے ہوئے یہ سرور اٹھانے میداں سے لاش دلبر
کہاں ہو اکبر، کہاں ہو اکبر، ہم آ گئے ہیں، ہم آ گئے ہیں

وفا و ایثار و حق پرستی ثبات و ایمان و جاں نثاری
جو تا ابد مٹ نہ پائیں ایسے نقوش سرور بنا گئے ہیں

*****

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا

سلام خاک نشینوں پہ سوگواروں کا
غریب دیتے ہیں پرسا تمہارے پیاروں کا

سلام تم پہ ہمارے رسول کے پیاروں
سلام تم پہ رسول و بتول کے پیاروں

سلام اُس پہ جو زحمت کش سلاسل ہے
مصیبتوں میں امامت کی پہلی منزل ہے

سلام اُن پہ جنہیں شرم کھائے جاتی ہے
کھلے سروں پہ اسیری کی خاک آتی ہے

سلام بھیجتے ہیں اپنی شاہزادی پر
کہ جن کو سونپ گئے مرتے وقت گھر سرور

مسافرت نے جسے بے بسیاں دِکھلائی
نثار کر دیئے بچّے نہ بچ سکا بھائی

اسیر ہو کے جسے شامیوں کہ نرغہ میں
حسینیت ہے سکھانا علی کہ لہجے میں

سکینہ بی بی تمہارے غلام حاضر ہیں
تجھے جو پیاس تو آنکھوں کے جام حاضر ہے

یہ سِن ، یہ حشر ، یہ صدمے نئے نئے بی بی
کہاں پہ بیٹھی ہو خیمے تو جل گئے بی بی

زمینِ گرم ، یتیمی کی سختیاں بی بی
وہ سینہ جس پہ کہ سوتی تھی اب کہاں بی بی

جناب مادرِ بے شیر کو بھی سب کا سلام
عجیب وقت ہے کیا دے تسلیوں کا پیام

ابھی کلیجہ میں اک آگ سی لگی ہوگی
ابھی تو گود کی گرمی نہ کم ہوئی ہوگی

نہ اِس طرح کوئی کھیتی ہری بھری اُجڑی
تمہاری مانگ بھی اُجڑی ہے کوکھ بھی اُجڑی

نہیں لعینوں میں انساں کوئی خدا حافظ
درندے اور یہ بے وارثی خدا حافظ

سلام محسنِ اسلام خستہ تن لاشوں
سلام تم پہ شہیدوں کے بے کفن لاشوں

بچے تو شام و سحر ہم ہیں اور یہ غم پھر ہے
جو چل بسے تو یہ اپنا سلام آخر ہے

✱✱✱✱✱

سواری دوشِ احمد پر شہیدِ کربلا کی ہے

سواری دوشِ احمد پر شہیدِ کربلا کی ہے
بنی سجدے میں مرکب پشت احمد مصطفی کی ہے

جو کہتے تھے حسین حل حل خیالِ مصطفی میں تھا
یہ ہی فرزند سے حل مشکلیں اہلِ وفا کی ہے

نبی سے کہتے تھے جبریل اُٹھانا سر نہ سجدے سے
مبادہ گر نہ جائے شہ رسالت یہ خدا کی ہے

گرے جو رال منہ سے چوس لیتے اُسکو پیغمبر
وہ منہ سوکھا ہے سہ دن سے جفا اہلِ جفا کی ہے

نبی بے چین ہوتے جب کبھی شبیر روتے تھے
اُسی پر آج دیکھو کیا گھڑی آئی بلا کی ہے

بٹھاتے جسکو سینے پر نبی اُسکو شمر ملعوں
نے ٹھوکر مار گرایا ہے لعیں کی یہ ہلاکی ہے

کیا وعدہ نبی سے میں ادا ہر دَین کر دونگا
ادا کرنے کو وعدہ سجدے میں گردن فدا کی ہے

صفِ ماتم ہے بچھتی مؤمنیں میں اور فرشتوں میں
جو شہ برہان دیں نے "یا حسینا" کی صدا کی ہے

عَلَم شبیر کا عالم میں جب تک لہرے اے اللہ
تو رکھیو شاہ کو باقی بتول نے یہ دعا کی ہے

درودوں کے عطر سے کر تو تر آلِ عبا کا گھر
یہ مولی کا بھی دریوں ہر فدائی نے ندا کی ہے

❋❋❋❋❋

سلامی چشم سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے

سلامی چشم سے رہ رہ کے خونِ دل ٹپکتا ہے
غمِ سجاد بے کس دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے

حرم روئے کہا جب آسماں کو دیکھ کر شہ نے
علی اکبر اذاں دو صبح کا تارا چمکتا ہے

زمینِ کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں
شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے

شہ دیں دیکھتے ہیں شوقِ حُر میں یوں سوئے میداں
کہ جیسے کوئی آنے کی کسی کی راہ تکتا ہے

علی اکبر طلب کرتے ہیں رخصت کوئی کیا جانے
لگی ہے ماں کو ہچکی غم سے اور زینب کو سکتا ہے

سکینہ ناز پرور قید کی آفت کو کیا جانے
یہ عالم ہے قفس میں جس طرح طائر پھڑکتا ہے

کہا بانو نے شہ سے تیر چلتے ہیں کلیجے پر
میرا منہ جب یہ بچّہ نرِگسی آنکھوں سے تکتا ہے

بچالو واسطہ زہرا کا صاحب میرے اصغر کو
نہ بچّہ دودھ پیتا ہے نہ آنکھیں اب جھپکتا ہے

صراحی دار یہ گردن ڈھلی جاتی ہے بِن پانی
گلے میں سانس جب رکتی ہے سر دے دے پٹکتا ہے

وغا میں حضرتِ عباس یوں جاتے تھے دشمن پر
گرسنہ شیر جیسے جانب آہو لپکتا ہے

بہو زہرا کی کہتی تھی یہی جا جا کے ڈیوڑی پر
ارے پانی کوئی لا دو میرا بچّہ بلکتا ہے

یہ غل تھا شام کے لشکر میں دیکھو شہ کی پیشانی
نشاں سجدے کا ہے یا صبح کا تارا چمکتا ہے

انیس اللہ تجھ پر سہل کر دے قبر کی منزل
لحد کا دھیان جب آتا ہے کیا کیا دل دھڑکتا ہے

❋❋❋❋❋

سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں

سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں
کہ اب باقی ہے بس دنیا میں مہماں آج کل پرسوں

بہاؤ مؤمنوں اشکوں کا دریا رو کے آنکھوں سے
لہو کا چرخ سے برسیگا باراں آج کل پرسوں

کرو تم سب قبا کو چاک اپنی اے عزادارو
علی پھاڑینگے مرقد میں گِرباں آج کل پرسوں

خدا دِکھلائیگا جسکو وہ دیکھیگا محرم پھر
عجب دنیا میں ہے ماتم نمایاں آج کل پرسوں

نہ ہو تکلیف لاشِ شاہِ دیں پر اِس لیئے زہرا
کریگی صاف بالوں سے بیاباں آج کل پرسوں

*****

سوچتی ہے یہ مادر کل نہ جانے کیا ہو گا

سوچتی ہے یہ مادر کل نہ جانے کیا ہو گا
گود میں ہے آج اصغر کل نہ جانے کیا ہو گا

دھوپ میں قیامت کی تپ رہا ہے بن سارا
آج سوئے رو رو کر کل نہ جانے کیا ہو گا

عون و اکبر عباس سب فدا ہیں اصغر پر
آج تو بھرا ہے گھر کل نہ جانے کیا ہو گا

آج تو ہمکتے ہیں گودیوں میں جھولے میں
رن میں شہ کے ہاتھوں پر کل نہ جانے کیا ہو گا

*****

شبیر کا سر تھرّاتا تھا جب چہرہ چِھپاتی تھی زینب

شبیر کا سر تھرّاتا تھا جب چہرہ چِھپاتی تھی زینب
اشکوں میں وہ ڈوبا جاتا تھا جب آنسوں بہاتی تھی زینب

آواز یہ سر سے آتی تھی اے ثانیِٔ زہراء صبر کرو
بے تاب پیمبر ہوتے تھے جب نالہ سُناتی تھی زینب

اے موجِ بلا کچھ ٹھہر ذرا غم کتنے اُٹھائیگی خواہر
بچپن سے سُکوں کو ترسی ہے دُکھ پر دُکھ پاتی تھی زینب

اکبر پہ بکاء کرنے والی کچھ یاد تو کر لے بیٹوں کو
غم خوار تھی ایسی مولی کی غم اپنا چھپاتی تھی زینب

شُعلوں میں جلے گھر کو دیکھے سہمے ہوئے بچّوں کو تھامے
لاچار نجف کو رُخ کرکے حیدر کو بُلاتی تھی زینب

کہتے ہیں کنارے دریا کے اک لاش میں جُنبش ہوتی تھی
بے پردہ رسن بستہ جس دم بازار میں جاتی تھی زینب

کہتی تھی سکینہ زینب سے اک ٹکڑا ہی چادر کا دے دو
دُکھیا کے ذرا دل سے پوچھو کس طرح مناتی تھی زینب

نیزے پہ چڑھا سر خوں میں بھرا بی بی کو دِکھاتے بھائی کا
محمل سے وہ سر ٹکراتی تھی جب نظریں اُٹھاتی تھی زینب

گھر پہنچی تو بھائی یاد آیا دروازے پہ دُکھیا بیٹھ گئی
سب اہلِ مدینہ روتے تھے ، جب نوحہ سُناتی تھی زینب

کرتے ہیں مفضل مولی بیاں زینب کی مصیبت پر رولو
کس طرح جمالیؔ ہر صدمہ وہ دل پہ اٹھاتی تھی زینب

*****

شبیر کربلا میں شادی رچا رہے ہیں

شبیر کربلا میں شادی رچا رہے ہیں
اِبن حسن کو مولی دولہا بنا رہے ہیں

زینب سے بولے سرور اِک شان ہم نرالی
کرب و بلا میں بہنا سب کو دِکھا رہے ہیں

بیٹی کو میری لاؤ ، دولہن اُسے بناؤ
بھائی سے جو کیا تھا وعدہ نبھا رہے ہیں

عبد اللہ کو بلا کر دولہا اُسے بنا کر
بیٹی سے عَقد پڑھکر سب کو سنا رہے ہیں

مہنگا ہے خوں سے پانی شربت کہاں میسّر
خونِ جگر کو پی کر تسکین پا رہے ہیں

دولہا دُلہن کو لائے خیمے میں سب براتی
دیکر دعائیں مولی آنسوں بہا رہے ہیں

غالب حیاء ہے دلہن کس طرح منہ سے بولے
دولہا ہے کشمکش میں نظریں جھکا رہے ہیں

"ھَلْ مِنْ مُبَارِزْ" آئی آواز دشتِ رن سے
خوش ہو کے بولے دولہا لو ہم تو جا رہے ہیں

گھبرا گئی سکینہ رو رو کے بولی : صاحب
کچھ دیر کی دُلہن کو بیوہ بنا رہے ہیں

دُلہن سے بولے دولہا ہے وقت اِمتحاں کا
ہم جاں نثار کرنے عمّو پہ جا رہے ہیں

دلہن رہی تڑپتی رن کو سدھارا دولہا
دُلہن کو سب براتی دھارس بندھا رہے ہیں

بلقیس لکھ نہ آ گے دُلہن کی آہ و زاری
مجلس میں سننے والے آنسوں بہا رہے ہیں

ہو طول عمر یا رب برہان دین شہ کی
غم میں حسین کے جو روکر رُلا رہے ہیں

❋❋❋❋❋

شبیر کو خنجر کے نیچے کیا جانئیے کیا کیا یاد آیا

شبیر کو خنجر کے نیچے کیا جانئیے کیا کیا یاد آیا
عباس کا مرنا یاد آیا اکبر کا تڑپنا یاد آیا

جب تیروں کی بوچھار ہوئی پھل پڑنے لگے جب برچھی کے
نانا کی محبت یاد آئی بچپن کا زمانہ یاد آیا

نیزے پہ بلند ہوتے دیکھا جب بھائی کے سر کو زینب نے
شبیر کو اپنے کاندھے پر نانا کا بٹھانا یاد آیا

خالی کوئی جھولا دیکھ لِیا جس وقت ربابِ بے کس نے
اصغر کے لیئے دل ٹوٹ گیا چھ ماہ کا بچّہ یاد آیا

پیاسوں کو دِکھا کر پھینک دِیا پانی جو یزیدی لشکر نے
سہمے ہوئے ننھے بچّوں کو عاشور کا سقا یاد آیا

بازار سجا تھا کوفے کا اور آلِ محمد بے پردہ
سیدانیوں کا دل یوں تڑپا حیدر کا زمانہ یاد آیا

روضے پہ نبی کے جب پہنچی پردیس میں لُٹ کر بنتِ علی
بطحا سے وہ رُخصت یاد آئی کربل میں وہ لُٹنا یاد آیا

کہنے کو سہارا کوئی نہ تھا دنیا میں سروشِ بے کس کا
لیکن جو کوئی آفت آئی ، احمد کا نواسہ یاد آیا

*****

شبیر کے سینے پر جب شمر چڑھا ہوگا

شبیر کے سینے پر جب شمر چڑھا ہوگا
خاتونِ قیامت کا دل کانپ گیا ہوگا

لرزش نہ ہوئی ہوگی کیا عرش اِلٰہی میں
جب وارثِ پیغمبر گھوڑے سے گرا ہوگا

غم کی دلِ زینب سے اِک موج اُٹھی ہوگی
شہ کی رگِ گردن سے جب خون بہا ہوگا

بابا کی جدائی کا جب داغ ملا ہوگا
ننھی سی سکینہ کا دل ٹوٹ گیا ہوگا

سنتے ہیں کی دنیا نے ہلتے ہوئے لب دیکھے
نیزے پہ بھی سرور نے قرآن پڑھا ہوگا

شبیر کے خیموں کو جب آگ لگی ہوگی
جلتے ہوئے خیموں سے کیا شور اُٹھا ہوگا

شبیر ہی آئینگے خاور کی شفاعت کو
منزل پہ ہر اِک ساتھی جب چھوٹ گیا ہوگا

*****

شبیر نے تو رن میں عجب شاں دِکھائی ہے

شبیر نے تو رن میں عجب شاں دِکھائی ہے
بیٹی کو جنگ کے میداں میں دولہن بنائی ہے
گویا کے مہندی لال لہو سے لگائی ہے
اشکو سے پھول بدلے یہ جوڑی سجائی ہے
دولہا دولہن کا ساتھ ہے یا کہ جدائی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

خیمے میں بیٹھے گفتگو میں دولہا اور دولہن
آئی ندا کے جنگ میں چلو اب اِبنِ حسن
دولہا چلا ہے رن میں شہادت کی ہے لگن
فرماتے ہے مِلینگے سکینہ حشر کے دن
جنگ میں سواری دولہا کی اِک شاں سی آئی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

لال دولہن کا لال یہ دولہا ہے وار میں

لال بندھا ہے سہرا عجب سی بہار ہے

لال ہے پگڑی لال گلے میں تو ہار ہے

لال ہے چہرا لال منوّر رُخصار ہے

لال قبا تو گویا کفن سی سجائی ہے

اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

جنت کی بشرا دولہا کو دینے لگے حسین

آخر سلام دولہا پہ پڑھنے لگے حسین

دولہا کا سینہ چومکے رونے لگے حسین

بچھڑی سکینہ دولہا سے کہنے لگے حسین

بے چین دل کے غم سے شہِ کربلائی ہے

اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

تیر و تبر کی شہنائیاں بج رہی ہے یہاں
خوشیوں میں غم کی دھوم مچی ہے مکاں مکاں
ہے مضطرب زمین لرزتا ہے آسماں
دولہا دولہن تو ظلم و ستم کے ہے درمیاں
شربت کے بدلے جامِ شہادت پلائی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

اب جاگ اُٹھا میداں میں دولہا پہ وار ہے
دولہا کو مارو دولہا کو مارو پکار ہے
کیا حُسن ہے یہ دولہا کا ، یہ شاندار ہے
کیا دبدبا ہے دولہا کا کیا بس وقار ہے
حوریں یہ دولہا کی تو بَلا لینے آئی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

تشنہ دہن یہ دولہا پہ آفت اُتر پڑی
دولہن کی یاد دل میں بسی رہتی ہر گھڑی
کربل کی شادی کی ہر ذکر تو ہے دُکھ بھری
قتل ہوا ہے دولہا زمیں میں ہے تھرتھری
دولہا کی لاش شہ نے سمبھل کر اُٹھائی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

داعی حسین کے ہے محمد برہان دیں
ذکرِ حسین باقی ہے یہ شہ بالیقیں
اہلِ ولا کے خاطر یہ جنت کے ہے ضمیں
باقی رہے مدام یہ طاہر کے جانشیں
شیرِیں نے اِنکے قدموں میں گردن جھکائی ہے
اللہ کربلا میں تو شادی رچائی ہے

*****

شہ نے علی اصغر کو جب دفن کیا ہوگا

شہ نے علی اصغر کو جب دفن کیا ہوگا
تربت پہ چھڑکنے کو پانی نہ ملا ہوگا

کیا درد ہوا ہوگا دل میں شہِ والا کے
معصوم کی گردن پر جب تیر چلا ہوگا

آسان نہ تھا اُٹھنا معصوم کی تربت سے
جب آپ اُٹھے ہونگے دل بیٹھ گیا ہوگا

بھائی بھی برابر کا جب قتل ہوا ہوگا
لشکر کا علم شہ نے پھر کسکو دِیا ہوگا

ماں کہتی تھی رو رو کر دشمن ہے وہاں لاکھو
اکبر میرا مقتل میں کس کس سے لڑا ہوگا

بیٹا بھی برابر کا جب قتل ہوا ہوگا
لاشہ علی اکبر کا کیا شہ سے اُٹھا ہوگا

جب سامنے حاکم کے سر پیش کیئے ہونگے
رسّی میں سکینہ کا ننھا سا گلا ہوگا

❋❋❋❋❋

صبر کرتے تھے سلامی شہ والا کیا کیا

صبر کرتے تھے سلامی شہِ والا کیا کیا
اہلِ کین دیتے تھے مظلوم کو ایذا کیا کیا

بانو کہتی تھی کہ سہرا بھی نہ دیکھا افسوس
تھی مجھے بیاہ کی اکبر کے تمنّا کیا کیا

تیر کھاتے ہی گلے میں جو دم اصغر کا رُکا
شاہ کے ہاتھوں پہ تڑپا ہے وہ بچہّ کیا کیا

دیکھتا جو سرِ قاسم کو وہ کہتا رو رو
حسرتیں لے گیا دنیا سے یہ دولہا کیا کیا

منع رونے کو جو کرتا تو یہ کہتے سجاد
کیوں نہ روؤں ستم اِن آنکھوں سے دیکھا کیا کیا

شاہ فرماتے تھے پانی نہیں ملتا لیکن
سامنے آنکھوں کے لہراتا ہے دریا کیا کیا

دشتِ پُر خار سے جاتے تھے جو پیدل سجاد
پھوٹ کر روتا تھا ہر آبلہء پا کیا کیا

قید خانے میں سکینہ کو جو یاد آئے پدر
رات بھر سینے میں دل ننھا سا تڑپا کیا کیا

بانو کہتی تھی اب اکبر مجھے سمجھاتے نہیں
یاد مادر تیری باتیں کرے بیٹا کیا کیا

ساتھ جاتا نہیں کچھ جز عملِ خیر انیس
تِس پہ انسان کو ہے خواہشِ دنیا کیا کیا

*****

صحراء کربلا میں ایک قافلہ رواں ہے

صحراء کربلا میں ایک قافلہ رواں ہے
بے کس حسین جس کا سالارِ کارواں ہے

ہے سب کے آگے آگے سلطانِ دین و دینا
چہرے پہ خونِ غربت زلفوں میں گِرد صحرا
گھوڑا جو تھم گیا ہے کچھ پوچھتے ہیں مولی
وعدہ جو یاد آیا ہمراھیوں سے پوچھا
معلوم ہے کِسی کو نام اِس زمیں کا کیا ہے

اِک جاں نثار بولا یہ ارضِ مارِیہ ہے
کی عرض دوسرے نے مولی یہ نینوا ہے
بولا کوئی یہ بڑھ کر دل غم سے رو رہا ہے
یہ کرب کی جگہ ہے یہ منزل بلا ہے
اے بادشاہِ عالم نام اِس کا کربلا ہے

یہ سن کے شہ نے جھک کر ایک مشت خاک اُٹھائی
سونگھا تو بوئے خونِ آلِ رسول آئی
فرمایا شہ نے بڑھ کر یارب تیری خدائی
مٹی کہاں سے اپنی قسمت کو کھینچ لائی
ہم بو ترابیوں کی رہنے کی یہ جگہ ہے

*****

عاشور کے تپتے صحرا میں اسلام کو کیسا لوٹ لیا

عاشور کے تپتے صحرا میں اسلام کو کیسا لوٹ لیا
کیسے تھے مسلماں ہائے غضب گلزار نبی کا لوٹ لیا

یہ ظلم ہوا یہ قہر ہوا اُس وقت فلک کیوں گِر نہ پڑا
جس وقت کہ فوجِ اعدا نے نوشاہ کا سہرا لوٹ لیا

اسلام کا دعوی کرتے تھے اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے
مہمان بُلا کر غربت میں مہمان کو پیاسا لوٹ لیا

وہ مشک چھدی وہ شانے کٹے وہ گُرز لگا عباس گِرے
دریا کے کنارے اعدا نے پیاسوں کا سہارا لوٹ لیا

شہ کہتے تھے رن میں رو رو کر عباس نے توڑا بندِ کمر
اور موت نے تیری اے اکبر آنکھوں کا اُجالا لوٹ لیا

جب یاد پسر کی آتی تھی ماں دیکھ کے دل بہلاتی تھی
کچھ رحم نہ آیا اعدا کو بے شیر کا جھولا لوٹ لیا

قاسم بھی نہیں اکبر بھی نہیں عباس نہیں سرور بھی نہیں
اب آلِ نبی کا کوئی نہیں غدّاروں نے خیمہ لوٹ لیا

بیمار کا بستر چھین لیا مجبور کو ہائے قید کیا
بیؤوں کے سرور سے چادر لی خیمے کو جلایا لوٹ لیا

بے کس کا عمامہ چھین لیا، ملبوس شہ دیں بھی نہ رہا
صحرائے بلا میں اعدا نے مظلوم کا لاشہ لوٹ لیا

*****

عترتِ نبی جانِ مرتضی خواہرِ حسین بنتِ فاطمہ

عترتِ نبی جانِ مرتضی خواہرِ حسین بنتِ فاطمہ

کیا بتائیں کے زینب کی کیا شان ہے

قافلہ ء حسینی کی یہ آن ہے

گذرے نانا نبی صبر کرتی رہی

ماں کی میت اُٹھی صبر کرتی رہی

دیکھا زخمِ علی صبر کرتی رہی

اور حسن سے چھٹی صبر کرتی رہی

آج دَرپیش کربل کا میدان ہے

قتلِ عباس کی دھوم بھولی نہیں
زخمِ اکبر وہ مظلوم بھولی نہیں
ننھے اصغر کا حلقوم بھولی نہیں
اپنے بچّے وہ معصوم بھولی نہیں
چہرہ اُترا ہوا دل پریشان ہے

جتنا دُکھ دے سکے ظالموں نے دِیا
چھلنی چھلنی دلِ سیدہ ہو گیا
سامنے اُسکے بھائی کو ذبح کیا
سجدے میں شمر نے سر جدا کر دیا
آج دنیا ہوئی اُسکی ویران ہے

پوچھو زینب سے جب ماں کی کھیتی لُٹی
پوچھو زینب سے جب کربلا سے چلی
پوچھو زینب سے جب سر سے چادر چھنی
پوچھو زینب سے جب رسیوں میں بندھی
دیکھا جس نے جفاؤں کا طوفان ہے

عرض کرتی تھی اے مالکِ ذو المنن
سب گوارہ ہے لیکن نہ ہوگا سہن
کیسے چھوڑوں حسین کو میں بے کفن
بے ردا ہوں میں بھائی میرا خستہ تن
جلتی ریتی پہ بے گور سلطان ہے

جانے شبیر رتبہ ء بنت علی

یا برہان الہدی اُنکا داعی ولی

اور سیف الہدی اُنکا داعی ولی

کر جمالی جو سب سے دعا ہے بھلی

اُنکی عمر ہو صحت سے پھولی پھلی

جن کے دم سے عزا کا گلستان ہے

*****

عجب پُر درد زمینِ طف میں ایک منظر نظر آیا
حسین اِبن علی کے قتل کا محشر نظر آیا

فدا جب ہو گئے اصحاب تو مقتل میں رزا لیکر
شہادۃ لینے اہل البیت کا لشکر نظر آیا

یہ ہنگامِ شہادۃ میں ہوئی شادی سکینہ کی
شہادۃ لیکے دولہا خون میں احمر نظر آیا

تھے غمگیں پنجتن اور انبیاء جب شہ کی گودی میں
شہید ہو کر جواں بیٹا علی اکبر نظر آیا
تھا لرزا عرش و کرسی میں ،پیاسا جھولے والا جب
شہید ہو کر پدر کے ہاتھ میں اصغر نظر آیا

حسین ابن علی کے حلق پر شمرِ لعیں کا جب
چلا خنجر تو لاشہ شہ کا خوں میں تر نظر آیا

یہ منظر دیکھکر دُل دُل لگا کر خوں درِ خیمہ
شتابی آیا خیمے میں تو بس محشر نظر آیا

شہادۃ جب ہوئی شبیر کی تو خاک آلودہ
زمینِ کربلا میں آہ پیغمبر نظر آیا

غمِ شبیر میں مولی محمد نائبِ طیب
عجب غمگیں، عجب محزوں، عجب مضطر نظر آیا

یہ نوحِ دور ، مانندِ موئید غم کا نوحہ جب
سناتے ہیں تو خوں کے اشک کا منظر نظر آیا

محمد – نائبِ شبیر کا سایا رہے باقی
کہ جس سے گلشنِ ایماں سدا اخضر نظر آیا

یمانی نے لکھا یہ مرثیۃ شبیر کے غم میں
اثر غم کا ہر ایک مضمون کے اندر نظر آیا

*****

عرش گرنے لگا فرش ہلنے لگا دو جہاں غم کے سانچے میں ڈھلنے لگے
گرم ریتی پہ جس وقت سبطِ نبی گر کے گھوڑے سے کروٹ بدلنے لگے

یاد آنے لگا شہ کو دوشِ نبی ماں کی آغوش زانوئے پاک علی
دل اُلجھنے لگا زخم پھٹنے لگے خون بہنے لگا اشک ڈُھلنے لگے

بہکی بہکی ہَوا سہمی سہمی فضا تھرتھراتی زمیں کانپتا آسماں
شاہ اُٹھنے لگے تیغ کھچنے لگی قبلہ رُخ جب ہوئے تیر چلنے لگے

کند خنجر لیئے شمر آگے بڑھا شہ نے سجدہ کیا بس غضب ہو گیا
کلمہء لا اِلہ پڑھتے پڑھتے شہا ذبح ہونے لگے خون اُگلنے لگے

دیکھتے رہ گئے مصطفی مرتضی فاطمہ اور حسن انبیا اوصیا
اور اِدھر اشقیا لاشِ پاک شہا بے خطر مرکبوں سے کچلنے لگے

آئی مقتل سے یہ فاطمہ کی صدا ہائے بیٹا میرا ذبح پیاسا ہوا
جب یہ نالہ سنا اَہلِ بیتِ شہا خیمگاہوں سے باہر نکلنے لگے

ہائے آل عبا نعمتوں کے پلے ،ایک رسی میں باندھے تھے بارہ گلے
ساربانیء زین العبا کے لیئے پھول سے پاؤں کانٹو پہ چلنے لگے

اِس طرف غم ہی غم اور اُدھر عید تھی بیکسی بے بسی قابلِ دید تھی
فوج دھسنے لگی لٹ مچنے لگی دم اُلجھنے لگا خیمے جلنے لگے

ایک محشر بپا بزم میں ہو گیا درد کا ماجرا جس نے بھی یہ سنا
دل تو دل سے اسد درد کی ہے یہ حد سوزشِ غم سے پتھر پگھلنے لگے

*****

غمِ حسین میں رو مجرئی ثواب یہ ہے

غمِ حسین میں رو مجرئی ثواب یہ ہے
سمجھ یہ اشک کو اشکِ دُرِ خوش آب یہ ہے

حسین کہتے تھے کیوں کر کہوں نہ حر کو عزیز
خدا گواہ کہ لاکھو میں انتخاب یہ ہے

امام کہتے تھے مہماں تھا حر مگر افسوس
ضیافت اُسکی نہ کچھ ہو سکی حجاب یہ ہے

زمیں کو جھاڑ کے بالوں سے کہتی تھی زہرا
چبھے نہ کچھ، میرے بچےّ کا فرش خواب یہ ہے
دِکھا کے حاکمِ کوفہ کو شمر نے یہ کہا

بہن حسین کی زینب جگر کباب یہ ہے

سؤالِ آب جو کرتے تھے شہ تو دشمنِ دیں
لگا کے تیرِ ستم کہتے تھے جواب یہ ہے

چھپا کے بالوں سے چہرے کو کہتی تھی زینب
رِدا بس اب یہ ہے پردہ یہ ہے نقاب یہ ہے

*****

فرماتے تھے ہر ایک سے میں بے قصور ہوں

فرماتے تھے ہر ایک سے میں بے قصور ہوں
روشن ہیں تم پہ چشم پیمبر کا نور ہوں
فاقوں سے بے حواس ہوں زخموں سے چور ہوں
لازم ہے اس کا پاس کہ یثرب سے دور ہوں
پانی بھی بند ظلم و ستم کا وفور بھی
میرا گناہ بھی کوئی میرا قصور بھی

دریا کو تم نے چھن لیا میں نے کچھ کہا
پانی دِکھا دِکھا کے پیا میں نے کچھ کہا
داغ اکبرِ جواں کا دیا میں نے کچھ کہا
اک بے زباں کو قتل کیا میں نے کچھ کہا

صابر ہوں بُردبار ہوں میں کینہ ور نہیں
یارو میرے مزاج میں واللہ شر نہیں

اک دو گھڑی کے بعد مجھے تم نہ پاؤگے
یوں نیزے تان تان کے کس پر لگاؤگے
سچ کہہ دو وقتِ ذبح بھی پانی پلاؤگے
یا میرے سوکھے حلق پہ خنجر چلاؤگے
احمد کا میں نواسہ ہوں دنیا گواہ ہیں
بھوکا ہوں اور پیاسا ہوں دریا گواہ ہے

پانی نہ ظالموں نے پلایا حسین کو
سینے پہ نیزہ مارا گرایا حسین کو
گرنے پہ خاک تودہ بنایا حسین کو
تھی ظلم کی یہ حد کہ غش آیا حسین کو
خواہر ہی کا جگر تھا نہ بے آئے کل پڑی
خیمے سے پیٹتی ہوئی زینب نکل پڑی

*****

قتل اصغر ہو گئے ویران جھولا ہو گیا

١. قتل اصغر ہو گئے ویران جھولا ہو گیا
ماں کے ہے ہے بین سے ویران جھولا ہو گیا

٢. اب کہاں پاؤنگی تجھکو گود کے پالے میرے
اے علی اصغر میرے ویران جھولا ہو گیا

٣. لوریاں دے کے میں اب کسکو سلاؤں ہے ستم
تم تو جنگل جا بسے ویران جھولا ہو گیا

٤. ہر گھڑی کہتی ہوئی جاتی ہوں جھولے کے قریب
جھولنے والے میرے ویران جھولا ہو گیا

٥. ہو کہاں آواز دو اے میرے دلبر میرے لال
کس جگہ تم جا بسے ویران جھولا ہو گیا

*****

قرباں گہِ حق میں بھائی کا یوں ہاتھ بٹایا زینب نے

قرباں گہِ حق میں بھائی کا یوں ہاتھ بٹایا زینب نے — راہِ حق
آغاز بنایا سرور نے انجام بنایا زینب نے

دو لال اگر تھے بھائی کے اُمّت پہ فدا ہونے کے لیئے
مرنے کے لیئے دو بچّوں کو اپنے بھی سجایا زینب نے

واں اکبر و اصغر کام آئے یاں عون و محمد کام آئے
جو صبر دِکھایا سرور نے وہ صبر دِکھایا زینب نے

تا عصر اکھتر لاشوں تک تھے غم میں برابر بھائی بہن
واللہ مگر بھائی کا بھی اِک داغ اُٹھایا زینب نے

سرور نے نبی کے لفظوں میں پیغامِ صداقت پہنچایا
دنیا کو علی کے لہجے میں قرآن سنایا زینب نے

یہ ثانیء زہرا تھی اِنکو پردے کی حفاظت لازم تھی
چادر نہ رہی تو چہرے کو بالوں سے چھپایا زینب نے

جتنی بھی مصائب بڑھتی گئی اُتنی ہی عبادت بڑھتی گئی
ہربار زباں پر شکر رہا پر شکوی نہ لایا زینب نے

بھائی نے کٹا کر سر اپنا ، چادر کو لُٹا کر خواہر نے
اسلام بچایا سرور نے ایمان بچایا زینب نے

بد کوششِ اعدا کی جو تھی بجھ جائے چراغِ دینِ خدا
وہ نور بجھے گا کیسے جسے خطبہِ سے بچایا زینب نے

✱✱✱✱✱

کب شہ کو راستے میں خیال قضا نہ تھا

کب شہ کو راستے میں خیالِ قضا نہ تھا
جنت کی راہ تھی سفرِ کربلا نہ تھا

اے شمر تو نے ذبح میں پھری چھری کہاں
احمد کی بوسہ گاہ تھی شہ کا گلا نہ تھا

راتوں کو آتی قید میں کیوں کر بہن کو نیند
لاشہ کسی شہید کا رن سے اُٹھا نہ تھا

زنجیر تھی بخار تھا بیڑی تھی طوق تھا
بیمارِ کربلا کے لیئے رن میں کیا نہ تھا

ہوتے ہی ظہر ٹوٹ گئی شاہ کی کمر　　بھائی
ہنگامِ صبح بھائی سے بھائی جدا نہ تھا

اصغر کے ساتھ تیر سے زخمی ہوئے حسین
ننھے گلے سے شہ کا جو بازو جدا نہ تھا

دسویں کو آفتاب پہ آتا نہ کیوں گہن
پھر کیا تھا بعد شاہ جو قہرِ خدا نہ تھا

＊＊＊＊＊

کربلا آ کے بولی یہ زینب

کربلا آ کے بولی یہ زینب میرے ماں جائے میں تم پہ واری
قید خانہ سے چھٹ کر میں آئی خاک اُڑاتی ہوئی غم کی ماری

بیکسوں کے لیئے آسرا تھے سارے عالم کے مشکل کشا تھے
تم تو فرزندِ مشکل کشا تھے تھی مصیبت میں خواہر تمہاری

لٹ رہے تھے حرم تم نہ آئے ہو رہے تھے ستم تم نہ آئے
قید ہوتے تھے ہم تم نہ آئے کیا ہوئی وہ محبت تمہاری

جل گئے اب تو خیمے ہمارے اب کہاں جائیں سب غم کے مارے
دیکھو روتے ہیں بچّے تمہارے بیکسوں کی سنو آہ و زاری

سر کھلے سب اسیر ستم تھے بالوں سے منہ چھپائے حرم تھے
ایک چادر کے محتاج ہم تھے ہو گئی زندگی ہم پہ بھاری

راہ میں بھیا کانٹے بچھائے اُس پہ زین العبا کو چلائے
رُک گئے جب تو درّے لگائے اِس سبب سے ہوئے زخم کاری

سر شہیدوں کے تن سے اُتارے جکڑے بازوں رسن میں ہمارے
دِرّے ہم کو لعینوں نے مارے دیکھو عابد پہ ہے زخم کاری

*****

کربلا کِس کو تو نے بلایا

کربلا کِس کو تو نے بلایا کِس کو مہمان اپنا بنایا
مہماں بنا کر کے تو نے تیرے دشت میں کِس کو بسایا
کیوں ملا تجھ کو یہ اوج و رِفعت کس کے باعث شرف تو نے پایا

کربلا نے کہا ایک مہماں عالی شان مدینہ سے آیا
اب تو شبیر تنہا کھڑے ہیں اور چارو طرف ہیں بلایا
دیکھ کر سوئے یثریب کہا یوں نانا میں نے ہے وعدہ سچایا

رُخ نجف کی طرف کر کے بولے تم نے ہر غم زدہ کو بچایا
آ کے مقتل میں لاکھوں کو مارا حیدری سب کو مظہر دِکھایا
کس کی طاقت شمشیر روکے شیرِ فاطمہ جوش میں آیا

عصر کو تھی شہادت مقدّر رب سے فرمان جبریل لایا
جب مالائک نے کی عرض خدمت جبرئیل کو پاس بلایا
شہ نے پوچھا تو جبریل بولے تھا جو فرمانِ باری سنایا

کر شہادت کو اختیار شبیر ہے یہ فرمان باری البرایا
شہ نے شمشیر کو میان میں کی اور گھوڑے نے سر کو جھکایا
شاہ گھوڑے سے اُترے زمیں پر تھا وہاں اک کھجوری کا سایہ

شاہِ دین نے اُٹھ کر زمیں سے اُس کھجوری سے ٹیکہ لگایا
شاہ لیٹے زمیں پر تو خنجر لے کے شمر شتابی سے آیا
سینۂ پاک پر بیٹھ کر پھر حلق پر کند خنجر چلایا

یہ گلا بوسہ گاہِ نبی ہے یہاں احمد نے بوسہ لگایا
شاہ بولے پلا مجھے پانی پیاس نے حلق میرا سُکھایا
بولا بے آب قتل کروٗنگا بُغض نے ہے مجھے یہ سجھایا
شمر نے کاٹا سر شہ نے جس دم رب کے نزدیک سجدہ بجایا

قتل ہو کر حسین نے دیکھو دین و اسلام و حق کو بچایا
حشر تک شہ کا ماتم کرینگے سب اُمم اور فِرق اور رَعایا
شہ کے عاشق ہیں سیف دیں صاحب جن کا ہمشان ہم نے نہ پایا

*****

کربلا کی عجب بیانی ہے

کربلا کی عجب بیانی ہے
خونِ دل سُن کے پانی پانی ہے

دشتِ غربت میں گھر لُٹا جسکا
وہ رسولِ خدا کا جانی ہے

آج تک کہہ رہی ہے نہرِ فرات
تشنہ کاموں کی جو کہانی ہے

صدیاں گذری ہیں تیرے غم میں حسین
تازہ ہر وقت نوحہ خوانی ہے

قتل عباس بھی ہوئے رن میں
اب کمر باندھے نو جوانی ہے

لاشِ اکبر پہ شہ نے روکے کہا
میرے نانا کی یہ نشانی ہے

کس طرح دل سنبھالے سرورِ دیں
لاشِ اکبر بھی اب اُٹھانی ہے

حرملہ کی ہے چوٹکیوں میں تیر　　　اور اصغر کی بے زبانی ہے

قبرِ اصغر سے شاہ کہتے ہیں　　　دیکھ بانو کی یہ نشانی ہے

دیکھتی ہے سکینہ سوئے عَلَم　　　نہ چچا اب ہے اور نہ پانی ہے

کیا سنبھالے مریض طوقِ گراں　　　شہ کا غم اور ناتوانی ہے

یہ ستم تجھ پہ سیّدِ بیمار　　　راہِ شام اور سارِبانی ہے

یہ جو سُرخی فلک پہ ہے ماہر　　　خونِ بے شیر کی نشانی ہے

*****

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے

(منتخب)

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے
کربلاء ما سوں حسین ابن علي نو حال چھے

تین دن نا چھے پیاسا نے بہتّر لاش چھے
شہِ نا آگے شاہ نو سوں صبرو اِستقلال چھے

فاطمة نا لال نا شیدائي نو آ حال چھے
کربلاء ني یاد سي بس بال پر بَلبال چھے

سر جھکاوي مجلسِ ماتم ما رووا تو نتھي
غم ني شِدّة نا سبب لزرے سرو اوصال چھے

ماھيءِ بے آب تڑپے چھے تم مانند پیاس تھي
کربلاء ما تڑپے اھلُ البیت نا اطفال چھے

تھئي سكينه ني چھے شادي نے تھايا دولها شهيد
وه حسن نا لال نو پوشاك خون سي لال چھے

كئي طمانچه ماري گوهر بد گُھر چھني گيو
خون آلوده سكينه نا اُذُن نے گال چھے

دشمنو يہ هاتھ بے عبّاس نا كاٹا چھے هائے
خون نا آنسوۂ سي سرورؑ نا بھرا رومال چھے

شاه كهتا تھا اے اكبر دھول چھے دنيا اوپر
نو جواں بچھڑي گيا اٹھارمو [١٨] بس سال چھے

هاتھ ما شبّير نا بے شير اصغر نے كرا
قتل اعداء يه يہ غم سينه ما گويا سال چھے

شاه كهتا تھا اے زينب صبر نے لازم رهو
صبر تو ماں فاطمة ني اے بهن بس چال چھے

شاه نے کیدا پیاسا قتل رن ما شمر یہ
فاطمۃ نا لال نا غم ما فلك بس لال چھے

جہ چھڑاوے عالمیں نے تہ نے جہ قیدي کرے
واسطے تہ نا سلاسل نار نے اَغلال چھے

روئے جہ سرور نا ماتم ما تو اھنے چھے مِلے
رب تعالی سي سرو امید نے اٰ مال چھے

اٰیجو تُحفه صلٰوتو نو اِلٰہُ العالمین
مصطفی نے وہ اِمامو نے جہ اِھني اٰل چھے

✱✱✱✱✱

كربلاء ما سو بلاء ما مصطفى ني آل چهے

كربلاء ما سو بلاء ما مصطفى ني آل چهے
كربلاء ما سوز حسين ابن علي نو حال چهے

تين دن نا چهے پياسا نے بهتر لاش چهے
شهِ نا آگے شاه نو سوز صبرو اِستقلال چهے

فاطمة نا لال نا شيدائي نو آ حال چهے
كربلاء ني ياد سي بس بال پر بَلبال چهے

ضبط گريه ماتم سرور ما تهئي سكتو نتهي
شاه نا مقتل ما اهوا درد نا احوال چهے

سر جهكاوي مجلسِ ماتم ما رووواتو نتهي
غم ني شِدّة نا سبب لزرے سرو اوصال چهے

ماهيءِ بے اب تڑپے چهے ترمانند پياس تهي
كربلاء ما تڑپے اهلُ البيت نا اطفال چهے

تشنه لب اصحاب سرور پر فداء ٿهائے چھے سب
سامنے آنکھوں نا سب نا کوثر و سلسال چھے

یاورانِ شاه سب چھے حق شناس و پارسا
اهلِ باطل سي بري چھے جنگ نا سب ابطال چھے

ٿهئي سکینه ني چھے شادي نے ٿهایا دولها شهید
وه حسن نا لال نو پوشاك خون سي لال چھے

کئي طمانچه ماري گوهر بد گُهر چھني گیو
خون آلوده سکینه نا اُذُن نے گال چھے

شیرِ حق نا دِلرُبا عبّاس ٿها بس شَیرِ نر
شیر نا مانند عجب سوں شیر نا اشبال چھے

دشمنو یے هاتھ بے عبّاس نا کاٹا چھے هائے
خون نا آنسوں سي سرور نا بهرا رومال چھے

شاہ کہتا تھا اے اکبر دھول چھے دنیا اوپر
نو جواں بچھڑي گیا اٹھارمو [١٨] بس سال چھے

ھاتھ ما شبّیر نا بے شیر اصغر نے کرا
قتل اعداء یه یہ غم سینه ما گویا سال چھے

شاہ کہتا تھا اے زینب صبر نے لازم رھو
صبر تو ماں فاطمة ني اے بہن بس چال چھے

حیدري حمله دِکھاوے چھے وہ حیدر نا پسر
دشمنوں روباھو نا نرغه ما وہ رِئبال چھے

شاہ نو ناسوتِ اطہر دشمنو نا وار سي
چور اھوو تھئي گیو چھے کہ گویا غِربال چھے

شاہ نے کیدا پیاسا قتل رن ما شمر یہ
فاطمة نا لال نا غم ما فلك بس لال چھے

شاہ نا ناسوت پر گھوڑاؤ ڈوڑاوي نے ھائے
دشمنونۓ بے دین یہ اھنے کرا پامال چھے

زینب و کلثوم نے سروے حرم ماتم ما چھے
چادرو اعداء یہ چھیني چھے نے کُھلاؔ بال چھے

سب فِرشتاؤ یہ کیدو ماتم سرورؔ بپا
اٰسماں ما نے زمیں ما تھئي گیو زِلزال چھے

طوق بھاري چھے پہنایو گردنِ سجّاد ما
اھنا جِسم پاك پر اسقام نے اعلال چھے

جہ چھڑاوے عالمیں نے تہ نے جہ قیدي کرے
واسطے تہ نا سلاسل نار نے اَغلال چھے

ننگے سر چھے اُونٹ پر پیغمبرِ حق نا حرم
چو طرف گھیرا ھوا بس دشمنو ضُلاّل چھے

روئے جں سرورں نا ماتم ما تو اھنے چھے مِلے
رب تعالی سي سرو امید نے آ مال چھے

روزں عاشورا تھئي آدم ني توبه چھے قَبول
مؤمنیں پر رب نویرں دن ما عجب اِفضال چھے

روزں عاشورا سفینة نوح نو لنگرایو چھے
مصطفی نو چھے سفینة تہں اوپر اھوال چھے

آگ عاشورا ما ٹھنڈي تھئي چھے ابراھیم پر
خیمه اعداءِ یہں جَلایا شه نو لُٹو مال چھے

روزںعاشورا سُني موسی نے ھارون ني دعاء
رب یہں تیم مؤمن اوپر رحمة سي بس اقبال چھے

روزں عاشورا مِلا یعقوب نے یوسف ھتا
شاه سي بچھڑا چھے اکبر شاه نا جں لال چھے

روز عاشورا تهئي ايّوب نے حاصل شِفاء
سروے کیڑاؤ نا ضُر سي نے تهيو اِبلال چهے

روز عاشورا چڑها عيسى فلك پر ترنمط
وه حسين ابنِ علي بهي آسماں پر عال چهے

روز عاشورا محمد نے چهے نصرت رب تهکي
تهئي کر جر سي دينِ حق نو بس تهيو اکمال چهے

دور احمد نا اِمامو نا اسابيع نا چهے نام
سُن اِتمّاء ، خُلفاء ، اَشهاد نے اَبدال چهے

عصر نا طيّب نا آباؤ نے ابنا اهنا سب
تا ابد تهاسے ير سب شبّير نا اَنجال چهے

آلِ حيدر ني محبة مؤمنيں نا واسطے
خلد ني مِفتاح چهے نے آگ سي ير ڈهال چهے

دشمنو سجّین ما جلسے هزارو سال تك
چند دنو دنیا ما گر اِملا انے اِمهال چهے

لعنتو نا طوق چهے وہ اُمّتو نا واسطے
ظلم نا جبر اُمّتو نا ا مثل افعال چهے

سوز نتهي کرتا تدبّر یہ سرو قرآن نے
یا کہ دل اوپر یہ سروے نا تهیا اَقفال چهے

اٰپجو تُحفه صلٰوتو نو اِلٰهُ العالمین
مصطفی نے وہ اِمامو نے جبر اِهني اٰل چهے

✱✱✱✱✱

کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا اے واہ مصیبتا

کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا اے واہ مصیبتا
زہرا کا باغ اُجڑیگا پھولا پھلا ہوا اے واہ مصیبتا

کل نیمچوں کو باندھینگے زینب کے لاڈلے لڑنے کو جائینگے
پھر اپنے ماموجان پہ ہو جائینگے فدا اے واہ مصیبتا

کل گھر میں شاہزادی کی شادی رچائینگے دُلہن بنائینگے
پھر قتل ہونے جائیگا میدان میں بنا اے واہ مصیبتا

شانے کٹا کے حضرتِ عباس باوفا ہو جائینگے فدا
دیکھیگا چشمِ یاس سے پانی بہا ہوا اے واہ مصیبتا

کل شاہِ دیں کے سامنے رگڑیگا ایڑیاں فرزندِ نو جواں
دیکھیگا ابنِ فاتح خیبر کھڑا ہوا اے واہ مصیبتا

کل بَن میں مارا جائیگا چھ ماہ کا صغیر گردن پہ کھا کے تیر
ننھی سی قبر بیٹے کی بابا بنائیگا اے واہ مصیبتا

شبیرِ تشنہ لب کے گلے پر چلیگی تیغ قاتل کی بے دَرِیغ
کل ہوگا خاک و خون میں لاشہ پڑا ہوا اے واہ مصیبتا

کل شاہِ دیں کے خیمے کو آتش لگائینگے ناری جلائیگے
چھینینگے سر سے زینب و کلثوم کی ردا اے واہ مصیبتا

کل ہوکے قیدی پہنیگا پاؤں میں بڑیاں سجّادِ نا تواں
اور جائیگا مُہارِ شُتر کھینچتا ہوا اے واہ مصیبتا

آئیگی لاشِ شاہ پر کل خواہرِ حسین کرتی ہوئی یہ بین
جاتی ہوں بھائی قید میں حافظ تیرا خدا اے واہ مصیبتا

*****

کہا رو رو کے زینب نے اِلٰہی صبح کیا ہوگا

کہا رو رو کے زینب نے اِلٰہی صبح کیا ہوگا
چلیگا کس پہ خنجر کسکا سر تن سے جدا ہوگا

محمد نے کلیجے پر سلا کے جس کو پالا تھا
تنِ بے سر کل اُسکا خاک اور خوں میں بھرا ہوگا

حسین ابنِ علی کے گھر میں کل شادی رچی ہوگی
دلہن روئیگی دولہا رن میں ریتی پر پڑا ہوگا

لبِ دریا پہ جاکر بھی نہ ایک قطرہ پئیے پانی
بھلا عباس سا کوئی برادر با وفا ہوگا

مجاہد ننھے ننھے کل فدا ہونگے شہ دیں پر
پسر زینب کا بھی ، کوئی حسن کا دلربا ہوگا

چڑھیگا کل تو سر کٹ کے ارے نوکِ سناں اوپر
تنِ اطہر شہ دیں کا تو ریتی پر پڑا ہوگا

پلٹ کر دیکھیگی ہر ایک قدم پر لاش بھائی کی
سلامی کیا کہوں کیا حالِ بنتِ مرتضی ہوگا

بھلا کیا ذکر آلام و مصائب کا کروں اِس دم
بس اتنا مختصر کہہ دوں کے کل محشر بپا ہوگا

بقا ہو طول یارب مولی برہانُ الہدی شہ کی
ہر ایک مؤمن کے دل کا بس یہی ایک مدعا ہوگا

*****

کہا زینب نے سرور سے کہ بانو غل مچاتی ہے

کہا زینب نے سرور سے کہ بانو غل مچاتی ہے
کہاں ہے نو جواں اکبر اُسے بانو بلاتی ہے

اے بھائی کِس جگہ تم چھوڑ کر آئے ہو اکبر کو
اکیلا کِس جگہ سویا ہے کیسی نیند آتی ہے

تیری مادر کو ارماں ہے تجھے دولہا بنانے کا
اٹھو بیٹا تمہیں زینب پھوپی سہرا بندھاتی ہے

چلو خیمے میں اے بیٹا کہ اب مسند بچھائی ہے
نئے کپڑے پہنا کر ماں تجھے دولہا بناتی ہے

رکھا ہے ہاتھ کیوں سینے پہ کیسا درد ہے بیٹا
کہ جس کو دیکھ کر بابا کی بھی جاں لب پہ آتی ہے

اے بیٹا کیا جوانی میں تمہیں مرنا پسند آیا
جواں ہوتے ہیں لاکھو مِنتیں جب مانی جاتی ہے

اے بیٹا کیا اِسی دن کے لیئے پالا تھا مادر نے
یہ کیا منظر مجھے میری بری قسمت دِکھاتی ہے

اے اکبر اب نہ لکھ آگے جوانی کی قسم تجھ کو
فلک بھی کانپ اُٹھتا ہے زمیں بھی تھر تھراتی ہے

*****

کہتی تھی ایک دُکھیا اصغر میرا کہاں ہے

کہتی تھی ایک دُکھیا اصغر میرا کہاں ہے
خالی پڑا ہے جھولا اصغر میرا کہاں ہے

پھٹنے کو ہے کلیجہ آ جاؤ اب تو بیٹا
کب تک پکارے دُکھیا اصغر میرا کہاں ہے

جب جاؤنگی مدینہ میں کیا جواب دونگی
پوچھینگے لوگ مجھسے اصغر میرا کہاں ہے

اے چاند آسماں کے تو ہی مجھے بتا دے
آنکھوں کا میری تارا اصغر میرا کہاں ہے

خود جا کے ساتھ لاؤں، سینے سے میں لگاؤں
کوئی بتا دے اتنا اصغر میرا کہاں ہے

بچّہ ہے ڈر نہ جائے جلدی کوئی بتا دے
ہے ہر طرف اندھیرا اصغر میرا کہاں ہے

پانی ملے بھی مجھکو تو اب پیونگی کیسے
سوکھی زبان والا اصغر میرا کہاں ہے

*****

کہتی ہے سکینہ میرے بابا کو بلاؤ

کہتی ہے سکینہ میرے بابا کو بلاؤ
گالوں پہ طمانچوں کے نشاں اُن کو بتاؤ

کانوں میں میرے درد بہت ہوتا ہے امّاں
خوف آتا ہے ڈر لگتا ہے تاریک ہے زنداں
سینے پہ مجھے اپنے سلاتے تھے وہ ہر آں
زخموں سے لہو بہتا ہے بابا کو بتاؤ

بے جرم و خطا ظالموں نے دِرّے لگائے
اسباب بھی سب لٹ لیئے خیمے جلائے
اور قافلوں کو اونٹ پر سر ننگے پھرائے
کملایا ہوا دھوپ میں چہرہ تو بتاؤ

گردن میں میرے طوق ہے ہاتھوں میں رسن ہے
سوجا ہوا دِرّوں سے میرا سارا بدن ہے
راتوں کو میں سوئی نہیں آنکھوں میں جلن ہے
سونے کے لیئے خاک کا بستر تو بناؤ

جب گھوڑے کے پیروں پے میں روئی تھی لپٹ کر
اُس وقت الگ تم نے کیا تھا مجھے آ کر
کیا حلق پہ بابا کے میرے چل گیا خنجر
روتا ہوا کیوں آیا تھا گھوڑا تو بتاؤ

آئینگے میرے بابا تو روؤنگی لپٹ کر
بتلاؤنگی کانوں سے میرے چھن گئے گوہر
جاں اپنی کرونگی میں فدا اُنکے قدم پر
پیاسی ہوں کہونگی مجھے پانی تو پلاؤ

لائے نہ چچا پانی اور پائی ہے شہادت
سب اہلِ حرم کو میں کہونگی میری حالت
چادر چھنی دِرّے لگے کیا کیا پڑی آفت
یہ عرض کرونگی نہ مجھے چھوڑ کے جاؤ

اصغر کا بتاؤنگی میں خالی ہے یہ جھولا
پانی کے بِنا ننھے سے بچّے کا تڑپنا
یاد آتا ہے ننھا مجھے وہ ہنسلیوں والا
بھیاّ میرا کِس جا ہے پتا اُسکا بتاؤ

بچّی پے ستم ایسا ہوا پالنے والے
اشک آنکھوں سے رُکتے نہیں تھمتے نہیں نالے
نازوں کی پلی بچّی کو ماں کیسے سنبھالے
ضِدبچّی کی ماں سے یہ ہے بابا کو بلاؤ

کھاتے ہیں شاہِ والا ٹھوکر قدم قدم پر

کھاتے ہیں شاہِ والا ٹھوکر قدم قدم پر
گرتے ہیں لے کے لاشِ اکبر قدم قدم پر

ماں رو رہی ہے شاید خیمے میں ہے تلاطم
مڑ مڑ کے دیکھتے ہیں اکبر قدم قدم پر

سینے پہ کس کے شب کو سوئیگی اب سکینہ
رہ رہ کے سوچتے ہیں سرور قدم قدم پر

گرتے ہیں لڑکھڑا کے اُمّت کو یاد کر کے
عابد سنبھالتے ہیں لنگر قدم قدم پر

گھٹتا ہے دم رسن سے عمو مدد کو آؤ
کہتی ہے رو کے شہ کی دختر قدم قدم پر

زینب سے شاہِ دیں کی ہے آخری وصیت
کرنا ہے صبر تم کو خواہر قدم قدم پر

ہر سمت قتل و غارت تیرو سناں کی بارش
دیکھا ہے کربلا نے محشر قدم قدم پر

*****

کیا عجب طَورِ زماں دیکھ رہی ہے زینب

کیا عجب طَورِ زماں دیکھ رہی ہے زینب
بھائی کا سر بہ سناں دیکھ رہی ہے زینب

العطش کہتے ہوئے روتے ہوئے بچّوں کی
پیاس سے خشک زُباں دیکھ رہی ہے زینب

ہونگے ارماں تو کئیں عون و محمد کے لیئے
اُنکے سینے میں سِناں دیکھ رہی ہے زینب

نہر سے آیا ابھی تھامے کمر بھائی کے
دوش پر لاشِ جواں دیکھ رہی ہے زینب

خوں میں تر بھائی کی آنکھوں سے سلامِ آخر
بے کسوں نوحہ کُناں دیکھ رہی ہے زینب

بارہا ماں سے سُنا بوسہ گہِ احمد ہے
خنجرِ شمر وہاں دیکھ رہی ہے زینب

*****

گذر گئے تھے کئیں دن کے گھر میں آب نہ تھا

گذر گئے تھے کئیں دن کہ گھر میں آب نہ تھا
مگر حسین سے صابر کو اضطراب نہ تھا

اگر بہشت میں ہوتے نہ کوثر و تسنیم
تو رونے والوں کی آنکھوں کا پھر جواب نہ تھا

حسین اور طلب آب اے معاذاللہ
تمام کرتے تھے حُجّت سؤال آب نہ تھا

جسے نبی نے پلایا ہوا وہ نخل محال
ثمر اُسے بھی دیئے جو کہ باریاب نہ تھا

حضورِ شاہ پھر آیا کہا سے حُرِّ شہید
خطا کی راہ میں گر جادہء ثواب نہ تھا

علی کے پائے مبارک نے جو ضیا پائی
وہ نور حضرتِ موسی کو دستیاب نہ تھا

فقط حسین کے بچّوں پہ بند تھا پانی
بہت قریب تھی وہ نہر قحطِ آب نہ تھا

انیس عمر بسر کر دو خاکساری میں
کہیں نہ یہ کہ غلامِ ابو تراب نہ تھا

✱✱✱✱✱

گل کی رنگت خونِ حسینی نغمہء بل بل ہائے حسین

گل کی رنگت خونِ حسینی نغمہء بل بل ہائے حسین
گلشنِ عالم بزمِ ماتم کیسے بھلایا جائے حسین

تیرو سناں کے زخموں سے جب گھوڑے پر تیورائے حسین
تڑپی روحِ علی و زہرا خلد میں کہہ کر ہائے حسین

کوئی ارماں اِسکے سِوا کر سکتے نہیں شیدائیں حسین
آباد ہوں اُن کی یاد سے دل اور سر میں رہے سودائے حسین

دربار میں اُنکے ہوتی ہے مظلوم کی خوب داد رسی
بے کس کی فریاد کو سن کر امداد کو آ جائے حسین

دنیائے دنی سے بے پروہ آلودہء دنیا کیوں کر ہو
سو بار لبھانے آئے تو کیا ہر بار اُسے ٹھکرائے حسین

سہ روز کی پیاس کا غم نہ کیا اور اُس کا الم وہ کیا کرتے
بہتا زمزم و کوثر ٹھوکر میں فردوس تھا زیر پائے حسین

اس عرش نشیں کے رتبے کو ہم دنیا والے کیا سمجھیں
تھا سینہء زہرا گھوارہ اور دوشِ محمد جائے حسین

قصّہ اپنے درد و الم کا کسکو سنائیں ، کون سنے
دل پر گذرے ہیں جو صدمے کیسے زباں پر لائے حسین

کنبہ لٹوانے والے نے آباد نئی دنیا کر لی
یہ لُٹنے والے لُٹ کے بھی کیا لُٹ سکے دنیائے حسین

یہ سجدہ اور ایسا سجدہ کسکو میسر ہوتا ہے
اللہ اللہ میری جبیں ہے اور نشانِ پائے حسین

ننھے ننھے پیارے بچّے پیاس سے تڑپا جاتے ہیں
کیا دیکر تسکین دِلائے اور کیا کہہ کر بہلائے حسین

روزِ قیامت اِس سے بہتر تحفہ کیا ہو سکتا ہے
اشکِ عزا کے سچّے موتی لیکر بڑھیں شیدائے حسین

ہم خاک نشیں اِس کے بدلے کونین ملے تو ٹھکرا دیں
اپنے لیئے کچھ ہے راشد حاصل ہے جو خاک پائے حسین

*****

گھوڑے بتا مجھے میرے بابا کدھر گئے

گھوڑے بتا مجھے میرے بابا کدھر گئے

جانِ رسول سیّدِ والا کدھر گئے

ہے ہے وہ شاہِ یثرب و بطحا کدھر گئے

جنگل میں مجھ کو چھوڑ کے تنہا کدھر گئے

گھوڑے بتا نبی کے نواسے کو کیا کیا

گھوڑے بتا وہ بھوکے پیاسے کو کیا کیا

زینب بھی گرد گھوڑے کے پھر کر بحال زار

کہنے لگی کہ اے میرے بھائی کے راہوار

شبیر کیا ہوئے مجھے بتلا تیرے نثار

کیا دشمنوں نے چھوڑا اُنہیں اے وفا شعار

گھوڑے کہاں وہ فاطمہ کا نور عین ہے

جلدی بتا کہاں میرا بھائی حسین ہے

گھوڑے وہ دو جہاں کا مدد گار ہے کہاں
وہ بے کسوں کا مونس و غم خوار ہے کہاں
گھوڑے وہ جانِ حیدر کرّار ہے کہاں
زہرا کا آفتاب پُر انوار ہے کہاں
غش میں ہے یا کہ ہوش میں احمد کا پیارا ہے
زندہ ابھی ہے یا کہ جہاں سے سدھارا ہے

سننا تھا یہ کہ ہو گئی غش بنتِ مرتضی
بانو نے سر کو پیٹ کے رہوار سے کہا
گھوڑے شہیدِ ظلم ہوئے جب شہِ ھدی
اُس دم کسی نے پانی دِیا یا نہیں دِیا
سیراب ہو کے باغِ جناں شہ رواں ہوئے
یا ذبح تین روز کے تشنہ دہاں ہوئے

گھوڑے نے سر پہ خاک اڑا کر یہ دی صدا

اے بانوئے حزیں میں کہوں کیا یہ ماجرا

حضرت نے وقتِ ذبح جو پانی طلب کیا

بے رحم نے جواب بھی اُسکا نہ کچھ دیا

قاتل نے حلق خشک سے خنجر ملا دِیا

پیاسے کو آبِ تیغ شقی نے پلا دیا

*****

گہوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے

گہوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے
ہاتھوں پہ رکھ کے فدیہ داور کو لے چلے
بادل میں شام کے مہِ انور کو لے چلے
چلاّئی ماں کہاں میرے دلبر کو لے چلے
فارغ ابھی نہیں ہوئی اکبر کے داغ سے
کچھ روشنی ہے گھر میں میرے اِس چراغ سے

للہ میرے گل کو نہ خارو میں لے کے جاؤ
ننھی سی جان کو نہ ہزاروں میں لے کے جاؤ
اِک مور ناتواں کو نہ ماروں میں لے کے جاؤ
بے شیر کو نہ تیغوں کی دھاروں میں لے کے جاؤ
جنگل میں لے نہ جاؤ یہ نازوں کا پلا ہے
میں نے انہیں ابھی نہیں گھر سے نکالا ہے

جھولے سے کیوں اُٹھا لیا دُکھتا ہے میرا دل
سوتے سے کیوں جگا دیا دُکھتا ہے میرا دل
چادر سے کیوں چھپا لیا دُکھتا ہے میرا دل
سینے سے کیوں لگا لیا دُکھتا ہے میرا دل
وَسواس مجھکو آتا ہے کیا دیکھتے ہیں آپ
کیوں بار بار اِسکا گلا دیکھتے ہیں آپ

دیکھو تو میری شکل کو کِس طرح تکتا ہے
گودی میں میری آنے کو کیسا ہمکتا ہے
ناچار ہے کہ منہ سے نہیں بول سکتا ہے
لیکن یہ ننھے ہاتھوں کو ہر دم پٹکتا ہے
بِن دودھ اِسکو دیکھ کے آنکھیں بھر آتی ہیں
جاتا نہیں یہ جان میری نکلی جاتی ہے

گذری میں پانی سے اِسے لے کے نہ جایئے
پیاسا ہی جی رہیگا نہ پانی پلایئے
اِسکی تو شکل بھی نہ کِسی کو دِکھایئے
اِس غنچہ لب کو یہاں نہ ہَوا بھی لگایئے
احسان ہوگا آپکا مجھ دل ملول پر
میں واری اِسکو بھیج دو قبرِ رسول پر

بانو کے اِس بیان سے گھبرائے شاہِ دیں
آخر قریب فوج کے لے آئے شاہِ دیں
بچےّ کو رکھ کے ہاتھوں پہ چلاّئے شاہِ دیں
یاروں سمجھ لو جو تمہیں سمجھائے شاہِ دیں
کچھ تو خیال چاہیئے ننھی سی جان کا
بتلاؤ کیا قصور ہیں اِس بے زبان کا

یہ سن کے حرملہ نے اُٹھایا کمان کو
ٹاکا خطا شعار نے ننھی سی جان کو
مارا خدنگ شاہ کے ابرو کمان کو
ھیئے ھیئے مٹایا بانو کے نام و نشان کو
چلاّئی موت ہائے نہ تجھکو امان دی
بچےّ نے سہم سہم کے ہاتھوں پہ جان دی

شہ نے سوائے شکر زباں سے نہ کچھ کہا
چاند اپنا زیرِ خاک چھپایا بصد بکا
تربت سے اُٹھ کے آپ نے خیمے کا رُخ کیا
لیکن قدم نہ آگے کو اُٹھتے تھے مطلقا
کہتے تھے کیا کہونگا جو بچےّ کو مانگے گی
بانو ضرور ہنسلیوں والے کو مانگے گی

پہنچے غرض کہ تا درِ خیمہ بہ حال زار
آئی جو بانو دیکھ کے شرمائے بار بار
گردن جھکا کے کہنے لگے شاہِ نام دار
لو شہرِ بانو بَن گیا اصغر کا بھی مزار
ناسور پڑ گیا ہے دلِ دردناک میں
بانو تیری کمائی ملی آج خاک میں

بانو وہ تیرا ہنسلیوں والا گذر گیا
بانو وہ تیری گود کا پالا گذر گیا
بانو وہ تیرے گھر کا اُجالا گذر گیا
بانو وہ تیرا جھولنے والا گذر گیا
نہ اب وہ چونکتے ہیں نہ ہر دم مچلتے ہیں
فردوس میں وہ حوروں کی گودی میں پلتے ہیں

چلاّئی بانو ہائے میرے نا مراد آئے
کِن جنگلوں میں بانو تمہیں ڈھونڈنے کو جائے
تم گھٹنیوں بھی گھر میں ہمارے نہ چلنے پائے
خیمے سے جا کے شکل نہ ماں کو دِکھانے آئے
مجھ سے بچھڑ کے پیاس کے مارے چلے گئے
کِس ماں کی گود میں میرے پیارے چلے گئے

جھولا تمہارا خالی ہے کِس کو جھلاؤں میں
دے دے کے لوریاں کسے شب کو سناؤں میں
تڑپیگا دل تو کِس کو گلے سے لگاؤں میں
رکھ رکھ کے ہاتھ ہونٹوں پہ کس کو ھنساؤں میں
دادی کے پاس خلد میں تنہا چلے گئے
ھئے ھئے نہ ساتھ پالنے والی کو لے گئے

بانو کے اِس بیان نے شہ کو رُلا دیا
رخصت جو ہو کے رن میں گئے سر کٹا دیا
بس اے **شریف** حشر کا ساماں دِکھا دیا
شیعوں نے آج اشکوں کا دریا بہا دیا
کر عرض شہ سے دل میرا خُرسَنُد کیجیئے
اصغر کے صدقے سے کوئی فرزند دیجیئے

*****

لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں

۱. لکھا ہے کہ انصار جو سب ہو چکے قرباں
تاراجِ خزاں ہو گیا زہراء کا گلستاں
اور ذبح کیئے جا چکے سلطانِ غریباں
کربل کی زمیں بن گئی سب گنجِ شہیداں
سر نیزوں پہ لے آئے اسیروں کے چڑھا کر
لاشوں کو بھی پامال کیا گھوڑے دوڑا کر

۲. ایک حکم ہوا فوج سوئے خیمہ بڑھاؤ
جو کچھ کہ زر و مال ہے سب لوٹ کے لاؤ
سیدانیوں کو شہر میں سر ننگے پھراؤ
کاٹے ہوئے سر جا کے یتیموں کو دِکھاؤ
ناشاد کو آج اور بھی ناشاد کرو تم
فریاد کرے کوئی تو بے داد کرو تم

۳. بانو سے کہو روئے نہ اکبر کو خبردار
اک شب کی دلہن پیٹے نہ نوشاہ کو زِنہار
اشکوں کے نظر آئے نہ کچھ آنکھوں میں آثار
کہہ کر نہ پکارے کوئی عباسِ علمدار
ظاہر نہ کر آج کوئی دل کی لگی کو
چلاّئے نہ کوئی بھی حسین ابنِ علی کو

٤. گر آہ کرے کوئی تو خوب اُسکو سزا دو
جس لب پہ ہو فریاد، گلا اُسکا دبا دو
جو سینہ زنی کرتا ہو ہاتھ اُسکے اُڑا دو
سر بھائی کا کاٹا ہوا زینب کو دِکھا دو
اک رسی سے دو باندھ ہر عورت کی کلائی
بس دے نہ کوئی آج محمد کی دُہائی

۵. یہ حکم کے پاتے ہی وہ باطل کے پرستار
مکّار رِیاکار جفاء کار ِسیاہ کار
اشرارِ ستم گار جفا پیشہ و غدّار
خیموں کی طرف بڑھ گئے یک بار کی سردار
کہتے تھے جو کچھ ہو نہ سکا آج کرینگے
شبیر کے خیموں کو بھی تاراج کرینگے

٦. ِفضّہ نے کہا روکے یہ ہر اہلِ جفا سے
بے دینو ستم گاروں ڈرو قہرِ خدا سے
آؤ نہ اِدھر خوف کرو روزِ جزاء سے
اِس گھر کا تو پایا ہے فزوں عرشِ عُلا سے
کی حور و ملائک نے سدا اِسکی ہے تکریم
جبریلِ اَمیں کرتے ہیں اِس کنبے کی تعظیم

۷. اس بات کو لیکن نہ کوئی دھیان میں لایا
سب ظلم کیئے اِس پہ ستم اور بھی ڈھایا
سجّاد کے پہلو سے سکینہ کو ہٹایا
لپٹا ہوا تھا باپ سے باقر وہ چھڑایا
ظالم عمرِو سعد شقی بڑھکے پکارا
اب لاؤ تو ہے کون مددگار تمہارا

۸. قاسم ہے کدھر ، اکبرِ دلگیر کہاں ہے
وہ سرورِ کونین کی تصویر کہاں ہے
عباس کہاں ، اُسکی وہ شمشیر کہاں ہے
لاؤ تو ذرا حضرتِ شبیر کہاں ہے
غازی و دلاور کسی جرّار کو لاؤ
گر کوئی نہیں عابدِ بیمار کو لاؤ

۹. اتنے میں لعیں نے قدم اور آگے بڑھایا
بھالے کی اَنی تان کے بچّوں کو ڈرایا
اور زینب و کلثوم کو بانو کو بلایا
القصہ ہر اک بی بی کو بے پردہ کرایا
کہنے لگا اب خیموں کو بھی آگ لگا دو
گھوارا جو اصغر کا ہے اُسکو بھی جلا دو

۱۰. اعداء کو سکینہ نے حرمِ پاک میں پاکر
کہنے لگی یوں ننھے سے ہاتھوں کو اٹھاکر
اے شمر جو دل چاہے تیرا جور و جفا کر
چادر کو مگر بیوں کے سر سے نہ جدا کر
در در نہ پھرا زہراء کی تصویر کو ظالم
بیڑی نہ پہنا عابدِ دلگیر کو ظالم

۱۱. میں یہ نہیں کہتی کہ نہ خیموں کو جلانا
میں یہ نہیں کہتی کہ طمانچے نہ لگانا
میں یہ بھی نہیں کہتی مجھے پانی پلانا
کہتی ہوں تو یہ کہتی ہوں میں تونے جو مانا
اک بار مجھے بابا کی چھاتی پہ لِٹا دے
اور لاشۂ اصغر میرے سینے سے لگا دے

۱۲. اللہ میری بےکسی اے وائے یتیمی
یاں صبر کی حد تھی نہ وہاں ظلم کی حد تھی
القصہ گرِفتاری ہوئی اہلِ حرم کی
پہنائی گئی عابدِ بیمار کو بیڑی
سیدانیوں کے سامنے خیموں کو جلایا
سر ننگے ہر اک بی بی کو اونٹوں پہ چڑھایا

۱۳. عابد نے کہا میں تو کئیں دن سے ہوں بیمار
چلنے کی نہ ہمت ہے نہ ہے طاقتِ گفتار
ہاتھوں میں مہار اونٹوں کی، زنجیر کا بھی بار
پاؤں میں ہے بیڑی تو گلے لوہے کا اک ہار
چلنا مجھے دشوار ہے بیمار ہوں ظالم
کوڑے نہ مجھے مار میں لاچار ہوں ظالم

۱٤. سنتا تھا مگر کون یتیمو کی یہ فریاد
وہ روتے تھے ہنستا تھا ہر اک فانیِ بے داد
اے نورؔ نہ ہرگز تھا کسی کو بھی خدا یاد
تھے شاد کہ گھر آلِ نبی کا ہوا برباد
بے گور و کفن لاشیں شہیدوں کے پڑے تھے
سر جنکے ستمگاروں کے نیزوں پہ چڑھے تھے

*****

مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین
کربل میں آ کے گھر سے بے گھر ہوئے حسین

اصحاب نے دِکھائی صبر اور وفا کی شان
عباس نے کیا تھا بلند جنگ میں نشان
اسلام پر فدا کیا اکبر سا نو جوان
جب کچھ نہیں بچا تو فدا کر دی اپنی جان
صحراء کربلا میں گر فرش پر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

پانی کیا تھا بند محمد کی آل پر
روتے تھے اہلِ بیت علی اصغر کے حال پر
رخصت ہوئے حسین عدو کے قتال پر
گھوڑے سے جب حسین گرے اپنے گال پر
چلاّئی فاطمہ میرے لختِ جگر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

تھا ظلم بس یزید کا بیعت کے واسطے
ثابت رہے حسین ہر شدّت کے واسطے
پانی طلب کیا بھی تو حجت کے واسطے
کی ذوالفقار میان میں حکمت کے واسطے
کربل میں قتل ہو گئے وقتِ عصر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

شمرِ لعین سینہء شہ پر ہوا سوار
سوکھی زباں نکال کے کہتے تھے باربار
پانی پلا اور تیز تو کر یہ چھری کی دھار
کر رحم مجھ کو اور نہ مجھ کو شمر تو مار
سجدے میں شہ کے کاٹا شمر نے سرِ حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

زینب تھی آئی لاشے پہ بھائی کے سر کھلے
لپٹی جو لاش سے تو زمیں آسماں ہلے
ننھی سکینہ کہتی تھی بابا کہاں چلے
مسند تمہاری اور یہ خیمے سبھی جلے
بیمار ہے علی یہ تمہارے پسر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

زینُ العبا کے ہاتھ میں تھی اونٹ کی مہار
رُک جاتے تھے جو پیَر میں لگتا تھا اُنکو خار
کہتے تھے حکمران اُسے دِرّے مار مار
چلتے رہو رُکو نہ تم جنگل میں بار بار
ہر پل میں یاد کرتے تھے میرے پدر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

برہان دیں کی وعظ میں دیکھی نئی ادا
کرتے ہے جب حسین کے غم کی طرف ندا
آئی ہے یا حسین کی ہر سو سے بس صدا
ادنی غلام قائدِ جوہر تو ہے فدا
برہان دیں کے لب پے ہے شام و سحر حسین
مارے گئے حسین بے سر ہوئے حسین

*****

مجرا اُسے جو لاغر و رنجور تن بھی ہے

مجرا اُسے جو لاغر و رنجور تن بھی ہے
محبوسِ طوق بھی ہے اسیرِ رسن بھی ہے

پیدل تو آگے آپ ہیں اور پیچھے اونٹ پر
عریاں سر پھوپھی بھی ہے ماں بھی بہن بھی ہے

کہتے تھے لوگ دیکھ کے زینب کو ننگے سر
یہ بنتِ فاطمہ بھی ہے شہ کی بہن بھی ہے

کہتے تھے زخم کھا کے لعینوں سے رن میں شاہ
جز میرے کوئی سبطِ رسولِ زمن بھی ہے

عابد نے جب کہا کہ نہ غسل و کفن مِلا
بابا سا میرے کوئی غریب الوطن بھی ہے

یوں وقتِ دفن آئی سر شاہ سے صدا
بیٹا نہ روؤ خاک سے بہتر کفن بھی ہے

جلدی ہٹا چھری کو ستمگر کہ یہ دہن
زہرا کا بھی علی و نبی کا دہن بھی ہے

مقبول ہو انیس وہ جس کی زبان پر
حمدِ خدا بھی ہے صفتِ پنجتن بھی ہے

❋❋❋❋❋

مجرئی خلق میں اِن آنکھوں نے دیکھا کیا کیا

مجرئی خلق میں اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
فرش پر گرتا ہوا پیمبر کا نواسہ دیکھا

ظلم اے مجرئی سجّاد نے کیا کیا دیکھا
گھر لٹا قید ہوئے باپ کا لاشہ دیکھا

میں نے دیکھا علی اصغر کا گلا خون میں تر
میں نے زخمی علی اکبر کا کلیجہ دیکھا

میں نے دیکھا عَلَمِ شاہ کو آلودہء خوں
میں نے نیزے پہ سرِ دلبرِ زہرا دیکھا

ایک گھڑی شہِ دیں پشت پہ لائے اُس میں
میں نے ٹکڑے ہوے قاسم کا سراپا دیکھا

گِر پڑے سبطِ نبی تھام کے ہاتھوں سے جگر
علی اکبر کو جو ریتی پہ تڑپتا دیکھا

بے ردا خلق نے اُس بی بی کے سر کو دیکھا
جسکی مادر کا کسی نے نہ جنازہ دیکھا

ہائے کیوں ہو نہ گئی کور کہ ان آنکھوں نے
قیدخانے میں سکینہ کا جنازہ دیکھا

کہتی تھی زینبِ مضطر کہ خدا خیر کرے
رات کو خواب میں عریاں سرِ زہرا دیکھا

جا کے زینب نے مدینہ میں یہ لوگو سے کہا
کہوں کِس منہ سے کہ پردیس میں کیا کیا دیکھا

❋❋❋❋❋

مجرئی قید سے جب عابدِ بے پر چھوٹے

مجرئی قید سے جب عابدِ بے پر چھوٹے
شام میں شور ہوا آلِ پیمبر چھوٹے

بانو فرماتی تھی ہاتھوں سے اجل کے ہے ہے
نہ تو اکبر ہی بچے اور نہ اصغر چھوٹے

شہ نے زینب سے کہا مل کے گلے وقتِ وداع
لو بہن تم سے ہم اب تا دمِ محشر چھوٹے

بیبیاں کہتی تھی کیوں اونٹ پہ در در نہ پھریں
سر پہ وارث نہ رہے قید ہوئیں گھر چھوٹے

کان کے درد سے کیا بالی سکینہ تڑپی
بد گہر کے نہ مگر ہاتھ سے گوہر چھوٹے

رن میں فرماتے تھے بھر کر نفسِ سرد حسین
مجھ سے کیا کیا میرے اِس دشت میں یاور چھوٹے

یہ غمِ اکبر و عباس میں کہتے تھے حسین
آج حیدر سے چھٹا آج پیمبر چھوٹے

لاش پر بیٹے کی شہ کہتے تھے غم سے افسوس
بعد اٹھارہ برس کے علی اکبر چھوٹے

آرزو یہ ہے کہ ہنگامہ ء محشر میں انیس
ہاتھ سے میرے نہ دامانِ پیمبر چھوٹے

*****

مجھکو بابا صدا دو اگر ہو سکے

مجھکو بابا صدا دو اگر ہو سکے
تم جہاں ہو بُلا لو اگر ہو سکے

تشنگی سے زباں میں ہیں چھالے پڑے
تھوڑا پانی پلا دو اگر ہو سکے

میری قسمت میں بابا جو پانی نہیں
میرے گوہر دِلا دو اگر ہو سکے

عمو دریا سے واپس کیوں آئے نہیں
مجھکو اتنا بتا دو اگر ہو سکے

تشنگی کا کوئی اُن سے شکوی نہیں
بھیج دو اب چچا کو اگر ہو سکے

سونا گھر ہو گیا دل بھی لگتا نہیں
میرے اکبر کو لا دو اگر ہو سکے

بخش دو جو خطا ہو سکینہ ہوں میں
لو گلے سے لگا دو اگر ہو سکے

جل رہی ہے زمیں اب توآغوش میں
آؤ آؤ اُٹھالو اگر ہو سکے

تم نہ آئے تو خود میں چلی آؤنگی کچھ پتا ہی بتا دو اگر ہو سکے

اتنا کہہ دوں ترستی ہوں دیدار کو آ کے صورت دِکھادو اگر ہو سکے

کس جگہ دفن بھائی ہے اصغر میرا وہ جگہ ہی بتادو اگر ہو سکے

بنتِ شہ کی یہ مشتاق فریاد تھی پوچھ لو غم زدہ کو اگر ہو سکے

*****

مشک و علم اُداس ہے دریا اُداس ہے

مشک و علم اُداس ہے دریا اُداس ہے
عباس تیرے غم میں زمانہ اُداس ہے

اِک بیکسی سی گھر میں برستی ہے رات دن
بن اہلِ بیت سارا مدینہ اُداس ہے

یہ انتہائے صبر و تحمل کا ہے اثر
اب تک غمِ حسین میں دنیا اُداس ہے

افسوس فاطمہ کا یوں گلشن اُجڑ گیا
اب تک اُسی کی یاد میں صحرا اُداس ہے

اب تک پچا نہ آئے کیوں دریا سے لوٹ کر
خیمے کے در پہ پیاسی سکینہ اُداس ہے

آواز یا حسین کی آتی ہے آج تک
شاید کے خلد میں کوئی دُکھیا اُداس ہے

رو رو کے ماں یہ کہتی تھی اصغر کی قبر پر
تیرے بغیر ننھا سا جھولا اُداس ہے

بے جرم میرے لال کو پیاسا کیا شہید
جنت میں روحِ فاطمہ زہرا اُداس ہے

سایا نہ دے سکا شہ بے کس کی لاش پر
عباس کے علم کا پھریرا اُداس ہے

کربل مجھے بلائینگے عباسِ نامدار
مدّت سے میرے دل کی تمنا اُداس ہے

*****

مولی کی بارگاہ میں گنہگار آئے ہیں

مولی کی بارگاہ میں گنہگار آئے ہیں
امیدوار بر سرِ دربار آئے ہیں

قاسم کا واسطہ ، علی اکبر کا واسطہ
در در کی کھا کے ٹھوکریں لاچار آئے ہیں

اُن پیاسے ننھے بچّوں کا مولی ہے واسطہ
جن کے لیئے نہر سے علمدار آئے ہیں

کل مشکلوں کو حل کرو مشکل کشا ہو تم
آقا کی زیارت کے طلبگار آئے ہیں

اُن منزلوں کا واسطہ اہلِ حرم کے ساتھ
جن منزلوں سے عابدِ بیمار آئے ہیں

دامن گُلِ مراد سے بھرنے کو یاحسین
مجلس میں تیری اب یہ گنہگار آئے ہیں

*****

نشانِ فوجِ پیمبر سجایا جاتا ہے

نشانِ فوجِ پیمبر سجایا جاتا ہے
شبابِ شیرِ خدا یاد آیا جاتا ہے

علی کا لال عَلَم لے چکا برادر سے
سکینہ بی بی کا سقا بنایا جاتا ہے

عَلَم میں مشک بندھی سب کی بندھ گئی امید
کے اب پیاسوں کو پانی پلایا جاتا ہے

خدا کرے کہ یہ خیمے میں کامیاب آئے
بڑی امید سے پردہ اُٹھایا جاتا ہے

جو تیر مشک پہ آیا وہ لے لیا دل پر
وفا کی راہ میں یوں زخم کھایا جاتا ہے

جسے لہو سے بھی اپنے عزیز سمجھا تھا
لگا کے تیر وہ پانی بہایا جاتا ہے

✱✱✱✱✱

ننھا سا ایک سپاہی گودی میں آ رہا ہے

غربت کا بے کسی کا بادل سا چھا رہا ہے
سب کٹ گئے مجاہد خیموں میں کیا رہا ہے
ننھا سا ایک سپاہی گودی میں آ رہا ہے

خودداریوں سے لب پر آہیں ٹھہر گئیں ہیں
رک رک گئی ہے سانسیں نبضیں ٹھہر گئیں ہیں
ٹھہرا ہوا وہ جھولا کیا دل ہلا رہا ہے

کیسی لٹی ہے بستی کیسی مِٹی ہیں جانیں
کیا شکر کر رہی ہے سوکھی ہوئی زبانیں
کیا صبر بڑھ رہا ہے کیا ضبط چھا رہا ہے

سقّہ کی موت دیکھو اور دوپہر کو دیکھو
اصغر کے سِن کو دیکھو اُسکے جگر کو دیکھو
جو دشتِ کربلا میں دولت لُٹا رہا ہے

ایسے کہیں سپاہی دیکھے نہیں اَنیلے
ماں کی طرف سے کوئی رخ کی بلائیں لے لے
پہلے پہل مجاہد میداں کو جا رہا ہے

یہ زندگی کی پہلی کروٹ ہے راس آئے
شبیر لا رہے ہیں گھر سے گلے لگائے
اور موت کا فرشتہ آنکھیں بچھا رہا ہے

سارے جہاں سے کہہ دو کون و مکاں سے کہہ دو

یہ روحِ کارواں ہے ہر کارواں سے کہہ دو

پیاسا ہے تین دن کا اور تیر کھا رہا ہے

سجّاد کی شباہت اکبر کی شان ہوتا

اے موت کاش ایسا بچّہ جوان ہوتا

دو دن کی زندگی میں تیور دِکھا رہا ہے

❋❋❋❋❋

ننھے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

۱. ننھے شہید اصغر یوں چل دیئے کہاں تم
آنسوں رُکے نہ میرے ، دل میں اُٹھے تلاطم
کھا کر بھی تیر کیا خوب کرتے رہے تبسم
نفسی فداء علیکم ،نفسی فداء علیکم

ننھے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

۲. چھ۶ ماہ کے سپاہی ہے شان تیری اکبر
رو رو کے کہہ دیا کہ مجھکو رزا دو سرور
میں بھی فداء ہو جاؤں اے بابا جان تم پر
بخشو یہ رتبہ اعلی گرچہ ہوں سِن میں اصغر

ننھے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

.٣ پانی کی تھی نہ خواہش ، پانی تھی بس شہادت
جنت کی گود میں ہی پالی ہے تمنے جنت
اِس گود کے وسیلہ کرنا اے مولی ِمنت
بچّوں پے بابا مشفق کرنا کرم کی نظرت

نھنے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

.٤ آغوش میں پدر کے امید تونے پالی
مثلِ پدر اے اصغر ہے شاں تیری نرالی
اُن جھولیوں کو بھر دو جنکی ہے گود خالی
رہوے نہ کوئی خالی جسنے تیری دعاء لی

نھنے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

.٥ پھینکا جو خوں سماء پر اِک فعل تھا نمایا
اپنے میں قطرہ آسماں نے ہے سمایا
کیا مرتبہ بلند ہے اعلی ہے یہ بتایا
شبیر کو یقیں تھا عینُ الیقین پایا

نھنے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

٦. چھوٹی سی قبر ہاتھوں سے اپنے جو ہے کھودی
خالی ہوا ہے جھولا خالی ہوئی ہے گودی
روتے حسین آئے ماں نے اُمید کھو دی
لپٹی سکینہ اُن سے ، بھر بھر کے بانو رو دی

نھنے شہید اصغر نفسی فداء علیکم

٧. اصغر کا ہے وسیلہ شبیر کی ہے حرمت
وہ آخری دعاء اور ہے آخری وہ سجدۃ
مولی کی ہو بقاء طول رہوے وہ تا قیامت
رہوے وہ تندرست اور رہوے سدا سلامت

اے سیف دین سرور نفسی فداء علیکم

٨. شمر و یزید پر اور اُنکے مثل پے لعنت
برباد ہووے دشمن اور ہووے اُنکی ذِلت
فتحِ مبیں کے پرچم ہووے بلند رأیت
مولی دِکھاوے جلدی یہ حیدریۃ قوّت

اے سیف دین سرور نفسی فداء علیکم

۹. تسنیمؔ مانگتی جا سیف الہدی سے ہر دم

آنسوں رُکے نہ تیرے دل میں سدا ہو یہ غم

لب پر ہو "یا حسینا" اور قلب پر ہو مأتم

طاعت میں خدمتوں میں حب میں ہی نکلے یہ دم

اے سیف دین سرور نفسی فداء علیکم

*****

ازقلم :ـ تسنیم بہن صاحبة بنت شہزادہ قائد جوهر بائهي صاحب عزالدین دم

٢٤ ذالقعدة الحرام ١٤٣٦ھ ممبئي

ہائے رے دولہا رن میں جھوجھا

ہائے رے دولہا رن میں جھوجھا لال دولہن کا دولہا لال
سہرا کنگنا کھلنے نہ پایا سر سے نہ مقنع کھولا لال

دولہے کے ہاتھومیں مہندی کی لالی جس کے انگ سے بو نہ گئی
لال ہے گھوڑا لال ہے جوڑا لال ہے رومال دوشالا لال

دولہے کے سر پر پگڑی کا چھیڑا سنہری زری کا چمکتاری
لال ہی ٹوپی لال ہی پھیٹا پگڑی کے کور گلالہ لال

دولہے کے انگ میں شادی کے کپڑے ٹھاٹھ سے پہن کے گھوڑے سوار
فوجِ عدو میں ھنستا ہے جاتا دولہے کا یارو خدا رکھوال

دولہے کے گھر میں سارے براتی رو رو کے کہتے ہیں ہائے نبی
ایسے بنے گا کوئی بھی دولہا رن کو چلا متوالا لال

دولہے کے اوپر چاروں طرف سے تیر و تبر کی مار چلے
لال ہی کھانڈا لال ہی تیغا لال ہے برچھی بھالا لال

پیاس سے دولہا ہو گیا لاچار پکارا عمّو پانی پلاؤ
تھوڑا سا پانی ابھی ملے تو بھرتا ہوں خون کا تھالا لال

یہ بات کہتے کہتے ہی دولہا گھوڑے کے اوپر غش ہو گیا
جھکتے جھومتے گر پڑا نیچے عبداللہ بنا متوالا لال

گھوڑے سے گرتے گرتے پکارا اے چچا جان اے شاہ اُمم
پیارے بھتیجے کی آ کر خبر لو خلد بریں کو چلا ہے لال

ہائے رے دولہا پیاسا سدھارا لاش پہ شہ روتے ہوئے آئے
رن سے اُٹھا کر گھر میں لائے لاشہ لہو میں رنگ لیا لال

✱✱✱✱✱

ہائے عاشور کو شبیر نے کیا کیا دیکھا

ہائے عاشور کو شبیر نے کیا کیا دیکھا
اپنی آنکھوں سے بہتّر کا جنازہ دیکھا

آنکھ بھر کر کبھی اکبر کو نہ دیکھا جسنے
اُس نے لپٹا ہوا برچھی میں کلیجہ دیکھا

کیسے لب خشک تھے عباس کے جب مشک بھری
ہائے کِس پیاس میں بہتا ہوا دریا دیکھا

دیکھتی تھی جسے اکبر کی جوانی اُسنے
خونِ دل خونِ جگر خونِ تمنّا دیکھا

صبحِ عاشور سلامی درِ شبیر پہ دی
شام کو چاند نے کچھ اور ہی نقشہ دیکھا

تو جو میدان سے بے شیر نہ آیا واپس
ماں نے کیا جانیئے کب تک تیرا رستہ دیکھا

ہائے وہ مادرِ مجبور کی حسرت جسنے
دور سے اپنے جگر مند کا لاشہ دیکھا

❋❋❋❋❋

ہر اک قدم پہ سوچتے تھے سبطِ مصطفی

ہر اک قدم پہ سوچتے تھے سبطِ مصطفی
لے تو چلا ہوں فوجِ عمر سے کہونگا کیا
نہ مانگنا ہی آتا ہے مجھکو نہ التجا
مِنّت بھی گر کرونگا تو کیا دینگے وہ بھلا
پانی کے واسطے نہ سنینگے عدو میری
بچّے کی جان جائیگی اور آبرو میری

پہنچے قریب فوج کے تو گھبرا کے رہ گئے
چاہا کریں سوٗال پہ شرما کے رہ گئے
غیرت سے رنگ فق ہوا تھرّا کے رہ گئے
چادر پسر کے چہرے سے سرکا کے رہ گئے
نظریں جھکا کے بولے کہ یہ ہمکو لائے ہیں
اصغر تمہارے پاس غرض لے کے آئے ہیں

یہ کون بے زباں ہے تمہیں کچھ خیال ہے
دُرِّ نجف ہے بانوئے بے کس کا لال ہے
لو مان لو تمہیں قسم ذو الجلال ہے
یثرب کے شاہزدے کا پہلا سؤال ہے
پوتا علی کا تم سے طلبگارِ آب ہے
دے دو کہ اُس میں ناموَری ہے ثواب ہے

گر میں بقول شمر و عمر ہوں گناہ گار
یہ تو نہیں کسی کے بھی آگئے قصوروار
شش ماہا ہے زبان نبی زادہ شیر خوار
ہشتم سے سب کے ساتھ یہ پیاسا ہے بے قرار
سِن ہے جو کم تو پیاس کی شدِّت زیادہ ہے
مظلوم خود ہے اور یہ مظلوم زادہ ہے

پھر ہونٹ بے زبان کے چومے جھکا کے سر
رو کر کہا جو کہنا تھا سب کہہ چکا پدر
باقی نہیں ہے بات کوئی میرے اے پسر
سوکھی زبان تم ہی دِکھا دو نکال کر
پھیری زباں لبوں پہ جو اُس نورِ عین نے
تھرّا کے آسمان کو دیکھا حسین نے

یاں آسماں پہ شہ کی نظر تھی اور اُس طرف
حلقوم بے زبان بنا تیر کا ھدف
چِلّو میں لے کے خون وہ شہزادہء نجف
مَلتا تھا اپنے چہرے پہ افسوس اَلاسف
تب بے زباں نے ھچکی سی لی اور گذر گئے
معصوم پیاسے باپ کی گودی میں مر گئے

*****

واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھ

واجب الرحم تھے زنداں کے سزاوار نہ تھے
مجرئی اہلِ حرم قابلِ بازار نہ تھے

بولے عابد کہ فدائے شہ دیں غیر ہوئے
اِک فقط ہم ہی شہادت کے سزاوار نہ تھے

شاہ فرماتے تھے ایسے ہیں ہمارے انصار
نانا صاحب کے بھی اِس طرح کے انصار نہ تھے

تیر اصغر کو جو مارا تو کہا سرور نے
ہم گنہگار تھے بچّے تو گنہگار نہ تھے

شکر ہی شکر نکلتا تھا لہو کے بدلے
دہن زخم بدن دیدہء خوں بار نہ تھے

شہ کے دانتوں پر چھڑی رکھ کے کہا ظالم نے
ہم نے اِس طرح کے دیکھے دُرِ شہوار نہ تھے

صبح عاشور تلک ساتھ تھے مولی کے رفیق
عصر کے وقت اکیلے تھے جِلودار نہ تھے

کہا زہرا نے فلک میں نے ستایا تھا کسے
میرے بچّے تو اِس آفت کے سزاوار نہ تھے

گل سے تلؤوں کا یہ عابد کے ہوا تھا احوال
کون سا چھالہ تھا وہ جس میں کہ دو خار نہ تھے

گر مسِیح دو جہاں کا ہوا اِفضال انیس
اَچھّے یوں ہونگے کہ جیسے کبھی بیمار نہ تھے

*****

وہ دائرہء صبر میں سمٹے ہوئے نالے

وہ دائرہء صبر میں سمٹے ہوئے نالے
سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ اُبھرتے ہوئے چھالے
وہ جلتی ہوئی خاک پہ آغشو کے پالے
آہستہ سے میت کو اُٹھا زخم ہے آلے
ٹوٹی ہے کمر رن میں تجھے کون سنبھالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

ٹکراتی ہوئی صبر سے دریا کی روانی
مِعیارِ محبت سے وہ گِرتا ہوا پانی
وہ ٹھہرے ہوئے اشک میں تصویرِ جوانی
ہر زخم کلیجے کا ہے قسمت کی نشانی
ہے کون جو ٹوٹی ہوئی برچھی کو نکالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

یہ صبر کا میدان ہے یثرب کے خزادے
دنیا کے لئیے راہ محبت کی بنا دے
محدود ہے تدبیر میں تقدیر کے جادے
پیری کی نگاہوں میں جوانی کے اِرادے
میت علی اکبر کی اکیلے ہی اُٹھالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

وہ چشمِ امامت میں نبوّت کی نشانی
وہ سینہ ء اکبر سے تیرے خوں کی روانی
وہ نزع کا ہنگام وہ پیغامِ زبانی
آغوش میں پیری کے تڑپتی ہے جوانی
ہے گرم زمیں جسم میں پڑ جائیں نہ چھالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

تکلیف سے وابستہ ہے آرام کا پہلو
وہ صبر کے دامن پہ چمکتے ہوئے آنسوں
اکبر کی وہ زلفیں وہ مہکتی ہوئی خوشبو
اب کون سنواریگا یہ اُلجھے ہوئے گیسو
ہمت کا تقاضہ ہے کہ میت کو اُٹھالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

وہ دور کی منزل کے لیئے صبر کے جا دے
دنیا سے الگ ہوتے ہیں بے کس کے اِرادے
اسلام کے چِلّو میں لہو بھر کے دِکھا دے
اکبر کو سلایا ہے تو دنیا کو جگا دے
ہر آنکھ میں ہر دل میں جگہ اپنی بنالے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

طوفاں سے نکلتا ہوا اُمّت کا سفینہ
چہرے سے لہو ہو کے ٹپکتا ہے پسینہ
تصویرِ اُحُدُ بَن کے چمکتا ہے نگینہ
مِل جاتا ہے نانا سے نواسے کا قرینہ
اکبر کو پھر اک بار کلیجے سے لگا لے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

لکھا ہوا تقدیر کا بدلا نہیں جاتا
اپنا ہو اگر زخم تو دیکھا نہیں جاتا
پوچھے کوئی کیوں لاشہ اُٹھایا نہیں جاتا
سنبھلا نہیں جاتا کہ سنبھالا نہیں جاتا
چادر جو نہیں ہے تو عبا رخ پہ اُڑھا لے
اُمّت کے لیئے مرگ جواں بھولنے والے

بدلا ہوا ہر رنگِ جہاں دیکھنے والے
پیری میں جوانی کے نشاں دیکھنے والے
کیا بن گئی ہے قلبِ تپاں دیکھنے والے
اکبر کے کلیجے میں سناں دیکھنے والے
نانا کی نشانی ہے کلیجے سے لگا لے
اُمّت کے لیئے مرگِ جواں بھولنے والے

*****

یارَب بحقِّ گوہر دَندانِ مصطفیٰ

یارَب بحقِّ گوہرِ دَندانِ مصطفیٰ
یارب بحقِّ خونِ سرِ شاہ مرتضیٰ
یارب بحقِّ حرمتِ زہرا و مجتبیٰ
کچھ اور مانگتا نہیں اصغر کا خوں بہا
ہے تجھ سے التجا یہی مجھ دل ملول کی
اُمّت کو بخش دے میرے نانا رسول کی

یہ کہتے تھے کہ حلق سے خنجر گذر گیا
خورشیدِ آسمانِ شرف خوں سے بھر گیا
دنیا سے بادشاہ اُمم کوچ کر گیا
چلاّئی فاطمہ کہ میرا شیر مر گیا
برپا ہو جب یہ حشر تو کیا دل کو کل پڑے
باہر سب اہلِ بیت محمد نکل پڑے

زینب نے خیمہ گاہ سے باہر جو کی نظر
دیکھا اک آفتاب کو نیزے پہ جلوہ گر
لڑکی جو ساتھ تھی وہ پکاری بچشم تر
میں لُٹ گئی پھوپھی میرے بابا گئے کدھر
شہ ذبح ہو گئے نہ کسی کو خبر ہوئی
ہے ہے ذری سے عمر میں میں بے پدر ہوئی

بنتِ علی کی آنکھوں میں عَالَم سیاہ ہوا
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کہا وامحمدا
منہ پیٹ کے زمیں پہ گری پھر بہ اشک وآہ
چلاّئی ہائے خانہء زہرا ہوا تباہ
ہم سب کے چین اب تہِ افلاک اُٹھ گئے
ہے ہے جہاں سے پنجتنِ پاک اُٹھ گئے

ہے ہے شہیدِ خنجرِ ظلم و جفا حسین
ہے ہے گلو بریدہء راہِ خدا حسین
ہے ہے غریب و بے کس و بے آسرا حسین
ہے ہے ذبیح ماریہء و نینوا حسین
ہے ہے لہو بھری ہوئی زلفیں لٹکتی ہیں
ہے ہے رگوں سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہیں

لُٹا بُلا کے گھر سے محمد کی آل کو
پیاسا کیا شہید شہِ خوش خِصال کو
ہے ہے دِیا کفن بھی نہ زہرا کے لال کو
لوگو خبر کرو اَسدِ ذِی الجلال کو
دیکھو بغور زخم تنِ پاش پاش کے
ٹکڑے اُٹھائے آن کے بیٹے کی لاش کے

*****

یارب صغیرِ سن میں کوئی بے پدر نہ ہو

یارب صغیرِ سن میں کوئی بے پدر نہ ہو
بابا کسی کا قتل حضورِ نظر نہ ہو
بلوے میں کوئی پردہ نشیں ننگے سر نہ ہو
پردیس میں یتیم کوئی در بدر نہ ہو
قیدی ہوئی، پدر سے چھوٹی، بھائی مر گئے
یہ سارے دکھ سکینہ کے اوپر گذر گئے

٭٭٭٭٭

یارب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے

یارب یہ ہے سادات کا گھر تیرے حوالے
بیوائیں ہیں یہ خستہ جگر تیرے حوالے
بے کس کا ہے بیمار پسر تیرے حوالے
سب ہے تیرے دریا کے گوہر تیرے حوالے
عالم ہے کے غربت میں گرفتارِ بلا ہوں
میں تیری حمایت میں اِنہیں چھوڑ چلا ہوں

میرے نہیں بندے ہیں تیرے اے میرے خالق
بستی ہو کے جنگل تو ہی مالک تو ہی رازق
باندھے ہیں کمر ظلم و تعاّدی پہ منافق
نہ دوست ہے دنیا نہ زمانہ ہے موافق
حرمت ہے تیرے ہاتھ میں امامِ اَزلی کی
دو بیٹیاں دو بھوویں ہیں اِس گھر میں علی کی

میں یہ نہیں کہتا کے اَذِیت نہ اٹھائیں
یا اہلِ ستم آگ سے خیمے نہ جلائیں
ناموس لُٹے قید ہو اور شام میں جائے
مُہلت میرے لاشے پہ بھی رونے کی نہ پائے
بیڑی میں قدم ، طوق میں عابد کا گلا ہو
جس میں تیرے محبوب کی اُمت کا بھلا ہو

فرماتے تھے اعدا کو ترائی سے بھگا کر
کیوں چھوڑ دیا گھاٹ کو روکو ہمیں آکر
دعوت یوں ہی کرتے ہیں مسافر کو بلا کر؟
ہمیں چاہیں تو پانی بھی پیئے نہر پہ جاکر
پر صبر کے دریا ہیں ہمیں پیاس نہیں ہے
اب زہر ہے یہ پانی کے عباس نہیں ہے

بھولے نہیں اکبر کی ہے ہم تشنہ دہانی

وہ چاند سا رُخ وہ قد و قامہ وہ جوانی

وہ سوکھے ہوئے ہونٹ وہ اعجازِ بیانی

دِکھلا کے زباں مانگتے تھے نزع میں پانی

کس سے کہے جو خونِ جگر ہم نے پیا ہے

بعد ایسے پسر کے بھی کبھی باپ جیا ہے

*****

یاد اصغر کی جب دل جلانے لگی

یاد اصغر کی جب دل جلانے لگی
خالی جھولے کو مادر جھولانے لگی

دیکھ کر لاشِ اکبر کو شہ نے کہا
آج زینب کی محنت ٹھکانے لگی

بنت زہرا کے سر سے چھنی جب ردا
سر کے بالوں سے منہ کو چھپانے لگی

سوئے دریا سکینہ جو روتی چلی
لاش عباس کی تھرتھرانے لگی

بازوؤں میں جو زینب کے رسی بندھی
یاد عون و محمد کی آنے لگی

لاشِ نوشہ پہ کبریٰ نے روکر کہا
اٹھو صاحب دُلہن گھر کو جانے لگی

جس کو آدم نبی نے کہا محترم
اُس کو اُمّت نبی کی ستانے لگی

*****

یزید نحس بھی ہے محفلِ شراب بھی ہے

یزید نحس بھی ہے محفلِ شراب بھی ہے
لہو میں غرق سرِ ابنِ بو تراب بھی ہے

کہا حسین نے چھٹتا ہے مجھ سے وہ بیٹا
رسولِ حق کے مشابہ بھی ہے شباب بھی ہے

پسِ حسین اکیلے نہیں علی اصغر
لحد پہ دھوپ بھی ہے گریائے رباب بھی ہے

کوئی حسین کو پہنچا دے لاشِ اکبر پر
تلاشِ لاش بھی ہے دل کو اضطراب بھی ہے

یہ میتِ علی اکبر پہ کہہ رہے ہیں حسین
تمہاری ماں کو کہوں کیا کوئی جواب بھی ہے

ہے یہ یزید کی محفل میں سخریء اسلام
سرِ امام بھی ہے ہاتھ میں شراب بھی ہے

میں قدر کیوں نہ کروں اپنے دل کی اے ذاخر
نبی سے عشق بھی ہے حُبِّ بوتراب بھی ہے

یہ بھری جوانی میں کسکا چاند ڈوبا ہے

یہ بھری جوانی میں کسکا چاند ڈوبا ہے
کربلا لرزتی ہے ، آسمان ہلتا ہے

نزع میں علی اکبر کروٹیں بدلتے ہیں
عرش کے مسافر کا خاک پر بسیرا ہے

شاہ کیسے پہنچینگے بیٹے کے جنازے پر
روشنی نہیں کوئی دور تک اندھیرا ہے

غم کی بھی نہیں فرصت کشمکش کی منزل میں
نوجواں کی میت ہے اور باپ اکیلا ہے

لاش نوجوانی کی دوش پر بڑھاپے کے
ٹھوکریں ہیں مولی ہے گھر کا دور رستہ ہے

صبر ہی نہیں آتا بے قرار ہے زینب
آنسوؤں کے روکے سے اور دل دھڑکتا ہے

عمر بھر کی محنت کا کچھ صلہ نہیں ملتا
مامتا کے خوابوں کو موت نے بکھیرا ہے

بیٹے کی شہادت پر شکر ہو کہ شکوہ ہو
کربلا نے مولی سے اک سؤال پوچھا ہے

✱✱✱✱✱

یہ پکاری زینبِ خستہ تن

یہ پکاری زینبِ خستہ تن میرا لُٹ گیا ہے بھرا چمن

یہ نہ پوچھو کیا کیا گزر گیا وہ ستم جو ہم پہ اُتر گیا
میرا بھائی مجھ سے بچھڑ گیا یہ پکاری زینبِ خستہ تن

تھا گہن وہ ماہ بتول پر تھا وہ ظلم سبطِ رسول پر
ہے وہ داغ قلبِ ملول پر یہ پکاری زینبِ خستہ تن

میں بھلاؤں کیسے وہ تشنگی وہ نبی کی آل کی بے بسی
وہ علی کے لال کی بےکسی یہ پکاری زینبِ خستہ تن

دو پسر بھی میں نے فدا کیئے کہ حسین آقا میرے جیئے
یہ صبر کے گھونٹ بھی پی لیئے یہ پکاری زینبِ خستہ تن

یہ اسیری اور یہ سختیاں یہ سہیں رسول کی بیٹیاں
کہاں قیدِ شام رسن کہاں یہ پکاری زینبِ خستہ تن

میرے نوجوان بچھڑ گئے میرے بے زباں بھی جو رن گئے
وہ بھی تیر کھا کے گزر گئے یہ پکاری زینبِ خستہ تن

وہ نظارہ میری نظر میں ہے میں نے دیکھا رن میں جو آنکھ سے
دلِ فاطمہ تھا چھری تلے یہ پکاری زینبِ خستہ تن

بے ردا میں اونٹ پہ جب چلی　　بے کفن حسین کی لاش تھی
میں کفن بھی اُسکو نہ دے سکی　　یہ پکاری زینبِ خستہ تن

کیوں جگر نہ میرا نکل پڑے　　جو سکینہ پوچھتی ہے مجھے
میرے بابا جان کدھر گئے　　یہ پکاری زینبِ خستہ تن

دوپہر میں یوں نہ لُٹے کوئی　　میری طرح دُکھ نہ سہے کوئی
یوں ہی جیتے جی نہ مرے کوئی　　یہ پکاری زینبِ خستہ تن

اے جمالی مولی برہان دیں　　ہیں غمِ حسین میں جو حزیں
تا ابد رہیں یہ مہ مبیں　　یہ پکاری زینبِ خستہ تن

＊＊＊＊＊

یہ کس کا لال ہے کس دل کا یہ سہارا ہے

یہ کس کا لال ہے کس دل کا یہ سہارا ہے
یہ جو حسین کے ہاتھوں پہ ماہ پارہ ہے

نبی کے دین پہ صدقے جسے اُتارا ہے
یہ ہی تو بانوئے مضطر کے دل کا پارہ ہے

نہ بات کرنے کی طاقت نہ تاب چلنے کی
پیاسا خلد کو اک بے زباں سدھارا ہے

جو زیر خاک چھپایا ہے شاہ بے کس نے
رباب بے کس و دلگیر کا دُلارا ہے

کہا یہ شاہ نے ہشیار ارضِ کرب و بلا
یہ دل کا چین ہے آنکھوں کا میری تارا ہے

نہ دودھ اُس کو ملا ہے نہ ایک قطرہء آب
جہاں سے تشنہ دہن خلد کو سدھارا ہے

جو سر سے پاؤں تلک تھا شبیہ ختمِ رُسل
اُسی کے سینے پہ نیزہ شقی نے مارا ہے

شباب دیکھ کے اکبر کا کہہ رہی تھی قضا
ضعیف باپ کے دل کا یہی سہارا ہے

جو بے وطن ہے جو مہماں ہے اور مسافر ہے
اُسی غریب کو لاکھوں نے مل کے مارا ہے

غمِ حسین میں کیوں نوحہ خواں نہ ہو حافظ
یہ ہی تو بخششِ عصیاں کا اک سہارا ہے

*****

یہ کہتے تھے شہ والا سکینہ ہم نہیں ہونگے

یہ کہتے تھے شہ والا سکینہ ہم نہیں ہونگے
ستائینگے تمہیں اعدا سکینہ ہم نہیں ہونگے

اٹھو سینے سے لگ جاؤکہ ہم مرنے کو جاتے ہیں
ابھی ایک حشر سا ہوگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

طمانچے مار کر گوہر تمہارے چھینے جائینگے
جب ایسا وقت آئیگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

بھرا دربار ہوگا اور تمہارا امتحاں لینگے
یزیدِ بے حیاء ہوگا سکینہ ہم نہیں ہونگے

اگر نانا کی اُمّت سے تمہیں صدمہ کوئی پہنچے
تو تم بس صبر ہی کرنا سکینہ ہم نہیں ہونگے

یہ کہہ کر چل دیئے مشتاق بس رن کو شہ والا
پھریگا دربدر کنبہ سکینہ ہم نہیں ہونگے

*****

ماتمی نوحہ

Alphabetical Order حروف تہجی

Main Index فہرست

Updated on Thursday, July 07, 2016

Final Update OF 1437

ماتمی نوحه

ا	ب	ت	صفحه رئیسی		
ث	پ	ج	چ	ح	خ
د	ذ	ر	ز	س	ش
ص	ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	گ	ل	م
ن	ھ	و	ی	ماتمی نوحه	

رقم	مطلع	صفحہ
	ا	
۱.	آتی تھی صدائے زہرا بیٹا مارا گیا	۲۷
۲.	اَج شبیر اوپر بلاء چھے	۳۱
۳.	آج ماتمِ شاہِ اُمم ہے	۳۳
٤.	اصغرِ معصوم تیرا جھولنا	۳٦
۵.	اُجاڑ ڈالا ظالموں نے گلشن زہرا کا	۳۸
٦.	آغوش میں جِسکو پالا پردیس میں اُسکو مارا	۴۲
۷.	اکبرِ نو جواں کا ماتم ہے	۴۷
۸.	آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب	۴۸
۹.	اہلِ حرم کو لیکر شبیر آ رہے ہیں	۵۳
۱۰.	اہل حرم میں رونے کی دھوم واویلا	۵٦
۱۱.	اے مؤمنو شبّیر نو غم کرو وہ مظلوم کربل نو ماتم کرو	٦۰

.۱۲	ای وائے اصغر لاڈلیا	٦۴
.۱۳	ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا	٦٧
.۱٤	ایک بے کس و غریب کا کنبہ اُجڑ گیا	۲۳۰
	ب	
.۱۵	بہتر اِس طرف ہے اُس طرف لاکھو کا لشکر ہے	٧۲
.۱٦	بھول جائینگے سب کچھ کربلا نہ بھولینگے	٧۴
.۱٧	بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو	٧٧
	ت	
.۱۸	تشنہ دہن حسین غریب الوطن حسین	۸۰
.۱۹	تیرا گھر ہو گیا ویرانا اے نانا فریاد ہے	۸۴
	پ	
.۲۰	پانی تو پلانے تجھے جائیگا سکینہ	۸٦
.۲۱	پکاری زینبِ مضطر میرے حسین آؤ	۸۹
.۲۲	پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں	۹۳

.۲۳	پیارے بابا تم لوٹ آؤ	۹۵
	ج	
.۲٤	جانِ محمد کے ماتم میں عرش	۹۹
.۲۵	جھولو معصوم تشنہ دہن جھولنا	۱۰۲
	ح	
.۲٦	حسین امام کا غم ہے اے مؤمنوں آؤ عشرة مباركة اهبة	۱۰۹
.۲۷	حسین الوداع حسین الوداع	۱۱۳
.۲۸	حسین کا غم مکاں مکاں میں عشرة مباركة اهبة	۱۱۸
.۲۹	حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر	۱۲۳
	د	
.۳۰	دریا پہ اُٹھا شور علمدار علمدار	۱۲۵
.۳۱	دریا پہ شور ہے کہ علمدار مرگیا	۱۲۹
.۳۲	دوپہر میں حسین پر کیا کیا گذر گئی	۱۳۱

	ر	
.۳۳	راج دُلارا زہرا کا زخمی ہے اور پیاسا ہے	۱۳۴
.۳٤	راج دُلارا زہرا کا مہاں بنکر آیا	۱۳۶
	ز	
.۳۵	زلزلوں میں دنیا تھی آسماں لرزتا تھا	۱۳۹
.۳٦	زہرا کا لاڈلا تیری گودی میں لُٹ گیا اے ارضِ کربلا	۱۴۲
.۳۷	زینب کو گاں کب تھا اِک حشر بپا ہو گا	۱۴۴
.۳۸	زینب کی اسیری کا کیا حال کہا جائے	۱۴۷
.۳۹	زینب ہے کربلا ہے اور بھائی کا لاشہ ہے	۱۵۰
	س	
.٤۰	سلامی اہلِ حرم کو آخر فلک یہ منظر دِکھا رہا ہیں	۱۵۴
.٤۱	سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں	۱۵۷
.٤۲	سبطِ مصطفی پر یہ کیسی ظلم رانی ہے	۱۵۹
.٤۳	سجدوں میں پہلا سجدہ جانِ زہرا کا سجدہ	۱٦۲

٤٤.	سجدے میں قتل ہوتے ہیں زہرا کے گلبدن حسین	۳۸۰
٤٥.	سر کٹ گیا حسین کا کیسا ستم ہوا	۱۶۵
٤٦.	سر کھولے اپنے لال کو روتی ہے فاطمہ	۱۶۸
٤٧.	سرور کو مقتل میں اعدا نے گھیرا ہے	۱۷۱
٤٨.	سکینہ شبّیر نا چھے دختر سلام یر پر	۱۷۴
	ش	
٤٩.	شبیر تیری مظلومی پر تا حشر یہ غم ہوئیگا	۱۷۶
٥٠.	شبیر ڈھونڈتے رہیں پیارے گئے کہاں	۱۷۹
٥١.	شبیر نے کربل میں گھر اپنا لٹایا ہے	۱۸۲
٥٢.	شبیر ہے محوِ یادِ خدا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے	۱۸۵
٥٣.	شکر برہانِ ہدی شکر تیرا سیفِ ہدی	۱۸۸
٥٤.	شہ والا نے فرمایا بہن زینب نہ گھبرانا	۱۹۱
	ص	
٥٥.	صحرائے کربلا میں اب عصر کی گھڑی ہے	۱۹۳

	ع	
٥٦.	عاشور کو جس کا حلق کٹا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں	١٩٧
٥٧.	عاشور کے دن شہ کو کیا کیا نظر آتا ہے	٢٠٠
٥٨.	عاشور کے سورج کچھ تو بتا کیا گذری تھی کیا دیکھا تھا	٢٠٣
٥٩.	عاشور کی وہ رات وہ سناٹے کا عالم	٢٠٧
٦٠.	عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے عشرة مبارکة ١٤٣٧	٢١٠
٦١.	عاشورا کے روزِ بپا ہو گیا محشر کربل میں عشرة مبارکة اهبة	٢١٤
٦٢.	عباس تجھ اہلِ وفا یاد کرینگے	٢٠٧
٦٣.	عصر عاشور تھا شبیر تھے تنہائی تھی	٢١٩
	غ	
	ف	
٦٤.	فاطمۃ آپ کے دل کو ہے دُکھایا کِس نے	٢٢٢
٦٥.	فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے	٢٢٦
٦٦.	فرزندِ فاطمۃ کا بھرا گھر اُجڑ گیا	٢٣٠

	ق	
.٦٧	قتلِ رہبر ہے آج واویلا	٢٣٣
	ک	
.٦٨	کچھ بھی نہ بچایا اپنے لیئے اُمت کو بچانے والے نے	٢٣٥
.٦٩	کچھ دیر کا مہمان دل بندِ علی ہے	٢٣٨
.٧٠	کربل تو نے لٹ لیا گھر زہرا کا	٢٤٠
.٧١	کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے	٢٤٢
.٧٢	کربلاء ماسو بلاء ما مصطفی ني آل چھے (منتخب)	٢٤٥
.٧٣	کربلاء ماسو بلاء ما مصطفی ني آل چھے (کامل)	٢٤٨
.٧٤	کربلا میں آج تو قیامت ہے	٢٥٥
.٧٥	کعبہ بچانے والا گھر کو لٹا رہا ہے	٢٥٧
.٧٦	کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا	٢٥٩
.٧٧	کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا	٢٦١
.٧٨	کہتے ہیں برہان الہدیٰ ماتم کرو حسین کا	٢٦٣

.۷۹	کہتی تھی بانو اصغر پیارے جھولا تیرا خالی ہے	۲٦٦
.۸۰	کہتی تھی روکر زینبِ مضطر ہائے حسینا وائے حسین	۲٦۹
.۸۱	کہتی تھی زینب کیوں نہ پکاروں	۲۷۲
.۸۲	کہو مؤمنوں صبح مسا حسین یا حسین یا حسین	۲۷۴
.۸۳	کون لٹ گیا پیاسا سامنے تیرے دریا	۲۷۸
.۸٤	کوئی حسین سا دنیا میں دوسرا تو نہیں	۲۸۱
.۸۵	کوفه ما تھیو اُ شور وبکاء	۲۸۴
.۸٦	کیسا قیامت خیز یہ منظر زینب نے دیکھ	۲۸۷
گ		
.۸۷	گرم ریتی پے میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں	۲۱۹
ل		
.۸۸	لاچار حسینا بے یار حسینا	۲۹۱
.۸۹	لٹ کے زینب آئی ہے	۲۹۴

م		
.٩٠	ماتم کرو حسین علیہ السلام کا	١٤
.٩١	ماتم کرو حسین علیہ السلام نو	٢٩٧
.٩٢	ماتم کرو مؤمنوں کربل کے مہاں کا عشرة مبارکة اهبة	٣٠٢
.٩٣	ماتم کی صف بچھی ہے اور رو رہا جہاں ہے	٣٠٥
.٩٤	مارا گیا بھائی رن میں زینب جائے کہاں	٣٠٨
.٩٥	محراب ما حیدر نے مارا	٢٨٤
.٩٦	مدينة جَدّنا لا تقبلينا	٣١٣
.٩٧	مظلوم یا حسینا مظلوم یا حسینا	٣١٦
.٩٨	مقتل سے آ رہی ہے صدا آؤ فاطمہ	٣١٩
.٩٩	مقتل کی سمت شان سے بڑھنے لگے حسین	٣٢٤
.١٠٠	میں حسین ہوں وہ حسین ہوں	٣٢٨
ن		
.١٠١	نانا کو دِیا تھا جو وعدہ شبیر نبھانے آئیں ہیں	٣٣٢

.۱۰۲	نبی و زاہرء کا ناز اُٹھانا حسین کو یاد آ رہا ہیں	۳۳٦
.۱۰۳	نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے	۳۳۹
.۱۰٤	نبی کے کاندھوں پہ چڑھنے والا	۳٤۲
.۱۰٥	ننھے معصوم کی شہادت ہیں	۳٤٥
.۱۰٦	نینوا بتا وہ کس کا لعل تھا	۳٤۷
.۱۰۷	نینوا کے دشت میں حشر کا سامان ہے	۳٤۹
	ھ ہ	
.۱۰۸	ہائے حسینا وائے حسین مخصوص کلام ۱٤۳۷	۳٥۱
.۱۰۹	ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے	۳٥۳
.۱۱۰	ہائے کربلا والوں ہائے کربلا والوں- شاہ کے اصحاب تھے مخصوص کلام ۱٤۳۷	۳٥٦
.۱۱۱	ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو	۳٦۰
.۱۱۲	ہر ایک تیرے غم میں ہیں نوحہ کناں زہرا	۳٦۳
.۱۱۳	ہے فاطمہ کے جگر کا ٹکڑا حسین آقا حسین مولی	۳٦۷

و		
.۱۱٤	وا محمداہ وا مصیبتاہ	۳۷۰
.۱۱۵	واویلا صدواویلا سرپیٹو مجبو واویلا ماتمِ سید الشہداء ع م	۳۷۲
.۱۱٦	وہ فاطمۃ کا لال تھا جیسے پانی نہیں دیا	۳۷۴
ی		
.۱۱۷	یاکربلا یاکربلا یا کربلا	۳۷۸
.۱۱۸	یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمۃ یا حسن یا حسین	۳۸۰
.۱۱۹	یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا	۳۸۳
.۱۲۰	یہ ماتم سدا رہے یہ غم یہ عزا رہے عشرۃ مبارکۃ اھبۃ	۳۸۵
.۱۲۱	یہ نہ پوچھو غمِ حسین سے کیا	۳۸۹
.۱۲۲	یوں کربلا میں لٹ گیا کنبہ حسین کا	۳۹۱
تمت		

ماتم کرو حسین علیہ السلام کا

ماتم کرو حسین علیہ السلام کا
ماتم کرو عزیزو تمہارے امام کا

ماتم کرو نبی کے نواسے کا اہلِ دین
ماتم کرو امامِ اِلٰہی مقام کا

ماتم کرو علی کے پیارے کا مؤمنو
ماتم کرو وہ فاطمہؑ کے لالہ فام کا

وہ کربلا کا نقشہ کرو تم دلوں میں اور
ماتم کرو اے مؤمنو شاہِ انام کا

آنسوں وہ کربلا کی بلا پر بہاؤ تم
غرفہ ملے جزاء میں وہ دارُ السلام کا

روز شہادت جمعہ کا دن دسویں وقتِ عصر
اور ماہ تھا عزیزو محرّم حرام کا

جس طرح تھا مقام حسن کا قعود کا
اس طرح تھا حسین کا رتبہ قیام کا

وہ تین دن کی پیاس وہ شدّت کی دھوپ تھی
کیا حال تھا وہ آل نبیِ کرام کا

زینب کی آہ و زاری شبِ قتل تھی سوا
فحوی سمجھ کے وہ شہ دیں کے کلام کا

رتبہ بلند ہے کربل کے وہ سب شہید کا
اصحاب و اہل بیتِ کرام و فخام کا

عباس وہ برادرِ سرور نے کی یہ عرض
شہ پر فدا ہے جان یہ شہ کے غلام کا

سقاء اہلِ بیت کے کاٹے جو دونوں ہاتھ
توڑا عدو نے بازو شہ مستضام کا

شادی ہوئی سکینہ کی دولہا ہوا شہید
ماتم وہ شادی پر ہے بپا خاص و عام کا

صدمہ تھا بس عظیم وہ بیکس حسین پر
اکبر سے نو جوان فلک احتشام کا

تھے نو جواں اٹھارہ برس کی عمر میں تھے
چہرہ تھا بس شبیہ نبی وہ ہمام کا

ختام نبی کی خاتم جو بخشی حسین نے
پورا ہوا ہے مدّعا وہ تشنہ کام کا

بھوکے پیاسے بچے تھے سب اور ملا نہ تھا
پانی کا گھونٹ ایک نہ دانہ طعام کا

شہزادے چھ مہینے کے اس کو عدو نے تیر
مارا ہے اور پلایا پیالہ حِمام کا

چھوٹی سی قبر کھود کے شہ نے نیام سے
جثّہ چھپایا شہزادہء ذی احترام کا

برپا ہوئی قیامت حرم میں تھا جب ہوا
ہنگام وہ حسین کے آخر سلام کا

زینب بہن حسین کی کہتی تھی یوں اے بھائی
ہمکو تو سامنا ہے مصائب عظام کا

زینب نے کربلا میں تھی اسپ حسین کی
تھامی رکاب پکڑا تھا چھیرا لگام کا

چوگرد سے حسین پہ مارا عدو کا تھا
تلوار اور تبر اور ہزاروں سہام کا

حملات حیدریّہ دِکھائے حسین نے
قبضہ تھا ذو الفقار سی قاطع حسُام کا

رب کی رضاء شہادت میں ہے شہ نے جان کر
شمشیر پر نقاب کیا ہے نیام کا

شمرِ لعیں نے سر کو جدا تن سے کر دیا
خنجر سے خوف چھوڑ کے وہ ذُو انتقام کا

ماتم تھا آسماں پہ ملائک کرام میں
چھایا ہوا تھا ابر زمیں پر ظلام کا

دل کیوں جلے نہ دھوپ میں وہ شہ کی لاش ہے
جس شہ کے جد پہ رہتا تھا سایہ غمام کا

مسند نبی کی تھی وہ جلادی لعینوں نے
سامان بھی جلایا ہے شہ کے خیام کا

ہے ننگے سر حرم وہ رسولِ خدا کے آہ
چوگرد گھیرا اُن پے ہے افواجِ شام کا

آثام وہ عظیمۃ کا بدلہ قریب میں
اعداء کو وہاں ملیگا خدا سے آثام کا

زین العبا کی گردن میں طوقِ گراں ہے آہ
اور ہاتھ میں ہے چھیرا شُترُ کی زِمام کا

عالم چھڑاوے اُنکو عدو نے کیا ہے قید
اور زور ہے بدن پہ وہ شہ کے سقام کا

نورِ خدا بُجھا دے ارادہ تھا بس یہی
شبیر کی شہادت سے اعداء لیام کا

لیکن ہوا تمام ہے سجّاد کے سبب
رب کا وہ نور کے لیئے وعدہ تمام کا

نوح و بکا ہمیشہ ہے آقا حسین کا
جہاں تک ہے باقی خلق میں نوحہ حمام کا

روئے پیاس پر تو حسینِ شہید کی
جوں مستحق ہو جنّت میں کوثر کے جام کا

رو تو شہیدِ کربل کے ماتم میں روز و شب
ہو شغل بس ہمیشہ یہی صبح و شام کا

ہو بے شُبہ مقیم نعیمِ مقیم میں
جنّاتِ عدن میں تو وہ بہتر مقام کا

شبیر کے جو ماتم میں روتے نہیں اُنہیں
ہرگز نفع نہ ہوگا صلوۃ و صیام کا

روضہ پہ شاہ کے ہے ملائک کا ازدحام
ہر گاہ ہوگا آخر نہ وہ ازدحام کا

زیارت میں ہے حسین کی سوجھ کا بس ثواب
روضہ کا ہے محل گویا بیتُ الحرام کا

تطواف وہ ضریح کا گویا طوافِ بیت
بوسہ کا وہ ضریح کے محل اِستلام کا

خاتم نبی کی عترۃِ اطہار پر ہے بس
اپنا بھروسا مؤمنو حُسنِ ختام کا

والد کے بعد فرزند وہ نسلِ حسین میں
ہونگے امام فرق نہ ہو یہ نظام کا

طیّب زمان کے مولی میرے اور امام ہے
ہے ہر گھڑی وظیفہ یہ پاکیزہ نام کا

جاری کیا ہے سلسلہ حضرت نے ستر میں
اپنے دعاۃ عظام وہ مُحی العظام کا

احسان ان دعاتوں کے ہم پر ہیں بیشمار
کہاں تاب شکر ہو سکے انعم جسام کا

حبل اللّٰہِ المتین ہے دعوۃ وہ شاہ کی
اَمرِ اِلٰہ اسی سے ہے بس اعتصام کا

دعوۃ ہے شہ کی عروۃ وُثقٰی بلا مراء
اندیشہ کوئی طرح سے نہیں انفصام کا

طہٰ نبی و طہٰ کی عترۃ کرام کو
بارِ خدا دے تحفہ صلوۃ و سلام کا

✱✱✱✱✱

آتی تھی صدائے زہرا بیٹا مارا گیا

آتی تھی صدائے زہرا بیٹا مارا گیا
سہ روز سے بھوکا پیاسا بیٹا مارا گیا

اے میرے جگر کے ٹکڑے کیا ظلم کیا ظالم نے
اِک گھونٹ بھی وقتِ ذبح پانی نہ دِیا قاتل نے
خنجر جو کند چلایا بیٹا مارا گیا

اے لعل یہ تپتی ریتی یہ دھوپ بلاء کی گرمی
آ جاؤ گلے لگ جاؤ سونی سونی ہے گودی
میری جان سے میرا پیارا بیٹا مارا گیا

جو برچھیاں تجھکو مارے کیا فضل تیرا وہ جانے
احمد کا نواسا تجھسا ڈھونڈے تو ڈھونڈ نہ پائے
کاندھے پہ چڑھنے والا بیٹا مارا گیا

عباس کو دی تھی مشکی دریا سے کہ لائے پانی
دریا پہ گرا ہے اپنے شانوں کو کٹا کر غازی
ہے شور کہ دیکھو علی کا بیٹا مارا گیا

اکبر کے جگر سے نیزہ تیرا ہی دم تھا نکالا
اٹھارہ برس والے کو کاندھے پہ اپنے اُٹھایا
وہی پیڑی کا جو سہارا بیٹا مارا گیا

اصغر کی لحد پر تیرا اشکوں کا دریا بہانا
شبیر تیری حالت پر روتے ہیں علی اور نانا
ہاتھوں پہ تیرے تیرا بیٹا مارا گیا

تھا عرشِ خدا پر لرزہ جب شہ نے بجایا سجدہ
تھا کند چھری کی زَد میں اللہ کا پیارا بندہ
آغوش نبی کا پالا بیٹا مارا گیا

محشر کے روز جو سورج بھالے کی نوک پہ ہوگا
زہرا کے ساتھ میں سارا عالم بھی سوگ میں ہوگا
اُس وقت یہ ماتم ہوگا بیٹا مارا گیا

شہ سیفِ ہدیٰ کے لب سے مقتل جو بیاں ہوتا ہے
مجلس میں وہاں اے عابد محشر ہی عیاں ہوتا ہے
کہتے ہیں وہ جب زہراء کا بیٹا مارا گیا

*****

اٰج شبّير اوپر بلاء ڇهے

اٰج شبير اوپر بلاء ڇهے اٰج تو كربلاء كربلاء ڇهے

پياس سي اٰج اٰلِ محمد انے بچڑؤ سب تَلمَلا ڇهے

تهي فجر ما بهري انے سانجے سوني سوني تهئي كربلاء ڇهے

علي اكبر شهيد تهئي نے خُلد ما پنجتن نے مِلا ڇهے

تهيا مقتول عباس غازي نهر سي جيارے پاچها ولا ڇهے

تهئي شادي سكينة ني دولها موكي دُلهن نے رن ما چلا ڇهے

جهولا موكي تهيا قتل اصغر جر نو قاتل لعين حرملة ڇهے

پچھي شبير نا سجدة اندر شمر ملعون يہ کاٹا گلا چھے

دھول ماتھا ما ناکھي محمد ٰايا رووانے دَر کربلاء چھے

ٰاہ سکينه نے مارا طمانچہ انے سر بيبيوں نا کُھلا چھے

چلا زينُ العبا سارباں تھئي اَھلِ بيت نا خيمة جلا چھے

يہ حسين نا نائب محمد نا عجب حُزن ما ولوله چھے

ٰاج بيٹھا حصير نا اُوپر غم سي محزون انے مُبتلى چھے

پرسو ديوانے ٰايا مَلاَئِك اِنس وجِن انے اِھلُ الولاء چھے

ٰاج رووانے ٰايا يماني اَنبياء اَوِلياء کربلاء چھے

*****

آج ماتم شاہِ اُمم ہے

آج ماتمِ شاہِ اُمم ہے   آج تاریخ یارو نہم ہے
کل تو عاشورا روزِ دَہَم ہے   آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو یارو قیامت اُٹھے گی   کل تو زہراء کی کھیتی لٹے گی
کل محرم کی دسویں ہوگی   آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو باغ لٹیگا نبی کا   اور کل گھر جلیگا علی کا
سر کٹیگا خدا کے ولی کا   آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو آسمان ٹوٹ پڑیگا   کل تو غم ملکوت کریگا
بی بی زہرا کا پوت مریگا   آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو روئینگے جن شہِ دیں کو　　کل تو زلزلہ ہوگا زمیں کو
کل تو غم ہوگا روحُ الامیں کو　　آہ حسینا کہو وا حسینا

کل حسین پہ بھاری بلا ہے　　خنجرِ شمر شہ کا گلا ہے
کربلا کربلا کربلا ہے　　آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو عباس زمیں پر گِرینگے　　کل تو قاسم کے ٹکڑے کرینگے
کل تو اکبر علی بھی مرینگے　　آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو دولہے کی ہووے گی شادی　　اُسکو دینگے مبارک بادی
آوے گی اُسکی فاطمۃ دادی　　آہ حسینا کہو وا حسینا

کل تو چھینیگے زینب کی چادر کل تو لوٹینگے دُلہن کے گوہر
اور چھنیگے سکینہ کے گوہر آہ حسینا کہو وا حسینا

کل کی کیا کہوں یارو میں حالت اب زباں میں نہیں میری طاقت
صاف کہتا ہوں کل ہے قیامت آہ حسینا کہو وا حسینا

*****

اصغرِ معصوم تیرا جھولنا

اصغرِ معصوم تیرا جھولنا ۔ اصغرِ معصوم تیرا جھولنا

لشکرِ شبیر کی ہے شان تیرا جھولنا ۔ بانو و زینب کو جس پہ مان تیرا جھولنا
ہو گیا اسلام پہ قربان تیرا جھولنا ۔ کر گیا پختہ میرا ایمان تیرا جھولنا

کس نے کہا ہے کے فقط جھولا تیرا جھولنا ۔ چھوٹے سے بچّوں کا ہے بہلاوا تیرا جھولنا
سچ تو یہ ہے دِین کا گھوارہ تیرا جھولنا ۔ حیدری شانات کا نظارہ تیرا جھولنا

اَشقیاں تجھکو ستائے روئے تیرا جھولنا ۔ بے زباں کچھ کہہ نہ پائے روئے تیرا جھولنا
پیاس میں تو تلملائے روئے تیرا جھولنا ۔ تو جو اِک آنسوں بہائے روئے تیرا جھولنا

راس نہ آیا تجھے بے شیر تیرا جھولنا ۔ بن گیا اُجڑی ہوئی تقدیر تیرا جھولنا
کربلا میں ظلم کی تصویر تیرا جھولنا ۔ ڈھونڈتی ہے مادر و ہمشیر تیرا جھولنا

اصغر معصوم تیرا چُھوٹ چلا جھولنا ۔ تیر لگا قتل ہوا ختم ہوا جھولنا
بن گئی ہے خاکِ زمیں کرب وبلا جھولنا ۔ خلد میں اب جھولنا وہ فاطمۃ کا جھولنا

روتا ہے تجھکو اے میرے تشنہ دہن جھولنا ڈھونڈتا رہتا ہے تیرا ننھا بدن جھولنا
شہ نے بنایا ہے تیرا گور و کفن جھولنا تو جو نہیں کس کو جھلائے گی بہن جھولنا

ہائے رے بانو کو تیرا یاد آئے جھولنا کیسے سکینہ وہ تیرا بھول جائے جھولنا
بن تیرے اُجڑا ہوا ہر پل رُلائے جھولنا ہر گھڑی سیدانیوں کا دل دُکھائے جھولنا

روئیگی دنیا ہمیشہ ننھے سے مظلوم کو کربلا کے جھولنے والے شہ معصوم کو
خالی ہوا تجھسے جو گہوارہء محروم کو اُجڑی ہوئی گود کو وہ مادرِ مغموم کو

اُجڑے ہوئے جھولنے کا صدقہ ملے یاحسین ما سِوی اِس غم کے کوئی غم نہ ملے یاحسین
جیتے جی اولاد کا نہ صدمہ ملے یاحسین سوکھی ہوئی ڈال کو بھی غنچہ ملے یاحسین

عرض میری صاحبِ تطہیر لے لو یاحسین ذاکرہ کا پرسہء بے شیر لے لو یاحسین
پیش کیا نوحہء دلگیر لے لو یاحسین خون میں ڈوبی ہوئی تحریر لے لو یاحسین

*****

اُجاڑ ڈالا ظالموں نے گلشن زہرا کا

اُجاڑ ڈالا ظالموں نے گلشن زہرا کا
بھرا ہوا تھا خونِ جگر سے دامن زہرا

نبی نے دنیا سے کی جو رحلت ہے ٹوٹی آلِ نبی پہ آفت
نہ چین اِک پل کِسی نے پایا نہ پائی ہرگز کِسی نے راحت

علی کی گردن میں کالا رسّا بتول کے گال پر طمانچہ
زہر حسن کو دِیا دغا سے حسین کا ہائے سر اُتارا

ستم کی یہ جو سنے بیانی رُکے نہ آنکھوں سے خوں روانی
وہ کلمہ گویوِ کی میزبانی نبی کی عترت پہ ظلم رانی

حسین کے دل کا حال پوچھو وہ زخم دل پر ہے کھائے دیکھو
کِسی کو مقتل کی دے رزا اور کِسی کا لاشہ اُٹھائے دیکھو

پسر کِسی ماں کا مر رہا ہے کِسی سے بھائی بچھڑ رہا ہے
کہیں پہ دُلہن تڑپ رہی ہے کِسی کا جھولا اُجڑ رہا ہے

گہن میں سورج نہ آئے کیوں کر گِرے ہے جلتی زمیں پہ سرور
وہ جسکے چہرے سے نور لیتا بھرا ہے خوں میں وہ چہرہ انور

کہا شہ دیں نے اُٹھ اے ابتر جھکے گا سجدے میں اب میرا سر
دعاءکولب ہِل رہے تھے شہ کے لعین کا چل رہا تھا خنجر

لعیں نے جس پر چھری چلائی — تھا ایک دُکھیا بہن کا بھائی
غریب تھا بے وطن تھا بے کس — سہارا زینب کا تھا وہ بھائی

بھلا اُسے چین آئے کیسے — پڑے ہوئے بے دفن ہے لاشے
رداء بھی زینب کی چھن چکی ہے — تمام خیمے بھی جل چکے ہے

اُجڑ گیا باغِ فاطمۃ پر — ہیں آج آباد مؤمنیں ہر
بقاء اسلام کی ہی خاطر — لُٹایا شبیر نے بھرا گھر

سِوی غمِ شہ ملے نہ اور غم — یہ مولی تیری دعاء اعظم
فداء فداء جان اِس دعاء پر — سدا کراؤ حسین کا غم

ضریح زہرا بناؤ مولی یہ بشری جلدی سناؤ مولی
مدد پہ ہیں پنجتن تمہارے یہ معجزہ اب دِکھاؤ مولی

زمانہ دیتا ہے یہ گواہی حسینی داعی کی شاں نرالی
اِنہیں سے زندہ ہے ذکر عابد حقیقی شبیر کا فدائی

* * * * *

آغوش میں جسکو پالا پردیس میں اُسکو مارا

آغوش میں جِسکو پالا پردیس میں اُسکو مارا
مظلوم لُٹا کربل میں زہرا تیرا راج دُلارا

روئی ہے ولادت پر بھی روئی ہے شہادت پر بھی
شبیر تجھے ماں تڑپی نہ چین مِلا پل بھر بھی
عاشور کو لمحہ لمحہ روتا رہا کربل میں

قاسم کے الم سے تڑپے دولہا کا وہ لاشہ دیکھے
کِس کِس کا اُٹھائے لاشہ کِس کِس کو وہ بے کس روئے
بخشش کے لیئے گھر اپنا دیتا رہا کربل میں

بچے بھی ہیں اُسکے پیاسے اور پہرے لگے دریا پہ
بچوّں نے جو پانی مانگا تو آنکھ سے آنسوں برسے
سقاء بھی نہر پر بچھڑا بے آس ہوا کربل میں

بیٹا بھی جواں دے دیگا سینے سے ِسناں کھینچیگا
اٹھارہ برس والے کی میت بھی اُٹھا لائیگا
کاندھے پہ لیئے وہ لاشہ گھر کو چلا کربل میں

جب تیر لگا گردن پر ہاتھوں پہ جو گذرا اصغر
کوئی تو مدد کو آئے تنہا ہے تمہارا دلبر
غربت میں پسر خود اپنا لیکے چلا کربل میں

جب ٹوٹ پڑا تھا لشکر لاکھوں تھے وہ اِک بیکس پر
تلوار کِسی نے ماری تو مارا کِسی نے پتھر
اماں کی صدائیں اُس جا دیتا رہا کربل میں

آئی یہ صدا ماں آؤ گودی میں اب تو سلاؤ
اب آخری یہ سجدہ ہے ہمت میری آ کے بڑھاؤ
مشکل میں پسر ہے تمہارا کہتا رہا کربل میں

ماں فاطمہؑ آئی کربل بالوں سے سنوارا مقتل
میرا لال کریگا سجدہ جب عصر کا آئیگا پل
اُس جلتی زمیں پر سجدہ کرتا رہا کربل میں

سجدے میں ہے اب تو دلبر چلتا ہے شمر کا خنجر
سر تن سے جدا ہوتا ہے ، ہیں دونوں جہاں میں محشر
اُس دم بھی دعا کا توشہ کرتا رہا کربل میں

زہرا کے پسر کو رو لو اے مؤمنوں ماتم کر لو
پرسا یہ عزاداروں ہے یہ سیفِ ہدیٰ کو دے دو
جِن کے لیئے سجدہ دعا کا کرتا رہا کربل میں

یارب تو میرے آقا کو ، شہ سیفِ ہدیٰ مولیٰ کو
تا حشر سلامت رکھنا اور شاد سدا مؤمن کو
مؤمن کے لیئے ہی کیا کیا غم سہ گیا کربل میں

دے حیدری قوّت اِنکو ، شبیر کی ہمت اِنکو
عباس کا زورِ بازو سجّاد کی طاقت اِنکو
سجدے میں انکو دعائیں دیتا رہا کربل میں

بفضل رضاءِ پیمبر ، بہ عطاءِ بتولِ اطہر
زہرا کی ضریح بنائے ، ہو انکی مدد پہ حیدر
برکات کا ایسا ذخیرہ کرتا رہا کربل میں

یہ عرض جمالی کرلے ، شبیر کا واسطہ دے کے
مشکل ہو ہماری آساں ، شہ سیفِ ہدیٰ کے دم سے
اِس غم کا ہے تجھکو وسیلہ جو سہ گیا کربل میں

*****

اکبرِ نو جواں کا ماتم ہے

اکبرِ نو جواں کا ماتم ہے　　جانِ احمد کی جاں کا ماتم ہے

مِٹ گئی لو شبیہ احمد کی　　مالکِ دو جہاں کا ماتم ہے

اہلِ دیں کیوں نہ غم منائے آج　　دِین کے پاسباں کا ماتم

جس نے اسلام کو بہاریں دی　　اُس گُلِ گلستاں کا ماتم ہے

دیکھو بانو کی آس ٹوٹ گئی　　اُسکے کڑیل جواں کا ماتم ہے

رو رہی ہے فرات کی موجیں　　تشنہ لب مہماں کا ماتم ہے

کھا کے برچھی کا پھل جو سویا تھا　　آج اُس نو جواں کا ماتم ہے

روکے کہتی ہے زینبِ مغموں　　خستہ دل خستہ جاں کا ماتم ہے

*****

آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب

آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کیا آن بان کل تھی نکلی تھی جب وطن سے
اٹھارہ چاند لے کر تاروں کی انجمن سے
خوش رنگ پھول چن کر اسلام کے چمن سے
بلبل چلی تھی گویا گلزار پنجتن سے
آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

بانو کی وہ عماری وہ اُسکے ساتھ جھولا
جھولے میں چاند جیسا اک ننھا مُنّا بچہ
جیسے صدف میں موتی جیسے چمن میں غنچہ
بانو کے دل کا ٹکڑا شبیر کا کلیجہ
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

جانے کی شان وہ تھی آنے کی یہ ادا ہے
پہچاننا ہے مشکل چہرہ اُتر گیا ہے
پردیس میں سبھی کچھ دُکھیا کا لُٹ چکا ہے
زینب نہیں ہے گویا تاریخِ کربلا ہے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

اِک دو پہر میں سارا گلشن لُٹا چکی ہے
مِٹّی میں چاند تارے اپنے چھپا چکی ہے
ٹکڑے دل و جگر ہے وہ زخم کھا چکی ہے
اسلام کو بچا کر خود کو مٹا چکی ہے
آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

قاسم کو رو چکی ہے اکبر کو رو چکی ہے
عباس جیسے مِیرِ لشکر کو رو چکی ہے
ننھے شہیدِ اعظم اصغر کو رو چکی ہے
بس انتہاء تو یہ ہے سرور کو رو چکی ہے
آنے کو تو وطن میں اب آ رہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

یہ سوچتی ہے دُکھیا پوچھینگے لوگ مجھسے
یثرب کے چاند تونے زینب کہاں چھپائے
ہمراہ جانے والے ہمراہ کیوں نہ آئے
کتنوکو لے گئی تھی آئے ہیں ساتھ کتنے
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کانٹوں پہ چل چکی ہے پھولوں میں پلنے والی
اسلام کی خطیبہ یوں دیکھنے میں قیدی
بنیاد تک ہلا دی جس نے یزیدیت کی
زنداں کہاں یہ جنت کی شاہزادی
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

کس کس کو میں دِکھاؤں سوغات کربلا کی
دِرّوں سے پشت زخمی اور نیلگوں کلائی
سجاد ناتواں کی مسند اُدھر جلائی
زہرا کے لاڈلے کی پوشاک خوں میں ڈوبی
آنے کو تو وطن میں اب آرہی ہے زینب
اہلِ وطن سے لیکن شرما رہی ہے زینب

*****

اہل حرم کو لیکر شبیر آ رہے ہیں

اہلِ حرم کو لیکر شبیر آ رہے ہیں
اے کربلا تیرے یاں مہمان آ رہے ہیں

طے کرتے ہی منازل یہ کاروانِ شاہی
پہنچا جو کربلا میں شبیر نے صدا دی
ٹھہرو یہیں ہم اپنا مسکن بنا رہے ہیں

شانے کٹے تو غازی ہے ہے گِرا زمیں پر
مشکیزہ چھد گیا اور پانی بہا زمیں پر
یہ دیکھ کر شہ دیں آنسو بہا رہے ہیں

خیمے کے در سے زینب روکر یہ کہہ رہی تھی
یہ نو جواں کی میت شہ سے نہ اُٹھ سکے گی
ٹھہرو نجف سے بابا کو ہم بلا رہے ہیں

ایک تیر حرملہ نے صد حیف ایسا مارا
بے شیر کے گلے سے چھوٹا لہو کا دھارا
گہوارہء اجل میں سرور سلا رہے ہیں

بھائی حسین سے یاں زینب بچھڑ نہ جائے
پھولا پھلا چمن یہ بن میں اُجڑ نہ جائے
یہ سوچ کر سبھی کے دل تھر تھرا رہے ہیں

عباس کو نظر بھی آنے لگے تھے خیمے
دل میں خوشی تھی بے حد پانی پیئینگے بچے
لیکن ستم کے بادل یہ کیسے چھا رہے ہیں

اے شمر اُٹھ کہ میرا اک کام آخری ہے
کر لوں دعائیں آخر بخشش کی یہ گھڑی ہے
یہ کہہ کے شاہ آخر سجدہ بجا رہے ہیں

بس اِک یہی دعا کی ہے اِس زُباں کو عادت
مولی رہے سلامت مولی رہے سلامت
ہم ہر دعا میں اپنی یہی مانگے جا رہے ہیں

عرضِ غلام ادنی عابد رشیق کی ہے
مولی کے ساتھ زیارت منشا دلی یہی ہے
دیکھے حسین اب کب قسمت جگا رہے ہیں

*****

اہل حرم میں رونے کی دھوم واویلا

اہل حرم میں رونے کی دھوم واویلا　　ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا
جلتا ہے گھر جلتی ہے قناتیں　　روتے ہیں سب بچّے معصوم واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

دیش مدینہ کا ہے چھوڑا　　زہرا بھیو غمناک
بیری ستاوے بن ما بلاوے　　بیوہ اُڑائیں خاک
سر سے ردائیں لیتے ہیں – واویلا　　طعنے ستمگر دیتے ہیں – واویلا
کوئی نہیں ہے سر پر وارث　　کسکو پکارے یہ مظلوم واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

جاں کو سلاوے چھاتی اوپر   زہرا کا دلدار
واں کو لِٹاوے دھرتی بھیتر   مارے شمر ہر بار
بالیاں چھینی بچیّ کی – واویلا   اُس پر ایذا اور بھی دی – واویلا
کان پھٹے ہیں خون ہے بہتا   تڑپت ہیں بچےّ معصوم – واویلا

ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

ایک چدریہ دیت نہ کوئی   شرم بھری شرمائے
چپکے چپکے رووت رووت   ہاتھ کڑی بندھوائے
سہتی ہے کلثوم آہ محن – واویلا   بازوئے زینب اور رسن – واویلا
بیٹیاں زہرا اور علی کی   آج یہ کیسا ہے مقسوم - واویلا

ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

سوئے زمیں پر سارے براتی شادی نہ آئی راس
دُلہن کہتی عبداللہ کی توڑی ہماری آس
قید ہوئی اِک شب کی دُلہن – واویلا کُھل گیا کنگنا باندھی رسن – واویلا
روتی ہے زینب خاک اُڑا کر پیٹتی ہے سر اُمِّ کلثوم – واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

کوئی نہ پوچھے کوئی نہ آوے کوئی نہ دیوے داد
جسکے من میں جیسا آوے ظلم کرے جلاّد
سب کو بٹھایا اونٹوں پر – واویلا دی نہ کسی کو اِک چادر – واویلا
شام کو سرور آہ چلے ہیں لے کے حرم کو لشکرِ شوم – واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

کربل بن ما لوٹ مچی ہے بندری کرے فریاد
سوئے سب پردیس مسافر دیش بھیو برباد
بچّوں کو کوئی روتا ہے – واویلا رن میں کوئی جاں کھوتا ہے – واویلا
کہتی ہے بانو اصغر جانی چھیدا تیرا نازُک حلقوم - واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

اور دُکھاوے دُکھتے دل کو ترس نہ کوئی کھائے
دُکھ ما ستاوے قیدی بناوے لاکھ دُکھی چلاّئے
طوق پہنایا عابد کو – واویلا کہتے ہیں اُسکو چین نہ دو – واویلا
تن میں ہے تپ اور بیڑیاں بھاری کیسی بلا میں ہے مظلوم – واویلا
ہائے مارا گیا سید مظلوم واویلا

*****

اے مؤمنو شبّیرنو غم کرو وہ مظلوم کربل نو ماتم کرو

اے مؤمنو شبّیرنو غم کرو وہ مظلوم کربل نو ماتم کرو
نبي نا نواسا نو ماتم کرو علي نا پیارا نو ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

چھے فرماوے سیفُ الھدی ھر گھڑي حسین نا غم نے نہ بھولو کبھي
گناھو نے بخشاؤ ماتم کري حسین ابنِ حیدر نو ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

حسین پہ ھر ظلم جھیلا مگر آ اُمّة نو آسان کیدو سفر
کٹایو چھے اُمّة نا واسطے سر ، کري یاد احسان ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

عجب شہ پہ شادي رچاوي وھاں نہ شربت نہ پاني نو قطرہ جہاں
سکینہ پُکارا کے چالا کہاں آ اِك دن نا دولہا نو ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

علمدار پاني جو ليوا گيا كٹاوي نے هاتھو نے مارا گيا
ا بچاؤ پياسا نا پياسا رهيا ، وه سقائے بے كس نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

تڑپتا تھا معصوم اِك جھولا ما پِلاوّا نے پاني چھے لايا شها
مگر تير كھائي نے اصغر هنسا ، وه چھے ٦ ماه نا دلبر نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

گيا رن ما اكبر بھي لئي نے رزا ستمگرنا دل ما نہ اوي ديا
سِناں كھائي گھوڑا سي رن ما گرا ، وه هم شكل طٰه نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

حسين نا تن پر هزارو زخم انے ايك دل پر بہتر نو غم
هے شه پر چھے گذرا ستم پر ستم ، وه لاچار و مضطر نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

شمرؔ ايو هاتھ مالئي نے چھري انے پگ ما لوكھنڈ نا موزا دھري
آ منظر نے ديكھے چھے دَر پر كھڑي ، وه زينبِ مضطر نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

لگاوے چھے ٹھوكر وه شبّيرنے چلاوے چھے حلق پر شمشير نے
زرا رحم آيو نہ بے پير نے ، وه معصوم سرور نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

گھڑي وه قيامة ني آوي گئي شه ديں ني سجدة ما گردن جھكي
وه بوٹھي چھري تھي جبر گردن كٹي وه كربل نا بے سر نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

فدا اهلِ بيت بھي سب تھئي گيا آ آلِ نبي پر سوز آوي ميا
فقط گھر ما سجّاد باقي رهيا نبي نا بھرا گھر نو ماتم كرو
حسين حسين حسين حسين حسين حسينا

مفضل نے دیکھا سدا حُزن ما شَہِ کربلا ني ھر ایك بزم ما
چھے آنسوز سدا آپني آنکھوز ما چلو ساتھے مولی نا ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

کراوے چھے ماتم یہ وہ شان نو نظر آوے کربل نو بس واقعة
ثوابو سي دامن بھرو مؤمنو ، آ جنة نو توشو چھے ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

حسین نا داعي ني آ شان چھے کہ جہ نا سي باقي آ ایمان چھے
اے ادنی آ مولی نو فرمان چھے ، سدا یاحسینا نو ماتم کرو
حسین حسین حسین حسین حسین حسینا

*****

ای وائے اصغر لاڈلیا

ای وائے اصغر لاڈلیا ای وائے اصغر لاڈلیا
بانو کے بدرِ منیر وائے اصغر لاڈلیا

مانگا اصغر میں نے پانی دیتے نہیں یہ ظلم کے بانی
کونسی ہے تقصیر وائے اصغر لاڈلیا

سوکھی زباں تم اُن کو دِکھادو پیاسا ہوں میں اُن کو بتادو
نکلی زباں بے شیر وائے اصغر لاڈلیا

حرملہ سے بولا ظالم خیمے میں اصغر جائے نہ سالم
بنا نِشانے تیر وائے اصغر لاڈلیا

تم سے کہوں میں اُس نے کِیا کیا ناوک کو چِلو سے ملایا
پھینکا نِشانے تیر وائے اصغر لاڈلیا

مادر کھڑی ہے خیمے کے در پر آئیگا میرا ننھا سا اصغر
پی کر اَبھی وہ نیر وائے اصغر لاڈلیا

اُجڑ گیا ہے جھولا تیرا رباب ہر سو اب ہے اندھیرا
کیسے کہے شبیر وائے اصغر لاڈلیا

سکینہ بن میں دیتی صدا ہے بھائی تو لینے نیر گیا ہے
کیوں کر ہوئی تاخیر وائے اصغر لاڈلیا

ننھے سے ہنسلیوں والے کے صدقے گودی اے رب تو ہماری بھر دے
در پہ ہے تیرے فقیر وائے اصغر لاڈلیا

برہان دیں محزون ہے غم میں ننھے مجاہد کے ماتم میں
کہتے ہیں طفلِ صغیر وائے اصغر لاڈلیا

*****

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا

ایک بار اور مجھے گود میں لے لو بابا
پھر کہاں آپکی آغوش کہاں پہ دُکھایا

ہوکے رُخصت جو چلے گھر سے شہ کرب و بلا
واحسینا کا ہوا شور حرم میں برپا
سنکے یہ دوڑی سکینہ کے ٹھہر جاؤو زرا

چچا عباس گئے لوٹ کے پھر نہ آئے
میرے دو چاند سے بھائی بھی نہ گھر کو آئے
دو گھڑی میں ہی میرا دولھا گیا ہے مارا

شہ نے بچّی کو جو بے حال پریشاں دیکھا
روکے یہ پوچھا کے کیا حال ہے اے ماہ لقا
جوڑ کر ننھے سے ہاتھو کو سکینہ نے کہا

جسکی دھارس تھی وہی نہر پہ جاکر سوئے
کربلا آکے میرے چاند سا بھائی کھوئے
کسکو میں یاد کروں کسکو بلاؤں میں بھلا

آپکے بعد میرا کون ہے چاہنے والا
اِس قدر پیار سے کیوں آپنے مجھکو پالا
آپکے بعد بھلا زندہ رہونگی بابا

ن

یہ تو سوچو کہ بھلا کیسے جیونگی تنہا

اپنے سینے پہ بھلا کون سلائیگا مجھے
جو میں رُٹھونگی تو پھر کون منائیگا مجھے
جوڑ کے ننھے سے ہاتھوں کو سکینہ نے کہا

اب نہ پیاسی ہو نہ پانی کی ضرورت ہے مجھے
کوئی حاجت نہیں بس ایک یہ حسرت ہے مجھے
دیکھ لوں آج میں جی بھر کے تمہارا چہرہ

کیا خبر ہے کوئی بات بھی اب ہو کے نہ ہو
کون جانے کے ملاقات بھی اب ہو کے نہ ہو
دل دھڑکتا ہے میرا بہرِ نبی بہرِ خدا

ن

جیتے جی آپ سے اب مِل نہ سکونگی بابا

سوچتی ہو کے طمانچے مجھے مارے نہ کوئی
گشوارِ میرے کانو سے اُتارے نہ کوئی
وِہم آتے ہے میرے دل میں نہ جانے کیا کیا

میں تو سمجھی تھی کی یوں ہی مجھے بہلاتے ہو
تھا نہ معلوم کے مرنے کے لیئے جاتے ہو
تم ہمیشہ کے لیئے ہوتے ہو اب مجھسے جدا

جس گھڑی شمر ستمگار ستائیگا مجھے
میری فریاد پہ کون آکے بچائیگا مجھے
نہ تو بھائی علی اکبر ہے نہ عباس چچا

اپنی آغوش میں للہ اُٹھالو مجھکو
آخری بار کلیجے سے لگالو مجھکو
جیتے جی آؤ نا آؤ میرے پیارے بابا

بابا سینے سے سکینہ کو لگاتے جاؤ
اب کہاں ہوگی ملاقات بتاتے جاؤ
تمکو اکبر کی قسم غنچہ دہاں کا صدقہ

مولی برہان دیں سے غم کی بیانی سن کر
جو سکینہ پہ ہوئی اُنکی زبانی سن کر
یاحسینا کی صداؤں پہ کروں جان فداء

*****

بہتر اِس طرف ہے اُس طرف لاکھو کا لشکر ہے

بہتر اِس طرف ہے اُس طرف لاکھو کا لشکر ہے
بہتر میں یہاں اِک بے زباں معصوم اصغر ہے

فرات افسوس تیرے سامنے سہ روز کا پیاسا
محمد کا نواسہ فاطمۃ زہرا کا دلبر ہے

حسین ابن علی ہے امتحاں کی سخت منزل ہے
مصِر میداں میں جانے کے لیئے قاسم سا دلبر ہے

گلے پر تیر ہے سوکھی زباں ہے باپ کی گودی
علی اصغر کی قربانی کا محشر خیز منظر ہے

گہن لگنے سے پہلے تو بھی اے عاشور کے سورج
ذرا یہ دیکھ لے کِسکا گلا ہے کِس کا خنجر ہے

نظامِ دو جہاں میں اِنقلابِ عام آئیگا
شہ دیں کے گلے پر خنجرِ شمرِ ستمگر ہے

تمہاری غیرتوں کو کیا ہوا ہے اے مسلمانو
ہجوم عام اور آلِ عبا محتاج چادر ہے

کوئی اُن بے خبر کوفے کے باشندوں سے یہ کہہ دو
کہ آنکھیں بند کر لو ثانیء زہرا کھُلے سر ہے

❋❋❋❋❋

بھول جائینگے سب کچھ کربلا نہ بھولینگے

بھول جائینگے سب کچھ کربلا نہ بھولینگے
جو حسین پر گذری وہ جفا نہ بھولینگے

کیا وہ غم کا افسانہ بھولنے کے قابل ہے
کیا وہ قافلہ پیاسا بھولنے کے قابل ہے
کیا فرات کا پہرا بھولنے کے قابل ہے
قتلِ عام عترت کا بھولنے کے قابل ہے

اُس کی یاد میں ایک دن کُل جہان روئیگا
ہر ضعیف روئیگا ہر جوان روئیگا
یہ زمین روئیگی آسمان روئیگا
اُس کا ہر تَولّائی دے کے جان روئیگا

ظلم جو مسافر پر ہو گیا نہ بھولینگے
اُس کی تشنہ کامی کا ماجری نہ بھولینگے
ابتدا نہ بھولینگے اِنتہا نہ بھولینگے
فاطمۃ کے پیاروں کا مرتبہ نہ بھولینگے

جس زمیں پہ دم توڑا وارثِ پیمبر نے
ہر قدم پہ تڑپایا شامیوں کے لشکر نے
آخری اذاں دی تھی جِس فضا میں اکبر نے
لی جہاں ایک انگڑائی تیر کھا کے اصغر نے

سوگوار آنکھوں کے اشک غم ڈھلے کتنے
پھوٹ پھوٹ کر روئے دل کے آبلے کتنے
تا بہ شام آئے ہیں سخت مرحلے کتنے
عصر تنگ ہونے تک کٹ گئے گلے کتنے

کس غضب کے تیور تھے زخم کھانے والوں کے
عشق کے مُصَلّے پر سر کٹانے والوں کے
رن کو جانے والوں کے مر کے آنے والوں کے
آج تک لرزتے ہیں دل زمانے والوں کے

اپنے مرنے والوں کو نجم ہم بھولا دینگے
اُسکا غم اُبھارینگے اپنا غم دبا دینگے
اُسکی یادِ خلقت کا مدّعا بنا دینگے
جی کے ہم دِکھا دینگے مر کے ہم دِکھا دینگے

✱✱✱✱✱

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

کرب و بلا السلام — شاہ سے کہنا پیام
بھائی میرے تشنہ کام — کرتی ہے زینب سلام

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

نینوا رکھانا خیال — قبر نہ ہو پائیمال
دفن ہے بانو کا لال — ہے یہی تجھسے سوال

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

اکبر گلگوں قبا — سینے پہ نیزہ لگا
جامِ شہادت پیا — پیاس بجھی مہ لقا

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

عون و محمد بھی آؤ   ماں کو ذرا دیکھ جاؤ
ماموں کو اپنے بلاؤ   ناقوں پہ سب کو بٹھاؤ

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

خاک سے دولہا اُٹھو   آ کے دولہن سے ملو
آؤ سکینہ چلو   بھائی سے اپنے کہو

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

گلشن زہرا مِٹا   آئی یہ کیسی گھٹا
بھائی بہن سے چھٹا   شاہ کا کنبہ لٹا

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

بھائی جو تم ہو خفا　　کچھ نہ کفن کو مِلا
کیا کرے زینب بھلا　　سر پہ نہیں ہے ردا

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

تھے یہی زینب کے بین　　ہائے شہ مشرقین
تم تو سدھارے حسین　　دل کو نہیں میرے چین

بیکسوں کا قافلہ جا رہا ہے شام کو

*****

تشنہ دہن حسین غریب الوطن حسین

تشنہ دہن حسین غریب الوطن حسین
غربت میں تین روز رہے بے کفن حسین

بے شیر کو گلے سے لگایا مگر نہ روئے
تلوار سے مزار بنایا مگر نہ روئے
لاشہ جواں کا رن سے اُٹھایا مگر نہ روئے
یہ صبر تھا کہ گھر کو لٹایا مگر نہ روئے
دشتِ ستم میں لٹ گیا سارا چمن حسین

ننھا سا چاند کھو گیا پانی کے واسطے
چہرے کو خوں میں دھو گیا پانی کے واسطے
عالم سیاہ ہو گیا پانی کے واسطے
بچہ لحد میں سو گیا پانی کے واسطے
خاکِ شفا میں مِل گئی سب انجمن حسین

چھوڑا فرس کو خاک کے بستر کے سامنے
شاکر رہے خدا پہ مقدر کے سامنے
سوکھے گلے کو رکھ دِیا خنجر کے سامنے
غربت میں ذبح ہو گیا خواہر کے سامنے
ہے دشتِ کربلا میں چراغِ وطن حسین

خوں دل کا ہو چکا ہے زمانہ بدل نہ جائے
اصغر لہو کو دودھ کے بدلے نگل نہ جائے
مولی یہ غم تھا موت سے بچہ دَھل نہ جائے
ناوک کے ساتھ ساتھ کہیں دم نکل نہ جائے
ِمٹتا ہے دشت کیں میں نبی کا چمن حسین

مظلومیت کی فتح دِکھاتے رہے حسین
خوش ہو کے آنسوؤں کو بہاتے رہے حسین
مرضیء حق کو دل سے لگاتے رہے حسین
اصغر کی قبر رن میں بناتے رہے حسین
خاکِ شفا میں مِل گئی سب انجمن حسین

اکبر کو دے دِیا علی اصغر کو دے دِیا

راہِ خدا میں اپنے بھرے گھر کو دے دیا

گردن کا خون شمر کے خنجر کو دے دیا

مر کر نِشان فتح بہتر کو دے دِیا

دشتِ ستم میں لٹ گیا سارا چمن حسین

✱✱✱✱✱

تیرا گھر ہو گیا ویرانا اے نانا فریاد ہے

تیرا گھر ہو گیا ویرانا اے نانا فریاد ہے
تیرا گھر ہو گیا ویرانا اے نانا فریاد ہے

شب کو رچی تھی شادی ، صبح ہوئی بربادی
خاک دولہن کے سر پر ، اے نانا فریاد ہے

بھائی کو مہماں بُلا کر ، ہے ہے شمرِ ستمگر
حلق پہ پھیرا خنجر ، اے نانا فریاد ہے

اترا ہوا ہے چہرہ ، دور پڑا ہے سہرا
زخم ہے کتنا گہرا ، اے نانا فریاد ہے

سر پہ نہیں ہے چادر ، بلوے میں ہے ننگے سر
ہائے علی کی دختر ، اے نانا فریاد ہے

بے پردہ بے چاری، ہائے علی کی پیاری
پھرتی ہے ماری ماری،اے نانا فریاد ہے

کرب و بلا کی خاک پر،لاش پڑا ہے بے سر
اصغر ہے نہ اکبر ، اے نانا فریاد ہے

*****

پانی تو پلانے تجھے جائیگا سکینہ

پانی تو پلانے تجھے جائیگا سکینہ
عباس نہ اب لوٹ کے آئیگا سکینہ

بھائی سے وداع ہو کے یوں فرماتے تھے مولی
اب کون میرے گھر کو بچائیگا سکینہ

ہم اِذنِ وغی دیتے ہیں معلوم ہے ہمکو
بھائی کا بچھڑنا تو رُلائیگا سکینہ

دو ہاتھ قلم ہونگے تو پرواہ نہ کریگا
وہ منہ میں تیری مشک سنبھالیگا سکینہ

جب تیروں کی بوچھار میں غازی میرا ہو گا
تب مشک و علم کیسے بچائیگا سکینہ

صقرا کی مثل پہچیگا جب لاشِ اخی پر
شبیر جگر کیسے سنبھالیگا سکینہ

عباس نہ ہونگے تیرا بابا بھی نہ ہو گا
جب شمر طمانچے تجھے ماریگا سکینہ

اللہ محافظ تیرا اب تجھکو ستم گر
سر کاٹ کے بابا کا دِکھائیگا سکینہ

سینے پہ میرے سوتی تھی سوئیگی کہاں جب
ظالم میرے خیمے کو جلائیگا سکینہ

شبیر شفاعت کے لیئے آئیگا اُس کی
عباس کی مجلس جو رچائیگا سکینہ

شاکر کو یقیں ہے تیری مشکی کے وسیلہ
مانگوں گا جو عباس دلائیگا سکینہ

*****

پکاری زینبِ مضطر میرے حسین آؤ

پکاری زینبِ مضطر میرے حسین آؤ
کہاں ہو میرے برادر میرے حسین آؤ

نہ دوپہر میں کہیں آئی ہے قضاء ایسی
نہ آئی شام کوئی شام کربلا جیسی
لٹا نہ ایسا بھرا گھر میرے حسین آؤ

بکھر گئے سرِ میداں قرآن کے پارے
بہن کے سامنے بھائی جو تم گئے مارے
اب آئے صبر تو کیوں کر میرے حسین آؤ

میں جانتی ہوں کٹھن ہے سفر میرا بھائی
وہ شام کوفہ کی گلیاں ہے رہ گذر بھائی
نہ ہوگا مقنع نہ چادر میرے حسین آؤ

پرائے دیس میں زینب تو ہو گئی تنہا
نہ سر پہ بھائی کا سایا نہ ساتھ بچوں کا
کہاں گئے میرے دلبر میرے حسین آؤ

یہیں امید کے خیمے میں پانی پہنچا دوں
بچا لوں مشک اگر بازوں دونوں کٹوا دوں
نہ دیکھا ایسا دِلاور میرے حسین آؤ

جوان بیٹا پکارے ضعیف بابا کو
لگی ہے سینے میں برچھی اے بابا جاں آؤ
ہے دم کا مہماں یہ اکبر میرے حسین آؤ

اُٹھا کے ہاتھوں پہ شبیر نے دِکھایا ہے
طلب پہ آب کے بدلے میں تیر کھایا ہے
نہ آیا لوٹ کے اصغر میرے حسین آؤ

گلے پہ خنجر خوں خوار چلتے دیکھا ہے
تڑپتے خاک پہ بھائی کو اپنے دیکھا ہے
پکارا عرش بھی رو کر میرے حسین آؤ

حسین تجھسے نہ مانگے تو کس کے دَر جائے
شفائے کُلّی برہان الہدی کو مِل جائے
غلام آئے ہیں دَر پر میرے حسین آؤ

گذرتا ہے غمِ شبیر میں ہی ہر اِک دن
ہو غم کی رات یا کوئی خوشی کا آئے دن
ہے سیفِ دین کے لب پر میرے حسین آؤ

نہیں ہے کوئی دعاء اور اِس دعاء کے بعد
شہ سیفِ دین رہے شاد اور سدا آباد
ہمیشہ شہ کی مدد پر میرے حسین آؤ

غمِ حسین میں **عابد** کوئی دعاء مانگی
نظر میں صورتیں سیفُ الہدی اُبھر آئی
تو آیا فوراً یہ لب پر میرے حسین آؤ

✱✱✱✱✱

پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں

پروان چڑھالوں کوئی ارمان نکالوں
ٹھرو علی اکبر تمہیں دولہا تو بنالوں

پھل برچھی کا کھائے ہوئے سوتے ہو زمیں پر
اے لال کلیجے کو میں کس طرح سنبھالوں

شاید یوں ہی تھم جائے لہو زخمِ جگر کا
اٹھو علی اکبر میں کلیجے سے لگالوں

اے لال تیرے بیاہ کی زینب کو ہوس تھی
اِن خون بھرے ہاتھوں میں مہندی تو لگالوں

اتنا بھی نہ سوچے کہ کلیجہ ہے یہ ماں کا
غربت میں دیا داغ جوانی کا ، بلا لوں

ٹھہراؤ جنازہ مجھے حسرت تو نہ رہ جائے
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں

پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشاک سہانی
تابوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھالوں

*****

پیارے بابا تم لوٹ آؤ

پیارے بابا تم لوٹ آؤ
آ کے تمہارے پیاری رقیہ کو ساتھ لیکر جاؤ

شام کے قید میں ہر سوں اندھیرا
کوئی نہیں آسرا یہاں میرا
آؤ مجھے تم گود میں لیکر آنکھوں میں اپنی بساؤ

پیار سے گال پہ ہاتھ پھراتے
ہاتھوں سے اپنے مجھکو کِھلاتے
بھول گئے کیا بیٹی کو اپنی آؤ مجھے سمجھاؤ

تین برس کی ہے آپ کی بیٹی
کم سِن میں دیکھی اُجڑی یہ کھیتی
چھوٹی کلی یہ مرجھا گئی ہے آکے اُسے اب کھلاؤ

سن کے یہ نالاں رونے لگے سب
بانو پریشاں بے چین زینب
کہتی ہے مولی شبیر آکر بیٹی کو اپنی مناؤ

خواب میں بیٹی کے ہو گئے دیدار
مولی کے ، چونک اُٹھی ہو کے بیدار
کہنے لگی بس جیسے بھی ہو اب بابا کو میرے بلاؤ

تھا شور سب بیبیوں میں یہ سن کر
دل کو سنبھالے تو مادر بھی کیوں کر
بولا یزید حسین کا سر لو اور بچیّ کو دِکھاؤ

آیا سرِ پاک بچیّ نے دیکھا
اور ہونٹ اپنا وہ چاند پہ رکھا
کہنے لگی اب نہیں جانے دونگی ساتھ مجھے لے جاؤ

تھا عشق بابا کا بچیّ کے دل میں
چھوٹی سی جاں نکلی ایک ہی پل میں
اے رونے والوں یہ چھوٹی کلی کے آنسو پہ آنسو بہاؤ

عجب شہ محمد کو عشقِ حسینی

عجب کیا ہے وہ خود ہیں خلقِ حسینی

اے مصطفی تم بھی مولی کے آگے ماتم کی صف کو بِچھاؤ

✱✱✱✱✱

جانِ محمد کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

جانِ محمد کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا
حشر تلک شبیر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

قبر میں پیغمبر روتے ہیں ، فاطمہؑ حیدر جاں کھوتے ہے
سبطِ پیمبر کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

کنبہ نبی والو کا پیاسا ، گھر ہے مصیبت میں زہرا کا
مہمانِ بے نیر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

دو ہی پہر میں گلشن اُجڑا ، نورِ خدا کا ریتی پہ بکھرا
بارِغ نبوّت کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

شادی کے کپڑے کفن میں بدلے ، دولہا فدا ہونے کو نکلے
دولہا کی تقدیر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

ٹوٹی کمر عباس کے غم سے ، روئے بہت بھائی کے الم پہ
شہ کے برادر کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

سینے پہ جسکے برچھی ماری ، کاندھے پہ جسکی لاش اُٹھائی
احمد کی تصویر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

رکھ کے لحد میں لاشہء اصغر، قبر پہ روئے دلبرِ حیدر
بانو کے بے شیر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

شمر نے ٹھوکر ماری شہ کو ، حلق پہ رگڑا کند چھری کو
تشنہ دہن مظلوم کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

منہ کو چھپائے بالو سے اپنے ، زینب بازارو میں تڑپے
شاہِ کی اِس ہمشیر کے غم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

سن کے بیاں برہان ہدی کا ، کرتا ہے ماتم ادنی و اعلی
پیاسے بہتر کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

آئے محمد شہ کی یاری کرتا رہے ماتم یہ جمالی
حافظِ ایماں کے ماتم میں عرش بھی روئیگا فرش بھی روئیگا

*****

جھولو معصوم تشنہ دہن جھولنا

جھولو معصوم تشنہ دہن جھولنا
کربلا میں جھولائے بہن جھولنا

بہن کو ننھا سا بھائی جو یاد آتا تھا
لپٹ کے جھولے سے یوں کرتی تھی تڑپ کے بکا
کہاں گیا میرا معصوم ھنسلیوں والا
چھپا ہے کونسی بدلی میں جا کے چاند میرا
او خدا او خدا وہ کہاں چل دیا
اب جھلائیگی کسکو بہن جھولنا

کہاں چلے گئے تم ہم کو چھوڑ کر اصغر
نہیں ہو تم تو ہے سونا تمام گھر اصغر
تمہارے رنج و الم کا ہے یہ اثر اصغر
کلیجہ چاک ہے صد پارہ ہے جگر اصغر
دل کا یہ حال ہے غم سے پامال ہے
خالی ہے اے گلبدن جھولنا

حسین آئے جو خیمے میں سر جھکائے ہوئے
پسر کا ننھا سا لاشہ گلے لگائے ہوئے
عبا کا دامنِ آلودہ خوں اڑھائے ہوئے
نگاہ کھوئی ہوئی اشک ڈبڈبائے ہوئے
صرف یہ کہہ سکے اے میرے لاڈلے
اب بنے گا تمہارا کفن جھولنا

ہوئی وداع جو خیمے سے لاش اصغر کی
کھچ آئی دیدہء پر نم میں جان مادر کی
دِکھائے کس کو تڑپ اپنے قلبِ مضطر کی
یہ کہہ رہی تھی زباں ماتا کے تیور کی
میرے دل کے قرار جثہء شیر خوار
قبر میں جا کے اے گلبدن جھولنا

وفور غم سے تڑپتی تھی زینب و کلثوم
پچھاڑے کھاتی تھی خیمے میں بانوئے مغموم
زباں پہ بس یہ سخن تھا اے قادرِ قیّوم
اندھیری قبر میں گھبرائیگا میرا معصوم
جا کے حورِ جناں دے اُسے لوریاں
اور جھولے میرا خستہ تن جھولنا

ستم ستم مجھے اہلِ جفا نے لٹ لیا
بلائیں ٹوٹ پڑی کربلا نے لٹ لیا
اُجاڑی گود کو میری قضا نے لٹ لیا
میرے شگوفہ کو برقِ فنا نے لٹ لیا
میرے نورِ نظر میرے لختِ جگر
لُٹ گیا تیرا اے جانِ من جھولنا

پسر کی لاش پہ راشد یہ کہتے تھے شبیر
سُپرد روح نبی و علی یہ طفلِ صغیر
ہمارے آنے میں بھی اب نہیں ہے کچھ تاخیر
سنبھالے اُن کو حسین اور فاطمۃ دلگیر
جلد آتے ہیں ہم سر کٹاتے ہیں ہم
تا جھلائے اِسے پنجتن جھولنا

*****

جہاں میں چارسوں ماتم بپا ہے

جہاں میں چارسوں ماتم بپا ہے — حسینا یا حسینا کی صداء ہے

چلو مِل جائیگا پیاسو کو پانی — بجھیگی سب کی اب تشنہ دہانی
کہ لیکر مشک اب غازی گیا ہے — حسینا یا حسینا کی صداء ہے

تیری چادر بچانے والا زینب — نہیں باقی رہا وہ پیارا زینب
نہر پر شان کٹوا کر گِرا ہے — حسینا یا حسینا کی صداء ہے

چھپا کرا اپنا چہرہ شاہ روئے — جگر تھاما بہت ہی لڑکھڑائے
کہ جب اکبر رزا لیکر چلا ہے — حسینا یا حسینا کی صداء ہے

چلو اُٹھوں اے اکبر پیارے بیٹا — تمہیں لینے کو اب آیا ہے بابا
بہت لاشے اُٹھا کر تھک چکا ہے — حسینا یا حسینا کی صداء ہے

علی اصغر نے جب جھولے کو چھوڑا　　مچھ کر ماں نے پھر اُس کو ہے چوما
یہ میداں ، تیر کھانے کو چلا ہے　　حسینا یا حسینا کی صداء ہے

گلے پر تیر یہ کس نے ہے مارا　　کہاں لے جاؤں میں ننھا سا لاشہ
یہ بیکس ایک بابا کی صداء ہے　　حسینا یا حسینا کی صداء ہے

سلامِ آخری ہر اک پے پڑھ کر　　وداع تو ہو گئے خیمے سے سرور
نظر میں پھر بھی زینب کی ردا ہے　　حسینا یا حسینا کی صداء ہے

کھجوری سے کیا جب شہ نے ٹیکا　　بہت یاد آ گئے اُس وقت نانا
صلہ اُمت نے دیکھو کیا دیا　　حسینا یا حسینا کی صداء ہے

میرے نانا کی اُمت بخش دینا　　یہ کہہ کے شاہ نے سجدہ بجایا
لعیں نے اُس گھڑی کاٹا گلا ہے　　حسینا یا حسینا کی صداء ہے

بقاء ہو طول یارب شاہِ دیں کی
دعاء دل سے نکِل کر لب پہ آئی
عزادارو کی بس یہ التجاء ہے
حسینا یا حسینا کی صداء ہے

شفاعت کا یہی مخلص ہے درجہ
ہو دل میں عشق برہانُ الہدی کا
تو پھر شبیر کے غم کا مزہ ہے
حسینا یا حسینا کی صداء ہے

*****

حسین امام کا غم ہے اے مؤمنوں آؤ

حسین امام کا غم ہے اے مؤمنوں آؤ
حسین حسین کہو اشکِ خون برساؤ

۱. حسینی داعی کو پرسا دو آج ماتم سے
اُنہیں تسلی ہو آنسوں روکے نہ آنکھوں سے
یوں ماتمِ شہ مظلوم کرکے دِکھلاؤ

۲. کمر شکستہ برادر کی لاش پر پہنچے
تو دیکھا بازوں کٹے اور مشک تھی ٹکڑے
کہاں ہو بھائی میرے سینے سے تو لگ جاؤ

٣. اُٹھائے صبح سے تا عصر شاہ نے لاشے
پلیئے ہے موت کے یہ گھونٹ پیاسے مولی نے
یہ صبر اور یہ ہمت ہے کِس کی بتلاؤ

٤. جواں پسر کی ہے یہ لاش اے شہ والا
نکالو کانپتے ہاتھوں سے سینے سے نیزہ
مدد کے واسطے حیدر و مصطفی آؤ

٥. چلا نہ شمر کا خنجر گلے پہ سرور کے
کہا حسین نے اُٹھ سجدہ مجھکو کرنے دے
پھر اُسکے بعد جو چاہو تو ظلم تم ڈھاؤ

٦. نہ بھول پائینگے ہرگز ہم ایسے مولی کو
ہمارے واسطے سجدے میں سر کٹائے جو
کوئی حسین سا آقا تو ڈھونڈ کر لاؤ

٧. حسینی شان کے مظہر یہ سیف دیں مولی
جگت میں لے کے دِیا ڈھونڈو نہ مِلا اِن سا
ہے عرض حشر تلک شان یوں ہی دِکھلاؤ

٨. حسینی داعی کو لبیک آج کہنا ہے
کرینگے پورا وہ مولی جو تیرا کہنا ہے
کہ عیدِ حزن میں مولی کے ساتھ ہو جاؤ

۹. ہم اپنے مولیٰ پہ یہ جاں لُٹانے آئے ہیں
یہ اپنے آنسوؤں ماتم کا ھدیۃ لائے ہیں
ہے کم یہ جاں اگر عابد نثار کر پاؤ

✱✱✱✱✱

حسین الوداع حسین الوداع

آخری شب ہو گئی ہوتے ہے رخصت حسین
خاک میں ڈوبے ہوئے خیمے میں ہے شور و شین
فاطمہ سر پیٹ کے دشت میں کرتی ہے بین
حق کے طلبگار حسین الوداع
بیکسو لاچار حسین الوداع

آیئے کچھ غم کرے آنکھوں کو پر نم کرے
آج تو دل کھول کر شاہ کا ماتم کرے
سبکو ہے یہ ولولہ جاں کو فداء ہم کرے
آؤ عزادار حسین الوداع
شیعوں کے سردار حسین الوداع

سونی نظر آتی ہے ہر دَر و دیوار آج
حد سے سوا غم میں ہے زینبِ لاچار آج
قبر میں بے چین ہیں احمدِ مختار آج
سیدِ سردار حسین الوداع
دین کے مختار حسین الوداع

کھا کے سناں مر گیا شہ کا وہ کڑیل جواں
ریتی پہ تڑپا کیا شہ کا وہ کڑیل جواں
پانی نہ جسنے پیا شہ کا وہ کڑیل جواں
رُخصتِ دلدار حسین الوداع
صبر کے مینار حسین الوداع

اکبرِ ناشاد کی روئے جوانی پہ ہم
اور وہ معصوم کی تشنہ دہانی پہ ہم
پنجتنِ پاک کی روئے نشانی پہ ہم
حیدرِ کرّار حسین الوداع
حسین الوداع حسین الوداع

حضرتِ عباس کی یادِ وفاء آتی ہے
اصغرِ بے شیر کی یادِ قضاء آتی ہے
زینب و کلثوم کی یاد رِداء آتی ہے
حق کے طلبگار حسین الوداع
عترتِ اَطہار حسین الوداع

آنسوں بہائینگے ہم حالتِ بیمار پر
آہ نی زنجیر پر طوقِ گیرِبان پر
پشتہء امام پر عابدِ بیمار پر
اے شہ اَبرار حسین الوداع
حسین الوداع حسین الوداع

کرب و بلا کی زمیں تپتا وہ بن ہائے ہائے
فاطمہؑ کا لٹ گیا جِس میں چمن ہائے ہائے
پائے نہ سبطِ نبی گور و کفن ہائے ہائے
بیکسوں لاچار حسین الوداع
حسین الوداع حسین الوداع

مؤمنوں آج تو دُنیا سے غفلت رہے
کرب و بلاء والوں کی آنکھوں میں صورت رہے
برہان دیں مولی کی آنکھوں میں صورت رہے
ایسا وہ ماتم کرے باقی نہ حسرت رہے
آؤ عزادار حسین الوداع
حسین الوداع حسین الوداع

✱✱✱✱✱

حسین کا غم مکاں مکاں میں

۱. حسین کا غم مکاں مکاں میں — دل و جگر میں زُباں زُباں میں
حسین حسینا حسین حسینا — حسین حسینا حسین حسینا

۲. لٹایا جسنے بھرے چمن کو — بہائیں اُس پر نہ کیوں نین کو
یہ غم سے رونق ہے گلستاں میں — حسین حسینا حسین حسینا

۳. جو زیرِ خنجر نہ ہمکو بھولے — بھلا وہ کِس طرح بھولا جائے
صدا ہے اُسکی ہر ایک زماں میں — حسین حسینا حسین حسینا

٤. بکی ہو ابکی یا پھر تباکی — عجب صلہ ہے تیرے الم کا
نبی بسائے اُسے جناں میں — حسین حسینا حسین حسینا

۵. ہے سویا شانے کٹا کے عباس حسین پر جاں لٹا کے عباس
رہی نہ سرور کی جان جاں میں حسین حسینا حسین حسینا

٦. حسین کے ہاتھوں پر ہے اصغر کے جیسے بر آفتابِ محشر
ہے مشتری اِک عظیم شاں میں حسین حسینا حسین حسینا

۷. پدر نے عینُ الیقین دیکھا فلک پہ اصغر کا خوں جو پھینکا
ملک نے جھیلا ہے آسماں میں حسین حسینا حسین حسینا

۸. جھکایا سجدے میں شاہ نے سر لعیں نے پھیرا ہے کند خنجر
ہے عرش وکرسی غم وفغاں میں حسین حسینا حسین حسینا

۹. لعیں نے پھاڑا قرآنِ کل کو رُلایا اللہ کے رُسل کو
نہ کیوں ہو غم جا بجا قرآں میں حسین حسینا حسین حسینا

۱۰. زمانہ جوں جوں گذرتا جائے الم یہ تازہ ہی ہوتا جائے
یہ سیف دیں کے دلِ جواں میں حسین حسینا حسین حسینا

۱۱.

۱۲. یہی تو سینہ زنی پکارے ہمارے سینے میں دل ہمارے
بقا سے شہ کی ہے اطمئناں میں حسین حسینا حسین حسینا

۱۳. وسیلہ بیمارِ کربلا کا وسیلہ عباس باوفا کا
سدا ہو مولی امامی شاں میں حسین حسینا حسین حسینا

۱٤. دعا یہ کرنے سدا ہو مولی بجز یہ غم کے نہ ہو خدایا
کسی بھی مؤمن کو غم جہاں میں حسین حسینا حسین حسینا

عشرة مباركة اهبة

١٥. عزاء کے ایّام آ رہے ہیں حسینی داعی سنا رہے ہیں
ندائِ غم اپنے درمیاں میں حسین حسینا حسین حسینا

١٦. ہے فرض اِن مجلسوں میں آنا یہ حکمِ مولی کو جس نے مانا
وہی حسینی ہے اِس جہاں میں حسین حسینا حسین حسینا

١٧. مجالس العشرة میں آؤ اے مؤمنوں کامیابی پاؤ
جہاں کے ہر ایك امتحاں میں حسین حسینا حسین حسینا

١٨. عزاء کے نو دن عزیز کر دے جو چاہو جھولیاں اپنی بھر دے
چلو جنابِ شہِ زماں میں حسین حسینا حسین حسینا

١٩. کہیگا "لبیك" کیوں نہ مؤمن تو دِینِ حق کا ہے وہ مؤذّن
ہے اك سخن جسکی ہر اذاں میں حسین حسینا حسین حسینا

۲۰. ہمیں نظر آ رہا ہے کربل اے مولی عالی قدر مفضل
وہ جوشِ غم ہے تیرے بیاں میں حسین حسینا حسین حسینا

۲۱. دلِ مفضل میں وہ بسیگا جسے یہ ماتم سے عشق ہوگا
بسالے شاکرؔ یہ غم تو جاں میں حسین حسینا حسین حسینا

*****

حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر نبی کا یہ گھر ہے اشکوں سے تر
پدر پسر کے گلے لگا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

بولی سکینہ اے پیارے بابا مجھے اکیلا نہ چھوڑ جانا
بِن آپ بابا سوئی کہاں ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

گھوڑ پہ کیسے بہن بِٹھائے جگر کہاں سے وہ ایسا لائے
غضب یہ کربل میں کیا ہوا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

زینب سی دُکھیا نہیں سہارا ہے شیرِ یزداں حسین تنہا
بہن سے بھائی بچھڑ رہا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

تمام عالم میں برپا ماتم فلک میں ہے غم ملک ہے پر نم
کہ رن میں اب کون جا رہا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

دوشِ نبی پر باغِ علی پر زہرا کے جی پر حسن اخی پر
کوہِ مصیبت ٹوٹ پڑا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

غم کو اُٹھاؤ ماتم بڑھاؤ ہوش گماؤ مولی کو دیکھو
حسینی سجدہ بجا رہا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

جامعۃ سب کو کہتی ہے آؤ آنسوں نکالو جنّت کماؤ
ماتمی ایک ایک طالب ہوا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

برہان دیں ہے روشن جبیں ہے حافظِ دیں ہے غم میں حزیں ہے
تمام عالم شہ پر فدا ہے حشر سے بڑھ کر وداع کا منظر

*****

دریا پہ اُٹھا شور علمدار علمدار

دریا پہ اُٹھا شور علمدار علمدار
اے کربلا کے جعفر و طیّار علمدار
عباس عباس عباس علمدار

عباس تو ہے مذہبِ وفاں کا پیمبر
عاشور کو تھا کشتیء اِسلام کا لنگر
اِس طرح لڑے دشت ہے یاد آ گے حیدر
اب تک ہے زمانے میں وہ جھنکار علمدار

معصوم بھتیجی کا وہ مظلوم بہشتی
کہنے لگا پانی بھی ہے مظلوم بہشتی
جب مشک چھیدی نہر پہ تھی دھوم بہشتی
ایسا نہ کوئی ہوگا وفادار علمدار

اے حضرتِ عباس اے سقاءِ سکینہ
اُمّ البنیٰ کا چاند تو ھاشم کا نگینہ
روتے ہے تیری لاش پہ سلطانِ مدینہ
مظلوم برادر کے مددگار علمدار

کیا خوب محبت میں محبت کی کشِش تھی
غازی کو پسند آئی تھی بھائی کی غلامی
ایک جان بچی تھی وہ بھی شبیر کو دے دی
اِک گل تھا مگر لگتا تھا گلزار علمدار

یہ پرچمِ اِسلام تو تقدیر ہے تیری
مجلس کے چراغو میں بھی تنویر ہے تیری
دریاء فرات آج تو جاگیر ہے تیری
حق والوں کی عزّت کا تو حقدار علمدار

دریا کی ترائی پہ گرے ہاتھ کے ٹکڑے
اُس وقت ہی ٹوٹے تھے فلک سے دو ستارے
بھائی کی کمر جھک گئی عباس کے مارے
اب ٹوٹ گیا صبر کا مینار علمدار

لائے حسین خیمے میں ہر ایک لاشہ
کیا بات تھی عباس کو دریا پہ ہی چھوڑا
شرمندہ نہ ہو جائے جری اُسکا تھا صدمہ
خُدّار شہِ دین کے خُدّار علمدار

دُنیا میں غضنفر کا علم اُنچا رہیگا
پرچم یہ علمدار کا تو اُنچا رہیگا
دُنیا کو ہمیشہ کے لیئے کہتا رہیگا
محشر تلک حسین کی للکار علمدار

ہر کام کے ہمراہ تیرا نام ہے باقی
جِس طرح ہر ایک صبح کی ہر شام ہے باقی
عباس تیرے نام سے اِسلام ہے باقی
ایمان کی دھڑکن کا طلبگار علمدار

جو مانگنا ہے مؤمنو عباس سے مانگو
مِنّت کی سواری لیئے دربار میں پہنچو
پوری اگر ہونی ہے تو آؤ اے مرادو
مظلوم وسیلے کی ہے سرکار علمدار

اب کرب و بلا جانا ہے عباس بلاؤ
تقدیر کے مارو کو ذرا راہ دِکھاؤ
دو گز زمین خاکِ شفاء میں تو ملا دو
کر دیجیئے شمشیر کو سر شار علمدار

*****

دریا پہ شور ہے کہ علمدار مر گیا

دریا پہ شور ہے کہ علمدار مر گیا
ٹوٹی کمر حسین کی غم خوار مر گیا

تھی جس سے فوجِ شام پریشان ہائے ہائے
بازوں کٹا کے ریتی پہ جرّار مر گیا

صدقے ہوا حسین پہ عباس با وفا
لڑ بھڑ کے مثلِ جعفرِ طیار مر گیا

پرسا دو شیعوں بھائی کا بے کس حسین کو
عباس اِبنِ حیدر کرّار مر گیا

کہتی تھی فوجِ شام یہ خوش ہو کے نہر پر
اب کیا لڑینگے شہ کا مددگار مر گیا

اِک شور ہے کہ لوٹ لو بے کس حسین کو
اب کِس کا ڈر ہے فوج کا سردار مر گیا

طاقت کمر کی ہو گئی زائل حسین کی
جب ایڑیاں رگڑ کے علمدار مر گیا

سر پیٹوں اے مجبو کہ پانی کے واسطے
عباس سا غیور و وفادار مر گیا

✱✱✱✱✱

دوپہر میں حسین پر کیا کیا گذر گئی

دوپہر میں حسین پر کیا کیا گذر گئی
پردیس میں حسین کی دُنیا اُجڑ گئی

کیا اور اِمتحان دے مظلومِ کربلا
اپنو کی لاش ہی دِکھے جِس جاں نظر گئی

بھائی کا غم حسین کے دل سے پوچھیئے
عباس تیری موت سے شہ کی کمر گئی

دل کیوں نہ تھام لے پدر دیکھے نظر سے جب
برچھی جوان بیٹے کے دل میں اُوتر گئی

اصغر کی قبر پر بہت روتے تھے شاہِ دیں
تربت میں چاند سی میری صورت اُوتر گئی

گھر لٹ گیا حسین کا غربت میں ہاں مگر
تقدیرِ اُمتِ نبی دیکھو سنوَر گئی

وقتِ عصر حسین کے دل کو دُکھاتی تھی
تصویرِ کربلا میں اِک ایسی ٹھہر گئی

احمد کی بوسگاہ پر بوٹھی چھری چلی
احمد کے قلب میں چھری غم کی اُوتر گئی

نیزے پہ سر بھی ساتھ تھا زہراء کے لال کا
اُنٹوں پہ سر کھلے ہوے زینب جدھر گئی

موت آئے تو حسین کا ہونٹوں پہ نام ہو
اب تک غمِ حسین میں شام و سحر گئی

برہان دیں کے قدمو میں ہو جائے گر فداء
تو جان لے جمالی کے عقبی نکھر گئی

*****

راج دلارا زہرا کا زخمی ہے اور پیاسا ہے

راج دُلارا زہرا کا زخمی ہے اور پیاسا ہے
بوند نہیں ہے پانی کی خون کا دریا بہتا ہے

اکبر و قاسم کوئی نہیں آس بندھے تو کِس سے بندھے
دریا جھین نے والا بھی دریا چھن کے سویا ہے

حلق پہ تیغِ قاتل ہے جانِ پیمبر سجدے میں
دونوں عالم صدقے ہو کیسا پیارا سجدہ ہے

خون کی ندی ایسی بہی صبح سے لیکر شام تلک
چاند نبی کا ڈوب گیا سورج ڈوبنے والا ہے

راہِ خدا میں جلدی کی آگے جانے والوں نے
صبح کے ساتھی چھوٹ گئے شام ہوئی اب تنہا ہے

کل جو نبی کے دوش پہ تھا آج وہ سر ہے نیزے پر
ایک زمانہ ایسا تھا ایک زمانہ ایسا ہے

تیری قضا یہ کیسی تھی مرنے والے تیرے لیئے
مجلس بستی بستی ہے ماتم صحرا صحرا ہے

لاش آئی جب نوشاہ کی خیمے میں بولی دُلہن
کِس ظالم نے میرے خدا ابنِ حسن کو مارا ہے

*****

راج دُلارا زہرا کا مہاں بنکر آیا ہے

راج دُلارا زہرا کا مہاں بنکر آیا ہے
سامان نیا مہانی کا کفار کا لشکر لایا ہے

کیسی تھی وہ مسلمانی کیسے تھے وہ کلمہ گو
اپنے نبی کے نواسے کو رکھا بھوکا پیاسا ہے

گھر میں نہیں آب ودانہ بچّے پیاس سے مرتے ہیں
کنبہ علی کا دیکھو تو کِس آفت میں آیا ہے

عبداللہ کی شادی ہے مہندی ہے نہ شربت ہے
خون لگائے ہاتھوں پر دولہا رن میں جاتا ہے

مشک سکینہ بھر تو لیا تھا پر خیمے تک جا نہ سکا
شرم کے مارے بازوئے سرور شانے کٹا کر سویا ہے

بولی سکینہ نہر سے واپس آئے نہیں کیوں میرے چچا
بولے حسین کے پانی لینے کوثر پہ وہ سدھارا ہے

داغ پہ داغ اور ضعف کا عالم اور تنہائی کا صدمہ
دیکھ کے پیاروں کی لاشیں سرور روتا جاتا ہے

جواں پسر کی لاش اُٹھانے کِس کو بلائے سبطِ نبی
ایک سہارا تھا جسکا وہ نہر پہ جاکر سویا ہے

جھولے میں وہ جھولنے والا ننھا مجاہد ہائے ستم
ہائے اُسے بھی اِک ظالم نے تیر لگا کر مارا ہے

روکر بولی زینب مضطر ہائے حسینا وائے حسین
سر تیرا ہے نیزے پر جلتی زمیں پر لاشہ ہے

چھینی گئی ہے سر سے ردائیں سوار ہوئی ہیں اونٹوں پر
کنبہ تیرا بازاروں میں پھرنے کو اب جاتا ہے

رونے نہ پائی لاش پہ تیری بے بس ہوکر جاتی ہوں
دیکھ کے عریاں لاش کو تیری میرا جگر پھٹ جاتا ہے

برہان ہدی آباد رہے عالم میں دل شاد رہے
رب سے ہمیشہ رشیق ادنی دعا یہ کرتا جاتا ہے

*****

زلزلوں میں دنیا تھی آسماں لرزتا تھا

زلزلوں میں دنیا تھی آسماں لرزتا تھا
ریگ گرم صحرا پر شاہِ دیں کا لاشہ تھا

بے قرار موجیں تھی شعلہ بار دریا تھا
ابنِ ساقیء کوثر تین دن سے پیاسا تھا

ہر قدم پہ ٹھوکر تھی دل میں درد اُٹھتا تھا
شہ کی ناتوانی تھی نو جواں کا لاشہ تھا

قلبِ فوج میں اُٹھی انقلاب کی لہریں
دست شاہ پر پیاسا شیر خوار بچّہ تھا

تشنہ لب وہ مہماں تھے کربلا کے جنگل میں
جن کے واسطے پانی خون سے بھی مہنگا تھا

قتل ہو گئے عباس آس ٹوٹی پیاسوں کی
مشک ٹکڑے ٹکڑے تھی خوں میں تر پھریرا تھا

اب لہو میں ڈوبے گی نو جوانی اکبر کی
ماں کی چشم حسرت تھی صبح کا ستارا تھا

اب وہ چاند بانو کا زیر خاک پنہاں ہے
دل کی جو تسلی تھی آنکھوں کا اُجالا تھا

خیمہ ہائے سرور کی کیا بیاں ہو ویرانی
ہر طرف اُداسی تھی ہر طرف اندھیرا تھا

اُف وہ شب شبِ آخر اُف وہ صبحِ عاشورا
رات تھی قیامت کی حشر کا سویرا تھا

✱✱✱✱✱

زہرا کا لاڈلا تیری گودی میں لُٹ گیا   اے ارضِ کربلا

زہرا کا لاڈلا تیری گودی میں لُٹ گیا   اے ارضِ کربلا
اِک دوپہر میں لُٹ گیا کنبہ ہرا بھرا   اے ارضِ کربلا

عباس جو تھا شاہ کا بازوئے نامدار   وہ بھی ہے دل فگار
بازو کٹا کے خاک پر تیری گِرا ہوا   اے ارضِ کربلا

سینے پہ برچھی کھا کے ہیں اکبر گرے ہوے   گیسو اَٹے ہوے
سیراب اُس کے خون سے ہر ذرّہ ہے تیرا   اے ارضِ کربلا

گھوارہ ہے صغیر کا خالی پڑا ہوا   خیمہ لُٹا ہوا
بانو کا چاند ہے تیرے آغوش میں چھپا   اے ارضِ کربلا

خیبر شکن کا لال اب زخموں سے چور ہے　　یثرب سے دور ہے
ناسوت اُس کا چاند سا ہے خون میں اَٹا　　اے ارضِ کربلا

ٹھوکر لگائی شمر نے پھر شہ کو آن کر　　خنجر کو تان کر
سجدے میں اُس نے آپ کا سر کر دِیا جدا　　اے ارضِ کربلا

خیمے جلے حسین کے اسباب لُٹ گیا　　دل سب کا پھٹ گیا
گھوڑوں سے لاشہ آپ کا پامال ہو گیا　　اے ارضِ کربلا

برہان دیں حسین کی حرمت سے اے خدا　　باقی رہے سدا
مرقد پہ ہے حسین کے سب کی یہی دعا　　اے ارضِ کربلا

برہان دیں کے صدقے میں زیارت نصیب ہو　　نعمت قریب ہو
حاصل ہو سیف دیں کو تیری خاک سے شفا　　اے ارضِ کربلا

*****

زینب کو گماں کب تھا اِک حشر بپا ہوگا

زینب کو گماں کب تھا اِک حشر بپا ہوگا
اِک روز تہِ خنجر بھائی کا گلا ہوگا

اصغر کے لیئے رن میں جاتے ہیں شہ والا
خیمے میں تلاطم ہے کیا جانیئے یہ کیا ہوگا

تین روز کے تھے پیاسے سوکھا تھا گلا شہ کا
اے شمر تیرا خنجر کِس طرح چلا ہوگا

غربت میں خدا جانے شبیر سے پیری میں
لاشہ علی اصغر کا کِس طرح اُٹھا ہوگا

دنیا ہی نگاہوں میں تاریک ہوئی ہوگی
جب خاک میں بانو کا وہ چاند چھپا ہوگا

بازو میں رسن ہوگی ناموسِ پیمبر کے
معصوم سکینہ کا رسّی میں گلا ہوگا

خیمے میں پہنچنا جب ممکن نہ ہوا پانی
عباس دلاور کا دل ٹوٹ گیا ہوگا

تھرانے لگا ہوگا عباس کا لاشہ بھی
ہمشیر کا بازو جب رسّی میں بندھا ہوگا

جب طوق گلے میں تھا اور پاؤں میں زنجیریں
تا شام بھلا کیسے بیمار چلا ہوگا

تھرانے لگا ہوگا ہاتھوں میں قلم عشرت
یہ درد بھرا نوحہ جب تونے لکھا ہوگا

❋❋❋❋❋

زینب کی اسیری کا کیا حال کہا جائے

زینب کی اسیری کا کیا حال کہا جائے
جب سامنے آنکھوں کے گھربار لٹا جائے

تھی فکر نہ شانوں کی بس غم تھا یہ غازی کو
جب مشک سے گِر گِر کر پانی بھی بہا جائے

اِک باپ کے کاندھے پر تھی لاشِ پسر ہائے
وہ حال تھا سرور کا دل غم سے پھٹا جائے

حرمل نے کہا اصغر پانی نہیں پائیگا
یہ آب کے بدلے میں بس تیر دِیا جائے

جھولے کے قریب غم سے ماں بین یہ کرتی تھی
کوئی لا کے میرا اصغر جھولے میں سلا جائے

جس پیارے نواسے کی چوسی تھی نبی نے رال
کربل میں اُسی کا خوں ریتی پے بہا جائے

تھا شمر چڑھا شہ کے سینے پے لیئے خنجر
یہ دیکھ دو عالم میں اِک حشر اُٹھا جائے

جس کرب میں بھائی تھا اُس درد میں تھی زینب
اِک بوٹھی چھری سے جب سر شہ کا کٹا جائے

تھا حکم یہ حاکم کا زینب کی رِداء چھینو
سر شہ کا بلند نوکِ نیزے پے کیا جائے

جس نور کے خیمے میں ہیں آپ اے مولانا
ہے عرض غلام ادنی بھی اُس میں سما جائے

بن شہ کی رزا عابد ممکن ہی نہیں ہرگز
اِس طرح غمِ شہ کو لفظو میں پڑا جائے

❋❋❋❋❋

زینب ہے کربلا ہے اور بھائی کا لاشہ ہے

زینب ہے کربلا ہے اور بھائی کا لاشہ ہے
قیدی ہے بے ردا ہے ، اور شام کو جانا ہے

عباس تیرے آقا آئے ہیں سرہانے پر
سنبھلے نہیں جاتے ہیں یہ حال تیرا پا کر
ٹوٹی ہے کمر شہ کی دل درد سے ٹوٹا ہے

جب شاہ نے حسرت سے آواز دی اکبر کو
اے لال کہاں ہو تم کچھ حالِ پدر دیکھو
سینے پہ سناں کھا کے جب بیٹا تڑپتا ہے

اشکوں سے ہوئی ہے تر یوں لحدِ علی اصغر
یہ درد بھی ہے دل میں کیا ماں سے کہوں جاکر
خالی ہے ہوئی گودی سونا تیرا جھولا ہے

سہ دن کے پیاسے کو قطرہ نہ دِیا پانی
یہ کون ہے ظالم نے، یہ بات بھولا ڈالی
سجدے میں شہِ دیں کا سر تن سے اُتارا ہے

آئے تھے پئے رخصت زینب سے شہ والا
گھوڑے پہ بِٹھاکر جب میدان میں بھیجا تھا
اب خوں میں بھرا بے سر اُس بھائی کا لاشہ ہے

بابا میرے بابا کی مقتل میں صدا گونجی
بِن بابا سکینہ تو اب جی نہیں پائیگی
نہ نیند ہے آنکھوں میں نہ باپ کا سینہ ہے

گذری ہیں یہ کوفے کی اور شام کی راہوں سے
منہ اپنا چھپاتی تھی سیدانیاں بالوں سے
کونین کی شہزادی کیا وقت یہ آیا ہے

سر سبطِ پیمبر کا اک طشت میں رکھا ہے
ملعون یزید اَظلم چڑھ تخت پہ بیٹھا ہے
ہونٹوں پہ چھڑی رکھ کر زینب کو دِکھاتا ہے

آہوں کی صدائیں ہیں اور شور ہے ماتم کا
اک شان کی مجلس ہے پُر سوز بیاں غم کا
ہو تخت پہ دو مولیٰ کیا خوب نظارہ ہے

منصوصِ اغر ہیں یہ اور عالی قدر ہیں یہ
برہانِ دیں سورج ہیں اور ساتھ قمر ہیں یہ
شبیر کا غم اِن سے کِس طونچ پہ پہنچا ہے

اے مولیٰ رہو باقی اے مولیٰ رہو باقی
عابد یہ ندا سن کر ہو جائے نظر شہ کی
اِس غم کے وسیلے سے بس اپنی تمنّا ہے

*****

سلامی اہلِ حرم کو آخر فلک یہ منظر دِکھا رہا ہیں

سلامی اہلِ حرم کو آخر فلک یہ منظر دِکھا رہا ہیں
حسین تنہا کھڑے ہیں رن میں لعین خنجر دکھا رہا ہیں

خیال آتے ہی کربلا کا کلیجہ پھٹ جاتا ہے ہمارا
رسولِ حق کا گھرانہ آخر یہ کیسی کلفت اُٹھا رہا ہیں

جنابِ عباس مشک لیکر کچھ ایسے تیور سے آرہے ہیں
یہ شیر جیسے شکار اپنا دبائے دانتوں میں آ رہا ہیں

کسی نے مارا ہیں گرز سر پر کسی نے بازو قلم کیئے ہیں
جفا کے تیرو نے مشک چھیدی علم بھی خوں میں نہا رہا ہیں

یہ اک ضعیفی کا ہے سہارا خدارا ہاتھو کو روک ظالم
نبی کی تربت لرز رہی ہیں یہ نیزہ کسکو لگا رہا ہیں

حسین ابن علی کو یارو عزا کے اشکوں کا دو سہارا
نحیف و لاغر ہے جسم پھر بھی جواں کا لاشہ اُٹھا رہا ہیں

تمام لشکر کو جسنے پانی پلا کے سیراب کر دیا تھا
اُسی کے بچّے کو حرملہ تو یہ کیسا پانی پلا رہا ہیں

حسین ہاتھوں سے یوں لحد میں جگر کے ٹکڑے کو رکھ رہے ہیں
کمائی جیسے کی عمر بھر کی زمیں میں کوئی چھپا رہا ہیں

تمام ساتھی بچھڑ چکے ہیں نہیں ہے کوئی کسے بلائے
حسین سجدہ بجا رہے ہیں لعین خنجر چلا رہا ہیں

پکارتے ہیں ملک فلک پر ہے کیسا ظلم و ستم زمیں پر
مسلماں ہوکر کے کربلا میں نبی کے گھر کو جلا رہا ہیں

سنی جو روح الامیں کی باتیں حسین روح الامیں سے بولے
خدا سے کہہ دینا تم بھی جاکر حسین وعدہ نبھا رہا ہیں

تمام آنکھیں ہے محوِ گریاں صدائے ماتم کی آ رہی ہے
کہ آج پرواز بزمِ غم میں کلام اپنا سنا رہا ہیں

✱✱✱✱✱

سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں

سلامی ہو غمِ سرور میں گریاں آج کل پرسوں
کہ اب باقی ہے بس دنیا میں مہماں آج کل پرسوں

بہاؤ مؤمنوں اشکوں کا دریا رو کے آنکھوں سے
لہو کا چرخ سے برسیگا باراں آج کل پرسوں

کرو تم سب قبا کو چاک اپنی اے عزادارو
علی پھاڑینگے مرقد میں گریباں آج کل پرسوں

خدا دِکھلائیگا جسکو وہ دیکھیگا محرم پھر
عجب دنیا میں ہے ماتم نمایاں آج کل پرسوں

نہ ہو تکلیف لاشِ شاہِ دیں پر اِس لیئے زہرا
کریگی صاف بالوں سے بیاباں آج کل پرسوں

*****

سبط مصطفی پر یہ کیسی ظلم رانی ہے

سبطِ مصطفی پر یہ کیسی ظلم رانی ہے
بند اُن پہ کربل میں تین دن سے پانی ہے

اُمِّ سلمہ نے یوں اپنے خواب میں دیکھا
کہ نبی کا خوں آلود چہرہ اور پیشانی ہے

مثل صقرا آئے ہیں دوڑتے ہوئے سرور
گود میں وہ پیری کی ہائے نو جوانی ہے

سینے پہ چڑھا ملعوں پھیرا حلق پہ خنجر
بوسہ گاہ احمد کی کچھ قدر نہ جانی ہے

جو حسین نے طف میں آخری کیا سجدہ
چہرۂ محمد میں سجدے کی نشانی ہے

ہوے گا قیامت تک ہو گا پھر قیامت میں
باقی ہے تیرا ماتم ، یہ جہاں تو فانی ہے

ہم حسین مولی پر صلوات پڑھتے ہیں
اور یزید پر لعنت ظلم کا جو بانی ہے

اشکوں سے ہوا ہے تر آقا مولی کا رومال
اور حسین پر ہر دم شہ کی نوحہ خوانی ہے

ذاکرین ہیں ہم سب شاکرین تیرے ہیں
ذکر کی رزا دی ہے تیری مہربانی ہے

فاطمی یہ داعی ہے عاشقِ حسینی ہے
طول کر بقا یارب سیف دیں کا جانی ہے

*****

سجدوں میں پہلا سجدہ جانِ زہرا کا سجدہ

سجدوں میں پہلا سجدہ جانِ زہرا کا سجدہ
وہ سجدہ مقتل والا واویلا صد واویلا

دریا کی موجیں تڑپی سنتے ہیں فوجیں تڑپی
کسنے یہ پانی مانگا واویلا صد واویلا

چشم زینب تھی پر نم دل کی دھڑکن تھی مدّھم
خوں بنکر آنسوں ٹپکا واویلا صد واویلا

جانے زہرا ہو پیاسا کوثر والا ہو پیاسا
پھر بھی بہتا دریا واویلا صد واویلا

وہ لاشوں کی پامالی عترت کی وہ بے حالی
وہ بحر و بر کو سکتا واویلا صد واویلا

گودی سے بچےّ چھوٹے دن میں بھی تارے ٹوٹے
سورج تھرّاتا ڈوبا واویلا صد واویلا

خیموں میں اُٹھے شعلے ظلم و بدعت کے شعلے
دن پر اندھیارا چھایا واویلا صد واویلا

سہمے سہمے تاروں نے یثرب کے مہ پاروں نے
جلتے خیموں کو دیکھا واویلا صد واویلا

روحِ فطرت چیکھ اُٹھی عترت میں پہلا قیدی
زنجیریں پہنے نکلا واویلا صد واویلا

وہ یثرب کی شہزادی اور کوفے میں فریادی
آنکھوں نے یہ کیا دیکھا واویلا صد واویلا

سر پہنچے دین داروں کے تحفوں میں درباروں کے
ایک ایسا وقت بھی آیا واویلا صد واویلا

❋❋❋❋❋

سر کٹ گیا حسین کا کیسا ستم ہوا

سر کٹ گیا حسین کا کیسا ستم ہوا
گھر فاطمۃ کا لُٹ گیا کیسا ستم ہوا

راحت سکوں قرار تھا قلبِ رسول کا
جانِ علی تھا نور تھا چشم بتول کا
اُس پر ستم رواں ہوا کیسا ستم ہوا

چؤدہ سو سال بعد بھی تازہ ہے یہ الم
کرتے رہینگے حشر تک اہلِ عزا یہ غم
عاشور جیسے کل ہی تھا کیسا ستم ہوا

اکبر کو کھو چکے علی اصغر کو کھو چکے
عباس جیسے غازیِ لشکر کو کھو چکے
تنہا سبھی کو رو چکا کیسا ستم ہوا

بازو کٹا کے سو گئے نہرِ فرات پر
شہ نے کمر کو تھام لی غازی کی لاش پر
بازوئے شاہ نہ رہا کیسا ستم ہوا

اکبر کی لاش دوش پہ سرور اُٹھا چکے
اصغر کو ننھی قبر میں مولی سلا چکے
چاہا جو رب نے کر دیا کیسا ستم ہوا

بوٹھی چھری تھی حلق پر سجدے میں تھے حسین
اُمّت کے واسطے دعا کرتے رہے حسین
خنجر گلے پہ چل گیا کیسا ستم ہوا

عالی قدر کے ساتھ جب حزن و بکا میں تھے
شاکر دلوں سے پوچھ لو ہم کربلا میں تھے
پرنم نگاہ نے کہا کیسا ستم ہوا

*****

سر کھولے اپنے لال کو روتی ہے فاطمہؑ

سر کھولے اپنے لال کو روتی ہے فاطمہؑ
عاشور میں حسین کو کھوتی ہے فاطمہؑ

زہرا کے پھول کربل میں کملا کے رہ گئے
بِن پانی تپتی دھوپ میں مرجھا کے رہ گئے
منظر یہ دیکھ کے کڑھتی ہے فاطمہؑ

یارب یہ میرے بچّے کا کیا حال زار ہے
زخموں سے چور جسم ہے دل بے قرار ہے
رو رو کے یہ دُہائیاں دیتی ہے فاطمہؑ

ہنگام عرش پر ہے تلاطم ہے فرش پر
سجدے میں کٹ رہا ہے جو سبطِ نبی کا سر
گودی میں اپنے لال کو لیتی ہے فاطمہؑ

سر طشت میں حسین کا اور تخت پر یزید
زینب کا سر کھلا ہوا دربار میں تھی عید
خطبہ بھی ایسا جیسے کے پڑھتی ہے فاطمہؑ

زہرا تڑپ کے روئیگی میدانِ حشر میں
تن پہ پسر کے سر نہیں میدانِ حشر میں
اور غم سے نعرہ آہ کا بھرتی ہے فاطمہؑ

عالی قدر اُس مجلس کی داعی ہو جلوہ گر
تختِ حسین پر ہو اور غم کرتے ہو نشر
اُس مجلسِ حسین میں ہوتی ہے فاطمہؑ

برہان دیں کا واسطہ رب سے دعا یہ کر
زہرا کی قبر پر ہمیں جانا نصیب کر
اب دیکھے کب قبول یہ کرتی ہے فاطمہؑ

✱✱✱✱✱

سرور کو مقتل میں اعدا نے گھیرا ہے

سرور کو مقتل میں اعدا نے گھیرا ہے
عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

اہلِ حرم کو بلوا کے سب سے
وقتِ وداع سرور نے کہا یہ
بس یہ سلام آخر اپنا ہے
عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

جبریل آئے املاک لائے
شہ نے کہا کی جو بھی ہو رائے
کیا امر میرے خالق کا ہے
عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

وقتِ شہادت رب کی رضا تھی
تلوار رکھ دی گردن جھکا دی
آئی یہ عصر عاشورا ہے
عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

آلِ عبا کے گھر کا اُجالا عرشِ نبی کا روشن ستارا
فرش پہ گھوڑے سے اُترا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

تیر کسی نے نیزہ لگایا پتھر کسی نے سر پر ہے مارا
تنہا ہزاروں میں پیاسا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

جسمِ مطہر شمر کی ٹھوکر خلق کا مولی جلتی زمیں پر
ظالم ہے اور شہ کا سینہ ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

خنجر وہ بوٹھا شمر نے رگڑا قاتل مگر اِتنا بھی نہ سمجھا
شہ گلا کِس نے چوما ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

سجدے میں ہے اللہ کا دلبر لب پہ دعا ہے امت کے خاطر
شمر نے ہائے سر کاٹا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

عرش پہ ہے ماتم یاحسینا فرش پہ ہے ماتم یاحسینا
دونوں جہاں میں غم شہ کا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

مطلوب ہے یہ برہان دیں کو شبیر کا بس ماتم سدا ہو
سامان جنت کا کرنا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

مولی محمد کے ساتھ یا رب کرب و بلا کی ہوئے زیارت
ارماں جمالی یہ سب کا ہے عباس آجاؤ بھائی اکیلا ہے

*****

سکينه شبّيرنا ڇهے دختر سلام يڑ پر

سکينه شبّيرنا ڇهے دختر سلام يڑ پر
رچاوے شادي ڇهے اهني سروڑ
سلام يڑ پر ، سلام يڑ پر

کرے ڇهے دولها سي گُفتگو يڑ
عجب خوشي ما ڇهے نيك خوں يڑ
پکارا دشمن ڇهے باقي کوئي
ستم نا لوگو نو ظلم جوئي
سدهارا دولها ڇهے هاته ڇهوڑي
سلام يڑ پر ، سلام يڑ پر

سکينه پوچهے کِوارے مِلسو
کهيو سلام ا ڇهے مارو ڇهيلو
رڑا دئي شه يڑ چاك کيدا
ڇهے اهنا پوشاك کفن نا جيوا
سدهارا دولها ڇهے رن ما لڑوا
سلام يڑ پر ، سلام يڑ پر

کھے چھے دشمن آ دولھا آیا　　علي نا دلبر حسن نا جایا
دولھا نے مارو دولھا نے مارو　　حسین نا داماد نے پَچھاڑو
تھیو تبر تیر نو چھے مارو　　سلام یہ پر ، سلام یہ پر

پدھارا عبّاس لیوا پاني　　نتھي ابوالفضل نو کوئي ثاني
گِرا چھے بازو کٹاوي رن ما　　کري نداء آؤ مولیٰ لیوا
تھئي کمرخم چھے شه ني تہ جا　　سلام یہ پر ، سلام یہ پر

عجب چھے برهان دیں نا احسان　　بتول نا باوا یہ ج چھے ماں
کرے چھے مشکل کشائي مولیٰ　　همارا جانو سي چھے یہ اَولیٰ
رهے سلامت همارا آقا　　سلام یہ پر ، سلام یہ پر

✹✹✹✹✹

شبیر تیری مظلومی پر تا حشر یہ غم ہوئیگا

شبیر تیری مظلومی پر تا حشر یہ غم ہوئیگا
انسان تو آخر انساں ہے پتھر بھی تجھے روئیگا

عباس سا بھائی بچھڑا ہے کیوں خم نہ کمر ہو سرور کی
وعدہ تھا سکینہ سے پانی وہ بھر کے ابھی آئیگا

سج دھج کے چلا دولہا رن میں اک شور ہوا دولہا آیا
شہ دیکھ کے لاشہ دولہا کا دل تھام کے رہ جائیگا

اُس باپ سے پوچھو تو آخر نیزہ جو نکالا سینے سے
کِس طرح جواں کی میت کو کاندھے پہ اُٹھا لائیگا

سرور نے کہا اے بانو تیرا وہ جھولنے والا مارا گیا
ننھی سے لحد میں وہ تیرا معصوم پسر سوئیگا

جاتے ہیں شہ دیں مقتل میں کہرام حرم میں برپا ہے
زینب سے جدا ہو کر بھائی پھر لوٹ کے نہ آئیگا

جبریل نے شہ سے رو کے کہا مرضی ہے خدا کی سر ہو فدا
اب سجدہء آخر میں شہ کا سر تن سے جدا ہوئیگا

روکر یہ سکینہ کہتی تھی کب لوٹ کے بابا آؤگے
اب رات کو رن میں کون بھلا سینے پہ تیرے سوئیگا

اِس حزن و بکاء کی مجلس میں تشریف ہے لائی فاطمہ
دیتی ہے دعاء زہرا اُسکو جو شہ پہ سدا روئیگا

عابد یہ حسینی داعی کا اعجاز نہیں تو پھر کیا ہے
ایک آنسوں کے بدلے میں جنت تو روز جزا پائیگا

*****

شبیر ڈھونڈتے رہیں پیارے گئے کہاں

شبیر ڈھونڈتے رہیں پیارے گئے کہاں
آنکھوں سے میرے کِس طرح اوجھل ہوا جہاں

۱. حیدر کے ہیں نواسے ، یہ زینب کے جائے ہیں
کاندھے پہ شاہ عون و محمد کو لائے ہیں
ماموں پہ اپنے شان سے کر دی نثار جاں

۲. دولہا کے سر پہ شادی کا سہرا سجائینگے
قاسم سے خوبرو کا بھی لاشہ اُٹھائینگے
اک ایک کر کے چل بسے سب پیر اور جواں

۳. شانے کٹا کے بھائی جو تڑپا ہے نہر پر
شبیر بولے آہ کے ٹوٹی میری کمر
عباس دوں کسے بھلا لشکر کا اب نشاں

٤. مٹ جائیگی جوانیِ ہم شکلِ مصطفی
سوچا نہ تھا حسین نے یہ وقت آئیگا
سینے سے اپنے لال کے کھینچونگا میں سناں

٥. اصغر کے خوں کا قطرہ زمیں پر نہیں گرا
شہ نے قبر پہ اشکوں کا دریا بہا دیا
وہ جسکے انتظار میں در پر کھڑی ہے ماں

٦. آیا خیال خیمہ کی جانب جو کی نظر
اب میرے بعد خیمے جلائینگے بد سیر
چھینینگے سر سے چادریں روئیگی بیبیاں

٧. بولے حسین مرضیِٔ حق ہے تو سر فدا
اُمت کا دَین آج کرونگا میں سب اداء
آنکھوں سے جبرئیل کے آنسوں ہوئے رواں

۸. زینب کی چشمِ تر کبھی سوکھی نہیں رہی
گھر جسکا سارا لٹ گیا کیا اُسکی زندگی
اِک دو پہر میں کیا ہوا کیسے لٹا جہاں

۹. برہان دیں کی یاد ہمیشہ دِلائیگی
ماتم کی گونج آنکھ جو آنسوں بہائیگی
دل ڈھونڈتا ہے آج وہ مولی گئے کہاں

۱۰. عالی قدر ہیں آپ یا برہان دین ہیں
پھر وہ انا کی شان میں یہ سیفِ دین ہیں
آنکھو میں پھر گئے وہیں گذرے ہوے زماں

۱۱. عابدؔ غمِ حسین تو اپنی ہے بندگی
اشکِ غمِ حسین سے بخشی ہے زندگی
عالی قدر کی ہمنے یہ دیکھی حسینی شاں

*****

شبیر نے کربل میں گھر اپنا لُٹایا ہے

شبیر نے کربل میں گھر اپنا لُٹایا ہے
جاں دے کے شہ دیں نے اُمّت کو بچایا ہے

بچپن میں کیا تھا جو نانا سے نواسے نے
اُس وعدے کو سرور نے جاں دے کے نبھایا ہے

مہمان بلا کر یوں اُجڑے ہوے جنگل میں
بے جرم و خطا شہ کو اعدا نے ستایا ہے

جاتا ہے جواں بیٹا سرور سے وداع ہو کر
بانو نے کلیجے سے اکبر کو لگایا ہے

لاشہ نہیں اُٹھتا ہے بیٹا کا ضعیفی میں
اے بابا علی آؤ تنہا تیرا جایا ہے

یوں بالی سکینہ نے عمّوں سے کہاں رو کر
پانی مجھے پلواؤ دم ہونٹوں پہ آیا ہے

جب کاٹ دیئے بازوں بے دینو نے دھوکے سے
عباس نے مشکیزہ دانتوں میں دبایا ہے

چھ ماہ کو جھولے سے میدان میں لائے شاہ
پانی کے عوض ناوک اصغر کو لگایا ہے

اے شاہِ نجف پہنچو اِمداد کو بیٹے کی
حلقوم پہ خنجر کو ظالم نے پھرایا ہے

شبیر کے لاشے پر کرتی تھی فغاں زینب
در در ہمیں اے بھیاّ سر ننگے پھرایا ہے

بیماری کی حالت میں جکڑے ہوئے تھے کڑِیا
عابد کو لعینو نے کانٹوں پہ چلایا ہے

اعجاز یہ دیکھا ہیں مظلوم کا دنیا میں
نیزے پہ سرِ شہ نے قرآن سنایا ہے

امید ہے بس اتنی پھر دیکھو تیرا روضہ
سب کچھ تیرے صدقے میں عباس نے پایا ہے

*****

شبیر ہے محوِ یادِ خدا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

شبیر ہے محوِ یادِ خدا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے
کل ہوگا جہاں میں حشر بپا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

کل آئیگی جنت سے زہرا مقتل میں یہ منظر دیکھے گی
ہے شمر کا خنجر شہ کا گلا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

یہ حشر نہیں تو پھر کیا ہے ، اب اور قیامت کیا ہوگی
کل سبطِ نبی لٹ جائیگا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

مِل جائینگے کل اس مٹی میں سب چاند ستارے بطحا کے
یہ خاک بنے گی خاکِ شفا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

گو آلِ نبی پیاسے ہی رہے یہ آج کی دنیا کچھ بھی کہے
کل خاک اُڑائیگا دریا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

ہاں آؤ اُٹھو اے غم خواروں ماتم سے ہلا دے دنیا کو
ہر مؤمن کے لب پہ ہے آہ وبکا اک رات کی دنیا کی باقی ہے

کل اِبن حسن بن کر دولہا جاں حق پہ کریگا اپنی فدا
ہو جائیگی اِک دُلہن بیوہ اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

عباس علم لہرائینگے جب اپنی علمبرداری کا
کل ہوگا وفا کا سر اونچا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

تصویرِ نبی مٹ جائیگی اکبر کو لگے گی جب برچھی
شبیر کا دل چھد جائیگا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

گھر آلِ نبی کا لوٹے گا ، خیمے بھی جلائینگے ظالم
کل بھائی بہن سے ہوگا جدا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

مارینگے طمانچے بد اختر لوٹینگے سکینہ کے گوہر
چھن جائیگی کل زینب کی رِدا اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

برہان دیں مولی جلوہ نما کل ہونگے حسینی صورت میں
دِکھلائینگے کربل کا سجدہ اِک رات کی دنیا کی باقی ہے

*****

شکر برہانِ ہدیٰ شکر تیرا سیفِ ہدیٰ

شکر برہانِ ہدیٰ شکر تیرا سیفِ ہدیٰ
آج جو ہم ہیں عزادارِ شہِ کرب و بلا

کام برہان دیں مولیٰ نے کیا ہے ایسا
غمِ سرور میں ہمیں شہ نے رُلایا ایسا
ہم کہاں تھے ہمیں مولیٰ نے کہاں پہنچایا

حُبِّ برہان دیں جس دل کی بنےگی جاگیر
کام آئیگی اُسی کو یہ دعائے شبیر
آخری ہوگی گھڑی جب کہ گلے دم ہوگا

خُلد اک آنسوں کے بدلے میں ہیں شہ نے بخشی
نور سے لکھا ہے سینے پہ حسین ابنِ علی
یاد کرتے ہیں سدا کیا کیا ہمیں دی ہے عطاء

فاطمہ زہراء کے دل کی تھی تمنّا یہ عزاء
زہے قسمت کہ ہمیں آج ملی ہے یہ عزاء
آج ماتم سے ہمیں عرش ہلانا ہوگا

وہ جفائیں شہِ مظلوم کے گذری دل پر
خون کے آنسوں سے روتے ہیں تڑپ کر پتھر
اُمّتِ عاصی کے خاطر ہے لُٹا گھر شہ کا

غم یہ اُسکا ہے جو وعدے کو نِبھانے نکلا
دور پردیس میں پیاروں کو فداء کر ڈالا
جلتی ریتی پہ جُھکا کرنے دعاء کا سجدہ

سرِ شبیر تھا نیزے پہ بہن قیدی تھی
ساتھ بیمار کے پاؤں میں پڑی بیڑی تھی
مِٹ گیا کُفر مگر باقی رہا دِینِ خدا

کہہ کے لبّیک یا داعی اللہ ہر اک مؤمن نے
تیرے فرمانِ عزاء کو ہے اُٹھایا دل سے
یاحسینا کی تیرے ساتھ سدا دینگے نداء

شکر کے سجدے ہو عابدؔ جو ہزاروں کم ہیں
یاد برہانِ ہدی شہ میں یہ آنکھیں نم ہیں
ہے دعاء طول ہو یہ مولی مفضل کی بقاء

*****

شہِ والا نے فرمایا بہن زینب نہ گھبرانا

شہِ والا نے فرمایا بہن زینب نہ گھبرانا
وفا ہونے کو ہے وعدہ بہن زینب نہ گھبرانا

بہادُر کی ہو تم بیٹی نواسی ہو پیمبر کی
خبر جب قتل کی سننا بہن زینب نہ گھبرانا

قیامت کی گھڑی ہوگی عجب ہوگا وہ منظر بھی
فلک سے خون برسے گا بہن زینب نہ گھبرانا

یہی لکھا تھا قسمت میں کہ آئے موت غربت میں
ہمارا دیکھ کر لاشہ بہن زینب نہ گھبرانا

بہن ہو ایک صابر کی　　مصیبت کی ہو تم عادی
ہمیشہ صبر ہی کرنا　　بہن زینب نہ گھبرانا

تم ہی سب کی نگہباں ہو　　بچانا میرے عابد کو
ردائیں چھینے جب اعدا　　بہن زینب نہ گھبرانا

نہ قاسم ہے نہ اکبر ہے　　نہ عباسِ دِلاور ہے
بھروسا رب پر ہی رکھنا　　بہن زینب نہ گھبرانا

سکینہ رات کو اُٹھکر　　مجھے ڈھونڈے اگر روکر
تو سمجھاکر سلا دینا　　بہن زینب نہ گھبرانا

*****

صحراء کربلا میں اب عصر کی گھڑی ہے

صحرائے کربلا میں اب عصر کی گھڑی ہے
زہرا کا لاڈلا ہے اور شمر کی چھری ہے

آغوش فاطمہ پر کیوں بجلیاں نہ ٹوٹے
نازوں کا پالا بیٹا جلتی زمیں پہ تڑپے
سولہ پہر کا پیاسا اور دھوپ بھی کڑی ہے

قرآں کی سورتیں ہیں بکھری ہوئی زمیں پر
چہرے لہو بھرے ہیں زخمی ہے تن کہیں پر
زہرا کی کہکشاں سے کرب و بلا سجی ہے

دریا کی سمت دیکھا عباس یاد آیا
کِس بیکسی میں دیکھو بھائی تمہارا آیا
ٹوٹا ہے مجھ پے لشکر ٹوٹی کمر میری ہے

اٹھارہ سال والا نظروں میں پھر رہا ہے
نیزے کے ساتھ جسکا دل بھی نکل گیا ہے
پیری میں یوں مصیبت شبیر پر گری ہے

سوکھے ہوئے لبوں نے نانا کو ہے پکارا
زخمی ہوں اب تو آؤ بیٹے کو دو سہارا
سجدہ بجاؤں آخر طاقت کہاں میری ہے

سائے میں پنجتن کے سجدہ بجا رہے ہیں
اب آخری دعاء سے امت بچا رہے ہیں
اور چل رہا ہے خنجر گردن اُتر رہی ہے

سیفُ الہدی کا باغِ صحت ہمیشہ مہکے
مہکے عزاء کا گلشن شہ سیفِ دیں کے دم سے
آنسوں سے سیفِ دیں کے دعوت ہری بھری ہے

مولی رہو سلامت سایے میں پنجتن کے
کرتے رہو دعائیں حق میں یہ مرد و زن کے
غم خواروں کی زباں پر ہر دم دعاء یہی ہے

ظلمت میں قبر کی جب کوئی نہ ساتھ ہوگا

شہ سیفِ دیں کا اُس دم ہاتھوں میں ہاتھ ہوگا

گھبرا نہ اے جمالی برہان دیں ولی ہے

*****

عاشور کو جس کا حلق کٹا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

عاشور کو جس کا حلق کٹا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں
اسلام کو زندہ جسنے کیا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

یہ ہم سے نہ پوچھو اہلِ جہاں کس کے لیئے ہے یہ سینہ زنی
روئے ہے جسے محبوبِ خدا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

جو لیکے جواں بوڑھے بچّے ساتھ اپنے وطن سے حق کے لیئے
اُجڑے ہوئے بن میں آیا تھا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

گھر اپنا لُٹا کے سہکے ستم پردیس میں روزِ عاشورا
امت کا کیا ہے جسنے بھلا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

پانی کے لیئے لائے تھے جسے جھولے سے امامِ جنّ و بشر
جس بچّے کے حلق پہ تیر چلا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

بازو کٹیئے جسنے اپنے فدا دریا پہ کیا جسنے قبضہ
کہتے ہیں جسے سب روحِ وفا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

تپتے بن میں ہائے ستم بے دفن و کفن اے اہلِ عزا
اِک عرصہ جسکا لاشہ رہا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

سر کاٹ کے جس کا خنجر سے بے جرم و خطا عاشور کے دن
نیزے پہ سر جسکا تھا رکھا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

مجبوس ہوئے جو شہ کے حرم عاشور کے دن اے اہل عزا
پردیس میں جس کا خیمہ جلا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

چوداسو برس سے روتے ہیں مغفور جسے یہ ارض و سما
جو دونوں جہاں کا مالک تھا ہم اُسکا ماتم کرتے ہیں

❋❋❋❋❋

عاشور کے دن شہ کو کیا کیا نظر آتا ہے

عاشور کے دن شہ کو کیا کیا نظر آتا ہے
زہرا کا چمن سارا اُجڑا نظر آتا ہے

مہندی ہے نہ شربت ہے کس طرح کی غربت ہے
دولہے کا لہو سے تر سہرا نظر آتا ہے

رن کانپ اٹھا سارا عباس کی آمد پر
چھینیگا یہ دریا کو جذبہ نظر آتا ہے

آخر کو کٹے بازو مشکیزہ ہوئی چھلنی
جلتی ہوئی ریتی پر سقا نظر آتا ہے

تقدیر نے دِکھلایا کیا درد بھرا منظر
پالا تھا جسے اُسکا لاشہ نظر آتا ہے

پھینکا جو لہو شہ نے افلاک نے جھیلا ہے
اصغر کا عجب رتبہ اعلی نظر آتا ہے

بے شیر کی تربت تو مولی نے بنا ڈالی
پر آنکھوں میں بچّے کا جھولا نظر آتا ہے

کیا دیکھتی ہے منظر زینب دَرِ خیمے سے
لاکھوں ہیں عدو ، تنہا بھیاّ نظر آتا ہے

شبیر کے سینے پر رکھتا ہے قدم ظالم
دبتا ہوا پاؤ سے سینہ نظر آتا ہے

جلتی ہوئی ریتی پر سر شہ نے جھکایا ہے
اُمّت کی شفاعت کا سجدہ نظر آتا ہے

مولی تھے جھکائے سر ظالم نے رکھا خنجر
پیاسے کا گلا تن سے کٹتا نظر آتا ہے

جب کرتے ہیں ماتم ہم تو پیشِ نظر اپنے
برہانِ ہدی شہ کا چہرہ نظر آتا ہے

اِس غم کی عبادت کر یہ جان کے اے شاکر
غم کعبہ عاَلم کا قبلہ نظر آتا ہے

*****

عاشور کے سورج کچھ تو بتا کیا گذری تھی کیا دیکھا تھا

عاشور کے سورج کچھ تو بتا کیا گذری تھی کیا دیکھا تھا

اسلام نے آڑے وقت میں جب شبیر کا دامن تھاما تھا
اُس وقت اکیلے تھے سرور یا ساتھ میں سارا کنبہ تھا
جس سجدے میں تن سے سر اُترا وہ سجدہ کیسا سجدہ تھا

جب وادیء غربت میں آکر احمد کا گھرانا لُٹتا تھا
اُس وقت بھی رونا بدعت تھا جب بند ہر ایک پر دریا تھا
کیا دنیا ماتم کرتی تھی یا چاروں طرف سنّاٹا تھا

پھل برچھی کا جب کہ ٹوٹا تھا ہم شکلِ نبی کے سینے میں
اُس وقت نبی کی روح بھی کیا بے تاب ہوئی تھی مدینے میں
کیا دل کو سنبھالے تھے سرور کیا گھاؤ بہت ہی گہرا تھا

جب لاشہء دولہا خیمے میں شبیر اُٹھا کر لائے تھے
سر کا تھا دولہن کا گھونگھٹ یا آنکھوں میں آنسو آئے تھے
کیا پھول تھے سب کملائے ہوئے یا تازہ تازہ سہرا تھا

جب شمر نے خنجر پھیرا تھا شبیر کے لب کیا ہلتے تھے
کیا دیدہء سرور میں اُس دم انوار محمد ملتے تھے
کیا خون زمیں نے اُگلا تھا کیا رنگ فلک نے بدلا تھا

کتنی تھی ستم کی شمشیریں جو قلب جگر سے گذری تھیں
جب عون و محمد کی لاشیں زینب کی نظر سے گذری تھیں
کیا سر کو جھکائے بیٹھی تھی یا ضبط سے تن میں رَعشہ تھا

عباس کے جس دم ہاتھ کٹے تو کیوں کر مشک سنبھالی تھی
برباد ہوا تھا جب پانی خیمے پہ نظر کیا ڈالی تھی
کیا بھر کے چِلّو پھینکا تھا جب بس میں سارا دریا تھا

ظالم نے لگایا جب ناوک بچّے کو ہنسی کیا آئی تھی
معصوم نے قاتل کو اپنی کیا خشک زباں دِکھلائی تھی
سرور نے جو پانی مانگا تھا تو کتنا پانی مانگا تھا

اِک باپ سے بچھڑی بچیؔ کے جب بوندیں چھلکے جاتے تھے
اُس وقت شہیدوں کے لاشے میدان میں کیا تھرّاتے تھے
کیا شمر لعیں کے ہاتھوں سے بے بس نے طمانچا کھایا تھا

جب آلِ محمد کے خیمے شعلوں میں ستم کے جلتے تھے
کیا پیاس دھؤوں کو روکے تھی یا بچےؔ آنکھیں مَلتے تھے
بیمار کو جب ہوش آیا تھا کیا آنسوں کوئی ٹپکا تھا

ارباب حرم قیدی بن کر جب شام کی جانب بڑھتے تھے
کیا اپنی تباہی پر اُس دم اِنّا للہ پڑھتے تھے
قرآن سنایا جب سر نے تو کتنا اونچا نیزہ تھا

*****

عاشور کی وہ رات وہ سناٹے کا عالم

عاشور کی وہ رات وہ سناٹے کا عالم
فطرت کی خموشی میں فرشتوں کا وہ ماتم
سویا ہوا رن میں اسداللہ کا ضیغم
اور خون میں ڈوبا ہوا اسلام کا پرچم
عباس تجھے اہلِ وفا یاد کرینگے

دیکھی نہ گئی بچّوں کی جب تشنہ دَہانی
آنکھوں میں کھٹکنے لگی موجوں کی روانی
پانی کے لیئے اپنا لہو کر دِیا پانی
بچپن پہ سکینہ کے فدا کر دی جوانی
عباس تجھے اہلِ وفا یاد کرینگے

قبضے میں تھی تلوار کے قبضے میں خدائی
دو ہاتھ چلی تھی کے ترائی نظر آئی
بھائی کی وغا دور سے دیکھا کیا بھائی
کیا شان وفا تونے وفا دار دکھائی
عباس تجھے اہلِ وفا یاد کرینگے

ناکام ہوئی دشمنوں کی کوششیں پیہم
گرنے نہ دِیا خاک پہ اسلام کا پرچم
جب تک رہی جاں جسم میں سینے میں رہا دم
ریتی پہ دہلتا رہا اسلام کا ضیغم
عباس تجھے اہلِ وفا یاد کرینگے

دنیا سے گیا شان وفاؤں کی دِکھا کر
پانی نہ پیا پھینک دِیا منہ سے لگا کر
گھوڑے سے گِرا خاک پہ شانوں کو کٹا کر
سویا بھی تو سوئی ہوئی مِلّت کو جگا کر
عباس تجھے اہلِ وفا یاد کرینگے

*****

عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے
کیا شانِ صبر شاہِ دیں رن میں دِکھائینگے

۱. شبیر تو ہے حیدرِ صفدر کے نورِ عین
نانا کی گود میں پلے زہراء کے دل کے چین
دشمن کی ظلمرانیاں کیسے اُٹھائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۲. حاکم نے حکم لکھ دِیا پانی سبھی پیو
لیکن نبی کی آل کو پانی نہ دیجیو
ظلم و ستم کے گھونٹ ہم اُنکو پلائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

٣. بازو کٹا کے ہو گئے عباس بھی فداء
ہائے ستم کہ ہو گئے دُلہا دُلہن جدا
کِس صبر سے حسین اب لاشیں اُٹھائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

٤. مشکِ سکینہ دیکھ کر سرور کا دل جلے
دے کے نداء عطش کی وہ اکبر تھے تلملے
پیاسے مجاہدوں کو شہ کوثر پلائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

٥. اصغر کو ہاتھ میں لیئے پانی کیا طلب
گردن پہ حرملہ نے ساندھا آہ تیر تب
خیمے میں کیسے لوٹ کر اب شاہ جائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۶. ٹھوکر لگائی شمر نے تھی حشر کی گھڑی
افلاک اور زمیں میں ہے یہ دیکھ تھرتھری
جلتی زمیں پہ شاہ اب سجدہ بجائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۷. ہے لاش ریگ پر گِری نیزے پہ سر بلند
اہلِ حرم کو قید میں ہائے کیا ہے بند
اور کتنا دُشمنانِ دیں شہ کو ستائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۸. برہان دیں نے کھینچ دی تصویرِ کربلا
نورِ حسین کی عیاں صورت میں تھی جِلا
اُس عاشقِ حسین کو کیسے بھولائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۹. منصوص اِنکے داعیِٔ حق سیفِ دین ہیں
غم میں حسین کے سدا رہتے حزین ہیں
جاں سوزِ طرز میں ہمیں مقتل سنائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۱۰. بڑھ کر اے مؤمنیں چلو شہ کو جواب دیں
لبیک کہہ کے آخرت اپنی سنوار لیں
اک اشک کے صلے میں وہ جنت دِلائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

۱۱. باقی رہیں یہ سیف دیں باعافیت سدا
نَوح و بکاء سے اُن پہ ہو ہم مؤمنیں فداء
حق سے دعاء یہ مانگنے ماتم اُٹھائینگے
عاشور میں حسین گھر اپنا لٹائینگے

*****

عاشورا کے روزِ بپا ہو گیا محشر کربل میں

عاشورا کے روزِ بپا ہو گیا محشر کربل میں
سوکھے گلے پر شاہ کے جب چل گیا خنجر کربل میں

کانپ اُٹھی مقتل کی زمیں اور فلک کو لرزہ ہوا
گھوڑے سے جس وقت گِرا سبطِ پیمبر کربل میں

کوئی خبر کر دے جا کے آؤ مدد کو اے عباس
گھیرے ہوئے شبیر کو ہے شام کا لشکر کربل میں

ماتم سحر و شام کرو اور دو زہرا کو پرسا
لُٹ گیا شام سے پہلے ہی جس کا بھرا گھر کربل میں

ماتم میں شبیر کے ہم جان بھی دے دیں توکم ہے
ماتم اُس کا کرتے ہیں سارے پیمبر کربل میں

وقت پڑے تو دشمن کو پانی پلائے جو پھر بھی
بوند بھی پانی اُسکے لیئے نہ ہو میسر کربل میں

پیاسے ہے سب پیر و جواں اور اطفال بھی ہیں پیاسے
حد تو یہ ہے پیاسا ہے ننھا سا اصغر کربل میں

لوٹ لو بے کَس سرور کو شور ہوا یہ اعدا میں
پیاسو کے سقا کے گرے شانے دو کٹ کر کربل میں

نہر سے آ کر سرور نے زینب سے یہ رو کے کہا
چھوڑ چلے مجھکو تنہا میرے برادر کربل میں

چھوڑ کے نو بیاہی دُلہن رن کو چلا یوں باندھے کفن
خون میں اپنے ڈوب گیا دلبرِ شبّر کربل میں

تھام کے دل کو بیٹھ گئے دیکھ سکے نہ شاہِ ہدیٰ
نیزے سے چھلنی جو ہوا سینہء اکبر کربل میں

مقتل سے لے کر آئے لاش جواں جب خیمے میں
روئے بہت سب اہلِ حرم دیکھ یہ منظر کربل میں

جن کے کُھلے سر آئے نظر تو چھپ جائے سورج بھی
سر سے اُنہیں سیدانیوں کے چھن گئی چادر کربل میں

جل گئے خیمے بھی سارے لُٹ گیا زیور بیبیوں کا
چھینے گئے سیدانیوں کے کانوں سے گوہر کربل میں

عشرة اهبة

ذکر شہادت کا ایسے ، کرتے ہیں یہ سیف ہدی
ہو خود ہی جیسے موجود ، داعیِٔ داور کربل میں

عمر مفضل شہ کی خدا ، کر تا روزِ حشر دراز
جن کے لیئے سجدے میں دعاء کرتے ہیں سرور کربل میں

ساتھ مفضل شہ کے کرو، ماتم سوچ کے یہ دل میں
کیا کرتے قربان نہ ہم، جان یہ شہ پر کربل میں

کتنے ہی مؤمن بیٹھے ہیں یہ ہی عزادار آس لیئے
دیکھیئے کب لے جاتا ہے اپنا مقدّر کربل میں

*****

عصر عاشور تھا شبیر تھے تنہائی تھی

عصر عاشور تھا شبیر تھے تنہائی تھی
ماہِ زہرا پہ گھٹا ظلم کی جب چھائی تھی
شہ کو جب نوکِ سناں سوئے زمیں لائی تھی
گرتے گرتے لبِ زخمی سے صدا آئی تھی
گرم ریتی پے میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں

لُٹ گیا ہوں میں کِسی کی بھی مجھے آس نہیں
قتل سب ہو گئے اب کوئی میرے پاس نہیں
میرا قاسم نہیں اکبر نہیں عباس نہیں
تم مجھے آ کے کلیجے سے لگا لو اَمّاں
گرم ریتی پے میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں

لاش قاسم کی اُٹھائی ہے جگر زخمی ہے
زخم اکبر کا جو دیکھا ہے نظر زخمی ہے
قلب زخمی ہے بدن زخمی ہے سر زخمی ہے
دے سہارا مجھے بابا کو بُلا لو اَمّاں
گرم ریتی پہ میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں

میں جو گھوڑے سے گِروں تم مجھے تسکیں دینا
پیار کرنا میری ہمّت کو دعائیں دینا
ڈال کر باہیں گلے میں مجھے لِپٹا لینا
ہاں دمِ ذبح مگر ہاتھ ہٹالو اَمّاں
گرم ریتی پہ میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں

اپنے وعدے کے لیئے میں نے ہر ایذا سہ لی
ایک ارماں میرا نکلے تو عنایت ہوگی
ذبح کے وقت یہی تم سے تمنّا ہے میری
سر میرا خاک سے زانوں پہ اُٹھالو اَمّاں
گرم ریتی پے میں گرتا ہوں سنبھالو اَمّاں

*****

فاطمہؑ آپ کے دل کو ہے دُکھایا کِس نے

فاطمہؑ آپ کے دل کو ہے دُکھایا کِس نے
ہائے بی بی کے بھرے گھر کو لُٹایا کِس نے

رو رہی شہِ کونین پہ عالم کی فضا
غمِ شبیر میں زہرا کو رُلایا کِس نے

کِس نے یہ ظلم کیا عترت پیغمبر پر
سرِ شبیر کو نیزے پہ چڑھایا کِس نے

نیم جاں ہو گئی بیہوش تڑپ کے بچیّ
لاشہء شاہ سکینہ کو دِکھایا کِس نے

پوچھو پیغمبرِ اسلام سے وہ دینگے جواب
مٹتے اسلام کو جاں دے کے بچایا کِس نے

نامِ عباس سے تابِندہ ہے آئینِ وفا
حق کے دستور کو جاں دے کے بچایا کِس نے

تیر لگتے ہی علی اصغرِ معصوم ہنسے
ننھے بچّے کو یہ انداز سکھایا کِس نے

لاشِ عباس پہ شہ بولے بصد رنج و الم
میرے بھیاّ یہ تیرا حال بنایا کِس نے

❋❋❋❋❋

فاطمہؑ زہراء کا بھرا گھر لوٹا

فاطمہؑ زہراء کا بھرا گھر لوٹا
کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا
کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا
ہائے غضب ہو گیا

قاسم و عبداللہ بھی مارے گئے
اکبر و عباس بھی مارے گئے
مارا گیا دلبرِ شیرِ خدا
کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا
ہائے غضب ہو گیا

زینبِ بےکس کی کمائی لوٹی
جب نہ رہا والی و وارث کوئی
چھین گئی اہلِ حرم کی ردا
کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا
ہائے غضب ہو گیا

اُجڑے ہیں پردیس میں آکر غریب
ہو گئے بے مونیں و یاور غریب
ظلم سے باندھے ہے کمر اشقیاں
کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا
ہائے غضب ہو گیا

دخترِ شبیر کے پھولوں سے گال — کر دیئے ظالم نے طمانچوں سے لال
کیسا یتیماں کو دِلاسہ دیا — کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا — ہائے غضب ہو گیا

بیبیوں نے صدموں پہ صدمے سہے — زینب و کلثوم کے بازو بندھے
کرتے رہے ظلم و ستم اشقیاں — کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا — ہائے غضب ہو گیا

لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوے — ہاتھوں میں ناقوں کی مہاریں لیئے
شام کی جانب چلے زینُ العبا — کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا — ہائے غضب ہو گیا

روکے سے رُکتا نہیں پھر غم کا جوش — سوچتا ہوں جس گھڑی میں اے سروش
آلِ محمد پہ ہوئی یہ جفا — کٹ گیا شبیر کا سوکھا گلا
ہائے غضب ہو گیا — ہائے غضب ہو گیا

*****

فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے — بانیِ ء اِسلام کو رُلایا ہے

لشکرِ حسین کا علمبردار — بازؤو سے اپنے ہو گیا لاچار
لشکرِ اِسلام کو بچایا ہے — فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

ظالموں حسین کا یہ دلبر ہے — ہم شبیہ مصطفی یہ اکبر ہے
شامیوں نے کیسا ظلم ڈھایا ہے — فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

حرملہ کا تیر اور علی اصغر — بے زُباں تڑپ گیا ہے ہاتھوں پر
کس خطاء پہ تیر یہ چلایا ہے — فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

راہِ حق میں اپنی جاں پسر دے کر — سجدہ ءِ خالق میں اپنا سر دے کر
دینِ اِسلام کو بچایا ہے — فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

کربلا میں انبیاء بھی روتے ہے مصطفی بھی مرتضی بھی روتے ہے
خاک پر حسین کو گرایا ہے فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

عابدِ بیمار کیا کرے تنہا ظالموں نے ہائے لوٹ کر خیمہ
کنبہ ء رسول کو رولایا ہے فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

کربلاء سے شام سے کوفہ رکھ کے سر حسین کا سرِ نیزہ
بیبیوں کو ننگے سر پِھرایا ہے فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

جِنکو کانڈھے پر نبی چڑھاتے تھے جھولا جبرئیل آ جھولاتے تھے
آج اُسکی دیکھے کیا حالت ہے فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

چکّی پیس ماں نے جِسکو پالا تھا جو نبی کے گھر کا اُجالا تھا
اُس سے کیوں لعین کو عداوت ہے فاطمۃ کے لال کو ستایا ہے

ایک سجدے میں نماز اداء ہوئیگی
آہ پھر تو گردن جدا ہوئیگی
آج شہ کی آخری عبادت ہے
فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

لاشہ عریاں پڑا ہے ریتی پر
زینب حزیں کو ہائے یہ منظر
گردشِ تقدیر نے دِکھایا
فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

مصطفی کی آل کا کریں ماتم
مرتضی کے لال کا کریں ماتم
مجلسو میں بین یہ سنانا ہے
فاطمہ کے لال کو ستایا ہے
مجلسو پہ پنجتن کا سایہ ہے

مؤمنین شاہ کا کرو ماتم
اُنکے غم میں آنکھ کو کرو پُر نم
شہ کا غم ہمارے پاس امانت ہے
فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

نام پر حسین کے عزادارو
جان بھی جائے تو جان کو وارو
شاہ نے سب کچھ لٹایا ہے
فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

ماتمِ حسین تو نہ کم ہوگا   حشر تک مظلوم کا الم ہوگا
وہ کم نصیب جس نے کہ بھولایا   فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

ختم کر اے قادر حزیں نوحہ   ختم کر تیرا یہ جاں گزیں نوحہ
بزم میں غمِ حسین چھایا ہے   فاطمہ کے لال کو ستایا ہے

*****

فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

ایک بے کس و غریب کا کنبہ اُجڑ گیا
گودی اُجڑ گئی کوئی جھولا اُجڑ گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

پانی مِلا نہ فاطمہ کے نورِ عین کو
دریا ترس کے رہ گیا ہائے حسین کو
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

بچّے عطش سے ماہیئے بے آب مر گئے
آخر تڑپ کے موت کی گودی میں سو گئے
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

گودی میں کھیلتا ہوا بچّہ حسین کا
تین دن کی بھوک پیاس سے مرجھا کے رہ گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

سوکھی زباں دِکھانے سے ایک حشر ہو گیا
اِک تیر آیا حلق چھیدا دم نکل گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

ننھا سا چاند ظلم کی بدلی میں سو گیا
نیزہ جگر پہ کھایا جوانی میں مر گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمہ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

شانے کٹا کے حق کی ترائی میں سو گیا
غازی کا جسم گھوڑوں سے پامال ہو گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمۃ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

کیا موت تھی خدا کی قسم دل دہل گیا
دو ہیچکیوں میں موت کا سامان ہو گیا
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمۃ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

عباس جسکے دم سے تھا سرور کو اِطمئنان
تھی جسکے دم سے فوجِ حسینی کی آن بان
اے ارضِ کربلا تیری گودی میں آن کر
فرزندِ فاطمۃ کا بھرا گھر اُجڑ گیا

*****

قتل رہبر ہے آج واویلا

قتلِ رہبر ہے آج واویلا ذبحِ سرور ہے آج واویلا
چومتے تھے نبی جو حلق کو وہ زیرِ خنجر ہے آج واویلا
دوشِ احمد پے جو چڑھا اُسکا نیزے پے سر ہے آج واویلا
جو کہ زَہرا کی گود میں تھا پلا وہ زمیں پر ہے آج واویلا
جسکی مِلکت میں دونوں عالم ہے وہ بے یاور ہے آج واویلا
صدرِ احمد پے سوتا جو اُسکا خاک بستر ہے آج واویلا
رب کا سایہ تھا جس کے اوپر وہ دھوپ اندر ہے آج واویلا
جس سے برسے مطر گلے اُس کے آبِ خنجر ہے آج واویلا
جس کو جبریل آ جھولاتے تھے خاک اوپر ہے آج واویلا
جو پَلا شِیرِ فاطمۃ سے وہ پیاسا بے سر ہے آج واویلا
جو کہ بازو تھا شہ کا وہ ہے ہے رن میں بے پَر ہے آج واویلا

جو کہ ساقی حرم کا تھا اُس کا — سر کٹا دھڑ ہے آج واویلا

تن چھدا سر کٹا گرے رن میں — عونِ مضطر ہے آج واویلا

سر پے سہرا بندھا شہید ہوئے — اِبنِ شبّر ہے آج واویلا

کھا کے سینے پے برچھی رن میں گرا — آہ اکبر ہے آج واویلا

حلق پے تیرِ ظلم کھا کے موا — ہے ہے اصغر ہے آج واویلا

امن میں ہے جہان جس گھر سے — وہ تباہ گھر ہے آج واویلا

جو تھی زہرا کی پوتی اُس کا لُٹا — ہے ہے گوہر ہے آج واویلا

جو کہ عالم چھڑاوے اُس کا گلا — طوق اندر ہے آج واویلا

جس کی ماں کا جنازہ نکلا بہ شب — وہ کُھلے سر ہے آج واویلا

جس کے سر پر ہے چادرِ عصمت — وہ بے چادر ہے آج واویلا

مہر جس کی ادب کرے یارو — وہ شُتر پر ہے آج واویلا

انبیا کربلا میں روتے ہیں — روزِ محشر ہے آج واویلا

*****

کچھ بھی نہ بچایا اپنے لیئے اُمت کو بچانے والے نے

کچھ بھی نہ بچایا اپنے لیئے اُمت کو بچانے والے نے
سجدے میں جھکادی پیشانی سر اپنا کٹانے والے نے

تقدیر کی ٹھوکر بھی کھائی گھر اپنا لُٹانے والے نے
کیا صبر کیا ، کیا شکر کیا ، اکبر کو اُٹھانے والے نے

جھولے سے بدل کر گودی میں گودی سے بدل کر تربت میں
کِس طرح بنائی ننھی لحد اصغر کو سلانے والے نے

پانی بھی بہا خوں بھی برسا شانے بھی کٹے زخمی بھی ہوئے
دل کر دِیا تیرو سے چھلنی مشکیزہ بچانے والے نے

خیموں میں اُجالا غرق ہوا اشکوں میں ستارے ڈوب گئے
عاشور کی شب کیا کچھ نہ کیا شمع کو بجھانے والے نے

قسمت نے جگایا اصغر کو پہچان لی بابا کی آواز
جھولے کو تڑپ کر چھوڑ دِیا میدان میں جانے والے نے

کوفے کی فضائیں کانپ اُٹھی نیزے نے نظر نیچی کرلی
بے پردہ جو دیکھا زینب کو قرآن سنانے والے نے

چنگاریاں جلتے خیموں کی اور اُس پہ مریض کی تکلیفیں
سجاد کی حالت کب دیکھی زنجیر پہنانے والے نے

برچھی کی چمک بھی بھول گئے اکبر کی اجل بھی بھول گئے
زینب کو اُڑھائی اپنی عبا پردے کو بچانے والے نے

ایماں کی کشِش جب تیز ہوئی روکے سے بھلا حُر کیا رُکتے
باطل کی طرف سے منہ موڑا فردوس میں جانے والے نے

ہر گام پہ ہر ہر منزل پر معبود کا رن میں شکر کیا
میدانِ ستم سے خیمے تک بے شیر کو لانے والے نے

اے فضل خدا کی مرضی سے عاشور کی جلتی ریتی پر
بکھرا دِیا دانے دانے کو تسبیح بنانے والے نے

*****

کچھ دیر کا مہمان دل بند علی ہے

کچھ دیر کا مہمان دل بندِ علی ہے
زینب درِ خیمے سے یہ سب دیکھ رہی ہے

دریا کی ترائی پہ ہے پیاسوں کا علمدار
ہاتھوں کو کٹائے ہوئے شبیر کا غم خوار
ٹکڑے جو ہوئی مشک وہ سینے سے لگی ہے

اُٹھ اُٹھ کے گرے ہیں کبھی گر گر کے ہیں اُٹھے
لاشے سے لپٹ کر بہت شبیر ہیں روئے
سینے میں جواں لال کے برچھی کی انی ہے

ماں بھولے تو کیوں کر بھلا جھولے سے وہ جانا
ہر اِک نگاہوں سے وہ آنسوں کا ٹپکنا
ناوک علی اصغر کی جب گردن پہ لگی ہے

آغوش میں لیکر شہا بیٹی سے یوں بولے
اے میری سکینہ چلے بابا تیرے مرنے
سینے پہ سلانے کو اب یہ تیری پھوپھی ہے

یہ بوسگاہِ احمدِ مرسل ہے اے ظالم
رگڑے دے ہزاروں مگر بے سود ہے ظالم
اُٹھ سینے سے یہ آخری سجدے کی گھڑی ہے

ماں بالوں کا سایا کیئے مقتل میں کھڑی ہے
گودی میں اُٹھانے کو وہ بے تاب بڑھی ہے
لب پر ہے میرا لال اور آنکھوں میں نمی ہے

*****

کربل تونے لوٹ لیا گھر زہرا کا

کربل تونے لوٹ لیا گھر زہرا کا
نہر رواں ہے اور پیاسا گھر زہرا کا

آئے تیرے دامن میں مہماں باغ اُجاڑا کِیا ہے ویراں
ناحق کیوں برباد کِیا گھر زہرا کا کربل تونے لوٹ لیا گھر زہرا کا

یہ کیسی مہمان کی خدمت تین دنوں سے پیاس کی شدّت
قطرہء آب نہیں پایا گھر زہرا کا کربل تونے لوٹ لیا گھر زہرا کا

اِبنِ حسن کی کیسی شادی بھوکے پیاسے سب باراتی
پانی کو تھا ترس گیا گھر زہرا کا کربل تونے لوٹ لیا گھر زہرا کا

اک اک کر کے لاشیں اُٹھائے   سر سے پا تک خوں میں نہائے
لاشوں سے تھا بھرا ہوا گھر زہرا کا   کربل تو نے لوٹ لیا گھر زہرا کا

گودی سے اور گہواروں سے   بچھڑے ہیں بچّے ماؤں سے
شام تلک ویران ہوا گھر زہرا کا   کربل تو نے لوٹ لیا گھر زہرا کا

جاؤ خدا حافظ اے اکبر   دیکھ تو لو اِک بار پلٹ کر
لگتا ہے ویران بھرا گھر زہرا کا   کربل تو نے لوٹ لیا گھر زہرا کا

سجدہء حق سے سر نہ اُٹھایا   سر دے کر اسلام بچایا
ہم پر احساں کر گیا گھر زہرا ہے   کربل تو نے لوٹ لیا گھر زہرا کا

*****

کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

بین تھے یہ دُکھیا کے میں تمہیں کہاں پاؤں
بھائی اب میرے تمکو ڈھونڈنے کہاں جاؤں
اپنا منہ میں امّاں کو کِس طرح سے دِکھلاؤں
اب مدینہ میں قسمت کِس طرح سے لائی ہے
کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

جس گھڑی میں نکلی تھی ساتھ میرا بھائی تھا
قلب و جانِ حیدر تھا دین کا فدائی تھا
فاطمہؑ کا بیٹا تھا شاہِ کربلائی تھا
چھوڑ کر مدینہ کو کربلا بسائی ہے
کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

مر گئے علی اصغر مر گئے علی اکبر
رن میں ہو گیا پامال لاشہ قاسمِ مضطر
سویا ہے دریا پر ابنِ ساقیِ کوثر
عون اور محمد کو رن میں کھو کے آئی ہے
کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

جب مدینہ پہنچونگی کیا کہونگی لوگوں سے
مر گیا میرا بھائی کیا کہونگی لوگوں سے
قتل ہو گئے فرزند کیا کہونگی لوگوں سے
آج میرے کنبہ کی شام سے رہائی ہے
کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

یہ کہوں مدینہ سے اے میرے وطن والو

لُٹ گیا چمن میرا اے میرے وطن والو

آؤ آ کے پُرسہ دو اے میرے وطن والو

ساتھ تھا جو کل میرے اب کہاں وہ بھائی ہے

کربلا کے مقتل سے تنہا زینب آئی ہے

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے

(منتخب)

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے
کربلاء ما سوں حسین ابن علي نو حال چھے

تین دن نا چھے پیاسا نے بہتّر لاش چھے
شہِ نا آگے شاہ نو سوں صبرو اِستقلال چھے

فاطمة نا لال نا شیدائي نو آ حال چھے
کربلاء ني یاد سي بس بال پر بَلبال چھے

سر جھکاوي مجلسِ ماتم ما رو واتو نتھي
غم ني شِدّة نا سبب لزرے سرو اوصال چھے

ماھيءِ بے آب ترپے چھے تہ مانند پیاس تھي
کربلاء ما ترپے اھلُ البیت نا اطفال چھے

تهئي سكينه ني چهے شادي نے تهايا دولها شهيد
وه حسن نا لال نو پوشاك خون سي لال چهے

كئي طمانچه ماري گوهر بد گُهر چهني گيو
خون آلوده سكينه نا اُذُن نے گال چهے

دشمنو يہ هاته بے عبّاس نا كاٹا چهے هائے
خون نا آنسوؤ سي سرور نا بهرا رومال چهے

شاه كهتا تها اے اكبر دهول چهے دنيا اوپر
نو جواں بچهڑي گيا اٹهارمو [١٨] بس سال چهے

هاته ما شبّير نا بے شير اصغر نے كرا
قتل اعداء يه يہ غم سينه ما گويا سال چهے

شاه كهتا اے زينب صبر نے لازم رهو
صبر تو ماں فاطمة ني اے بهن بس چال چهے

شاہ نے کیدا پیاسا قتل رن ما شمر یہ
فاطمۃ نا لال نا غم ما فلک بس لال چھے

جہ چھڑاوے عالمیں نے تہ نے جہ قیدي کرے
واسطے تہ نا سلاسل نار نے اَغلال چھے

روئے جہ سرور نا ماتم ما تو اھنے چھے مِلے
رب تعالی سي سرو امید نے اٰ مال چھے

اٰپجو تُحفه صلٰوتو نو اِلٰهُ العالمین
مصطفی نے وہ اِمامو نے جہ اِھني اٰل چھے

*****

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے

کربلاء ما سو بلاء ما مصطفی ني آل چھے
کربلاء ما سوز حسین ابن علي نو حال چھے

تین دن نا چھے پیاسا نے بہتر لاش چھے
شہِ نا آگے شاہ نو سوز صبرو اِستقلال چھے

فاطمة نا لال نا شیدائي نو آ حال چھے
کربلاء ني یاد سي بس بال پر بَلبال چھے

ضبط گریه ماتم سرور ما تھئي سکتو نتھي
شاہ نا مقتل ما اھوا درد نا احوال چھے

سر جھکاوي مجلسِ ماتم ما رووآتو نتھي
غم ني شِدّة نا سبب لزرے سرو اوصال چھے

ماھيءِ بے آب تڑپے چھے ترمانند پیاس تھي
کربلاء ما تڑپے اھلُ البیت نا اطفال چھے

تشنه لب اصحاب سرور پر فداء تھائے چھے سب
سامنے آنکھوں نا سب نا کوثر و سلسال چھے

یاورانِ شاہ سب چھے حق شناس و پارسا
اھلِ باطل سي بري چھے جنگ نا سب ابطال چھے

تھئي سکینه ني چھے شادي نے تھایا دولھا شهید
وه حسن نا لال نو پوشاك خون سي لال چھے

کئي طمانچه ماري گوھر بد گُھر چھني گیو
خون آلوده سکینه نا اُذُن نے گال چھے

شیرِ حق نا دِلرُبا عبّاس تھا بس شَیرِ نر
شیر نا مانند عجب سوں شیر نا اشبال چھے

دشمنو یہ ھاتھ بے عبّاس نا کاٹا چھے ھائے
خون نا آنسوں سي سرور نا بھرا رومال چھے

شاہ کہتا تھا اے اکبر دھول چھے دنیا اوپر
نو جواں بچھڑي گیا اٹھارمو [۱۸] بس سال چھے

ھاتھ ما شبّیر نا بے شیر اصغر نے کرا
قتل اعداء یہ یہ غم سینہ ما گویا سال چھے

شاہ کہتا اے زینب صبر نے لازم رھو
صبر تو ماں فاطمۃ ني اے بہن بس چال چھے

حیدري حملہ دِکھاوے چھے وہ حیدر نا پسر
دشمنونہ روباھو نا نرغہ ما وہ رِئبال چھے

شاہ نو ناسوتِ اطہر دشمنو نا وار سي
چورہ اھوو تھئي گیو چھے کہ گویا غِربال چھے

شاہ نے کیدا پیاسا قتل رن ما شمر یہ
فاطمۃ نا لال نا غم ما فلك بس لال چھے

شاہ نا ناسوت پر گھوڑاؤ ڈوڑاوي نے ھائے
دشمنوں بے دین یہ اھنے کرا پامال چھے

زینب و کلثوم نے سروے حرم ماتم ما چھے
چادرو اعداء یہ چھیني چھے نے کُھلاّ بال چھے

سب فِرشتاؤ یہ کیدو ماتم سرور بپا
اسماں ما نے زمیں ما تھئي گیو زِلزال چھے

طوق بھاري چھے پہنایو گردنِ سجّاد ما
اھنا جِسم پاك پر اسقام نے اعلال چھے

جہ چھڑاوے عالمیں نے تہ نے جہ قیدي کرے
واسطے تہ نا سلاسل نار نے اَغلال چھے

ننگے سر چھے اُونٹ پر پیغمبرِ حق نا حرم
چو طرف گھیرا ھوا بس دشمنو ضُلاّل چھے

روئے جر سرور نا ماتم ما تو اھنے چھے مِلے
رب تعالی سي سرو امید نے آ مال چھے

روز عاشورا تھئي آدم ني توبه چھے قَبول
مؤمنیں پر رب نویر دن ما عجب اِفضال چھے

روز عاشورا سفینة نوح نو لنگرایو چھے
مصطفی نو چھے سفینة تر اوپر اھوال چھے

آگ عاشورا ما ٹھنڈي تھئي چھے ابراھیم پر
خیمه اعداء یر جَلایا شه نو لوٹو مال چھے

روز عاشورا سُني موسی نے ھارون ني دعاء
رب یر تیم مؤمن اوپر رحمة سي بس اقبال چھے

روز عاشورا مِلا یعقوب نے یوسف ھتا
شاه سي بچھڑا چھے اکبر شاه نا جر لال چھے

روز عاشورا تھئي ايّوب نے حاصل شِفاء
سروے كيڑاؤ نا ضُرسي نے تھيو اِبلال چھے

روز عاشورا چڑھا عيسى فلك پر ترنمط
وہ حسين ابنِ علي بھي آسماں پر عال چھے

رروز عاشورا محمد نے چھے نصرت رب تھكي
تھئي كر جرسي دينِ حق نو بس تھيو اكمال چھے

دور احمد نا اِمامو نا اسابيع نا چھے نام
سُن اِتمّاء ، خُلفاء ، اَشهاد نے اَبدال چھے

عصر نا طيّب نا آباؤ نے ابنا اهنا سب
تا ابد تھاسے ير سب شبّير نا اَنجال چھے

آلِ حيدر ني محبة مؤمنيں نا واسطے
خلد ني مِفتاح چھے نے آگ سي ير ڈھال چھے

دشمنو سجّين ما جلسے هزارو سال تك
چند دنو دنيا ما گر اِملا انے اِمهال چھے

لعنتو نا طوق چھے وه اُمّتو نا واسطے
ظلم نا جبر اُمّتو نا اٰ مثل افعال چھے

سوز نتھي كرتا تدبّر يه سرو قرآن نے
يا كر دل اوپر يه سروے نا تھيا اَقفال چھے

اٰپجو تُحفه صلٰوتو نو اِلٰهُ العالمين
مصطفى نے وه اِمامو نے جبر اِهني اٰل چھے

✱✱✱✱✱

کربلا میں آج تو قیامت ہے

کربلا میں آج تو قیامت ہے
آج امام حسین کی شہادت ہے

جسکو کاندھے پر نبی چڑھاتے تھے
جسکا جھولا جبریل جھلاتے تھے
آج اُسکی دیکھیئے کیا حالت ہے

چکّی پیس کر ماں نے پالا تھا
جو علی کے گھر کا اُجالا تھا
اُس سے کیوں لعینوں کو عداوت ہے

ایک سجدے میں نماز ادا ہوگی
آہ پھر تو گردن جدا ہوگی
آج شہ کی آخری عبادت ہے

مؤمنین شاہ کا کرو ماتم
شہ کے غم میں آنکھ کو کرو پُر نم
شہ کا غم ہمارے پاس امانت ہے

✱✱✱✱✱

کعبہ بچانے والا گھر کو لوٹا رہا ہے

کعبہ بچانے والا گھر کو لوٹا رہا ہے
گردن چھوڑانے والا گردن کٹا رہا ہے

دریا کی سِمت اب نہ دیکھو سکینہ بی بی
پانی کا لانے والا کوثر کو جا رہا ہے

جِس کو اُٹھا اُٹھا کے کاندھے پہ چلتے احمد
وہ اپنے ہی پسر کا لاشہ اُٹھا رہا ہے

دولہا کی لاش مقتل سے جو اُٹھا کے لایا
قاسم کی لاش کے وہ ٹکڑے اُٹھا رہا ہے

جھولے میں کیسے سوتا معصوم سونے والا
تربت میں تجھکو اصغر بابا سلا رہا ہے

بر تر ہے دو جہاں میں جو ھستیء مبارک
دیکھو شمر اُسی کو ٹھوکر لگا رہا ہے

بوسے لیئے نبی نے جِس حلق کے ھمیشہ
ظالم اُسی گلے پر خنجر چلا رہا ہے

یہ دیکھ حجرِ اسود، زم زم تڑپ رہے ہیں
عالم چھوڑانے والا کانٹو پہ آ رہا ہیں

اے نائبِ حسینی مقبول ہو یہ پرسا
عبدِ جمالی اپنا نوحہ سنا رہا ہے

*****

کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا اے واہ مصیبتا

کل دوپہر میں ہوگا قیامت کا سامنا اے واہ مصیبتا
زہرا کا باغ اُجڑیگا پھولا پھلا ہوا اے واہ مصیبتا

کل نیچوں کو باندھینگے زینب کے لاڈلے لڑنے کو جائینگے
پھر اپنے ماموجان پہ ہو جائینگے فدا اے واہ مصیبتا

کل گھر میں شاہزادی کی شادی رچائینگے دُلہن بنائینگے
پھر قتل ہونے جائیگا میدان میں بنا اے واہ مصیبتا

شانے کٹا کے حضرتِ عباس باوفا ہو جائینگے فدا
دیکھیگا چشمِ یاس سے پانی بہا ہوا اے واہ مصیبتا

کل شاہِ دیں کے سامنے رگڑیگا ایڑیاں فرزندِ نوجواں
دیکھیگا ابنِ فاتح خیبر کھڑا ہوا اے واہ مصیبتا

کل بَن میں مارا جائیگا چھ ماہ کا صغیر — گردن پہ کھا کے تیر
ننھی سی قبر بیٹے کی بابا بنائیگا — اے واہ مصیبتا

شبیرِ تشنہ لب کے گلے پر چلیگی تیغ — قاتل کی بے دَرِیغ
کل ہوگا خاک و خون میں لاشہ پڑا ہوا — اے واہ مصیبتا

کل شاہِ دیں کے خیمے کو آتش لگائینگے — ناری جلائیگے
چھینینگے سر سے زینب و کلثوم کی ردا — اے واہ مصیبتا

کل ہو کے قیدی پہنیگا پاؤں میں بڑیاں — سجّادِ نا تواں
اور جائیگا مُہارِ شُتر کھینچتا ہوا — اے واہ مصیبتا

آئیگی لاشِ شاہ پر کل خواہرِ حسین — کرتی ہوئی یہ بین
جاتی ہوں بھائی قید میں حافظ تیرا خدا — اے واہ مصیبتا

*****

کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا
کل شہ کا گلا ہے اور خنجر واویلا

کل عرشِ خدا تھرائیگا
کل روزِ قیامت آئیگا
کل شاہ کا سر ہے نیزے پر واویلا
کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

کل فاطمہؑ رن میں آئیگی
زینب کو وہ سمجھائیگی
اور صبر بندھائینگے حیدر واویلا
کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

شبیر کی اک شہزادی ہے
کل رن میں اُس کی شادی ہے
اوڑھینگی دلہن بَن کی چادر واویلا
کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

عباس تجھے کل اہلِ وفا
پل بھر کے لیئے بھی بھولینگے کیا
سب یاد کرینگے وہ منظر واویلا
کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

اُمت کے جوانوں کو اکبر — کل چین نہ ہوگا شام و سحر
چل جائیگی برچھی سینے پر واویلا — کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

کل ننھے بچّے روئینگے — چین اور سکوں بھی کھوئینگے
دھونڈینگے کہاں وہ ہے اصغر واویلا — کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

ہم جان بھی اپنی کھو دیتے — اے کاش انیق کہ ہم ہوتے
مظلوم حسین کے روضے پر واویلا — کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

کل مولی حصیر پہ بیٹھینگے — اور ماتم ہمارا دیکھینگے
بہہ جائیگا اشکوں کا ساگر واویلا — کل رن میں بپا ہوگا محشر واویلا

*****

کہتے ہیں برہانُ الہدی ماتم کرو حسین کا

کہتے ہیں سیفُ الہدی ماتم کرو حسین کا
مؤمنو حق کری ادا ماتم کرو حسین کا

نام لے کے دیکھ لو حسین آئیگا تمہارے دل کو چین
غم نہ کوئی پاس آئیگا ماتم کرو حسین کا

پیاس یاد شاہ کی کرو دن ہو رات ماتم کرو
ہے یہی تو مرضیِ خدا ماتم کرو حسین کا

گھر علی کے لال کا لُٹا کربلا یہ تو نے کیا کِیا
سر کو پٹتی ہے فاطمہ ماتم کرو حسین کا

بازوئے شاہ کٹ گئے بھائی عباس نہ رہے
مشک بھرنے والا نہ رہا ماتم کرو حسین کا

نو جواں اٹھارہ سال کا سینے سے لہو رواں رواں
کاندھے پہ جو باپ کے اُٹھا ماتم کرو حسین کا

کب کہیں ہوا ہے اس طرح رن میں اصغر پہ جو ہوا
تیر معصوم کو لگا ماتم کرو حسین کا

خنجرِ لعین چل گیا آسماں لہو سے ڈھل گیا
کٹ گیا حسین کا گلا ماتم کرو حسین کا

بھائی کو وداع نہ کر سکی لاش کو کفن نہ دے سکی
روکے زینب نے کہاں ماتم کرو حسین کا

ہے ہماری رب سے التجا ہو ہماری جان بھی فدا
جب کہے یہ سیفُ الہدی ماتم کرو حسین کا

ہے یہ سیفِ دین کی دعا مؤمنین خوش رہے سدا
غم نہ ہو حسین کہ سوی ماتم کرو حسین کا

❋❋❋❋❋

کہتی تھی بانو اصغر پیارے جھولا تیرا خالی ہے

کہتی تھی بانو اصغر پیارے جھولا تیرا خالی ہے
سوتا ہے کِس جنگل میں تو جھولا تیرا خالی ہے

تجھکو جھولاتی شیر پلاتی سبکو دِکھاتی لیکے تجھکو
آج میں خالی بیٹھی ہوں اور جھولا تیرا خالی ہے

آلِ نبی کے گھر میں تجھسے اصغر پیارے بستی تھی
آج یہ گھر ہوا تجھسے خالی جھولا تیرا خالی ہے

پانی پینے بابا کے دونوں ہاتھوں پر تو رن میں گیا
پانی پی کر واپس نہ آیا جھولا تیرا خالی ہے

کھا کر تیر گلے میں بیٹا قبر میں جا کر سوتا ہے
میرا گھر ہوا تجھسے خالی جھولا تیرا خالی ہے

ہاتھوں میں شمس امامت کے تو مشتری بن کے آیا تھا
گود ہووی شبیر کی خالی جھولا تیرا خالی ہے

شیر میں کسکو پلاؤں اصغر گود میں کسکو بٹھاؤنگی
ہو گئی گودی میری خالی جھولا تیرا خالی ہے

جنت میں اب نانا علی اور فاطمۃ دادی جھلائینگے
جھولنا بیٹا جنت میں اب جھولا تیرا خالی ہے

رب نے تیرے خاطر بنایا نور کا جھولا جنت میں
واں کا جھولا بھر گیا تجھسے یہاں کا جھولا خالی ہے

❋❋❋❋❋

کہتی تھی رو کر زینبِ مضطر ہائے حسینا وائے حسین

کہتی تھی رو کر زینبِ مضطر ہائے حسینا وائے حسین
قتل ہوا ہیں میرا برادر ہائے حسینا وائے حسین

خاک میں ہے یثرب کے ستارے لٹ گئے میرے سارے سہارے
تنہا ہے زینب کوئی نہ یاور ہائے حسینا وائے حسین

ظلم کے کیسے کیسے نظارے نکلے اٹھارہ گھر سے جنازے
لٹ گیا میرا پورا بھرا گھر ہائے حسینا وائے حسین

دل میں تھی حسرت دولھا بناؤں ہاتھوں سے اپنے تجھکو سجاؤں
حسرتوں والے اے میرے اکبر ہائے حسینا وائے حسین

سینے پہ برچھی کھا کے گِرا ہے جلتی زمیں پر لال پڑا ہے
داغِ جواں اور باپ ہے لاغر ہائے حسینا وائے حسین

دیکھا نہ جائے مجھسے یہ منظر جاییٔے لینے آب برادر
پیاسا تڑپتا ہے میرا اصغر ہائے حسینا وائے حسین

کون علم اور مشک سنبھالے پیاسے رہے اب کِس کے حوالے
قتل ہوا عباسِ دِلاور ہائے حسینا وائے حسین

کینے نکلے
کرب و بلا میں آب کے بدلے کینے ستمگاروں کے نکلے
مارا گیا معصوم وہ دلبر ہائے حسینا وائے حسین

کون دلائے بچّی کے گوہر کون بچائے بہنا کی چادر
سوئے ہو تم تو بازوئے سرور ہائے حسینا وائے حسین

آؤ اے نانا آؤ اے بابا میری مدد کو آؤ اے زہراء
میرا برادر ہے تہِ خنجر ہائے حسینا وائے حسین

محوِ دعاء تھا جانِ پیمبر پیاسا گلا اور کنڈ تھا خنجر
میں نے یہ دیکھا ذبح کا منظر ہائے حسینا وائے حسین

دوں میں دِلاسا
قید کی سختی اور یہ کنبہ دُکھیا میں کس کس کو دوں دِلاسا
کچھ تو خبر لو میرے برادر ہائے حسینا وائے حسین

ہائے حسینا
عالی قدر غم خوارِ حسینا جب دے سدا اِک بار حسینا
آے ہزاروں بار یہ لب پر ہائے حسینا وائے حسین

کر لے عبادت
جتنی میسر ہو تجھے ساعت کر لے غمِ سرور کی عبادت
یہ ہی وظیفہ شاکر ہے بہتر ہائے حسینا وائے حسین

*****

کہتی تھی زینب کیوں نہ پکاروں

کہتی تھی زینب کیوں نہ پکاروں   اے میرے دلبر عون و محمد
آؤ میں بھائی پہ صدقے اُتاروں   اے میرے دلبر عون و محمد

لاؤں میں دُلہن دولہا بناؤں   ہاتھوں کو شوق سے مہندی لگاؤں
دل میں ہے پریشاں بال سنواروں   اے میرے دلبر عون و محمد

پیاسے ہو پی لو جامِ شہادت   پاؤگے جامِ کوثر و جنت
پیشِ خدا داماں پساروں   اے میرے دلبر عون و محمد

دنیا سے وارث و والی سدھارے   قاسم و اکبر بھی گئے مارے
کیوں نہ گریباں اپنا میں پھاڑوں   اے میرے دلبر عون و محمد

آ گے تو آؤ منہ تو دِکھاؤ آواز پیاری پیاروں سناؤ
صدقے میں جاؤں جان نثاروں اے میرے دلبر عون و محمد

آ گے کھے اخلاص بھی کیا اب کوٹ کے چھاتی کہتی تھی زینب
آہ کے نعرے کیوں نہ میں ماروں اے میرے دلبر عون و محمد

*****

کہو مؤمنوں صبح مسا حسین یا حسین یا حسین

کہو مؤمنوں صبح مسا حسین یا حسین یا حسین
کرو ماتم یوں ہی سدا حسین یا حسین یا حسین

ہم آئے ہیں اِس عالم میں رہنے کو تیرے ہی غم میں
ہوئے اِس لیئے ہم پیدا حسین یا حسین یا حسین

سمجھا نہ نبی کا نواسا رکھا تجھے بھوکھا پیاسا
کچھ آئی نہ اُنکو حیا حسین یا حسین یا حسین

خدا
سرِ راہِ حق میں جھکا کر دُلہن سے ہاتھ چھوڑا کر
مقتل کو چلا دُولہا حسین یا حسین یا حسین

قبضے میں گو آئی ترائی مارا گیا شہ کا بھائی
ہے شور لبِ دریا حسین یا حسین یا حسین

سینے سے برچھی نکالے یا دل کو باپ سنبھالے
مرتا ہے جواں بیٹا حسین یا حسین یا حسین

تیرے منہ سے جوراں بھی ٹپکے اُسے چوسے نبی خوش ہو کے
وہ دہن ہے خشک تیرا حسین یا حسین یا حسین

خیمے سے تڑپ کے نکل کر زینب نے یہ دیکھا منظر
ہے دشمنو میں تنہا حسین یا حسین یا حسین

پھر شمرِ لعیں نے آ کر پہلو میں لگائی ٹھوکر
سینے پہ تیرے بیٹھا حسین یا حسین یا حسین

دمِ آخر پانی جو مانگا قطرہ بھی نہ تجھکو پلایا
تجھے قتل کیا پیاسا حسین یا حسین یا حسین

تھی کتنی شقی کی شقاوت کِیا ظلم یہ بعد شہادت
لاشے کو تیرے روندا حسین یا حسین یا حسین

روتے ہے نبی سب آکر روتے ہے حسن اور حیدر
ہے گریاں کُناں زہراء حسین یا حسین یا حسین

کہتی تھی سکینہ آؤ بابا مجھے آکے بچاؤ
نہیں کوئی یہاں اپنا حسین یا حسین یا حسین

ایک خیمہ ءِ نور بنایا اُس میں ہم سب کو سمایا
ہے کتنا کرم شہ کا حسین یا حسین یا حسین

جب تک ہے غمِ شہ باقی　　　ہو طول بقاء مولی کی
کرتے ہیں جو غم تیرا　　　حسین یا حسین یا حسین

کر عرض خدا سے عزادار　　　شہ سیفِ ہدی کا ہو دیدار
ہو وقتِ نزع میرا　　　حسین یا حسین یا حسین

*****

کون لٹ گیا پیاسا سامنے تیرے دریا

کون لٹ گیا پیاسا سامنے تیرے دریا

نبی کا لعل ہے اور تین دن سے پیاسا ہے
اُس پہ یہ ستم گذرا سامنے تیرے دریا

صدائیں آتی تھی جب العطش کی خیموں سے
خشک تھا گلا کس کا سامنے تیرے دریا

گرِ زمین پہ عباس کتنے بے کس تھے
پانی کس طرح بکھرا سامنے تیرے دریا

بجھائی پیاس کیا اکبر کی تشنہ مولی نے
یا رہا جواں پیاسا سامنے تیرے دریا

پسر کے سینے سے جب کھینچی باپ نے برچھی
پیاسا ہی جواں گذرا سامنے تیرے دریا

حسین لائے تھے جب رن میں اپنے بچےؔ کو
تیر کیا اُسے مارا سامنے تیرے دریا

لگایا گھوڑے نے کیا منہ سے تیرے پانی کو؟
یاد کیا اُسے آیا سامنے تیرے دریا

تنِ حسین پہ جب تیر مارے جاتے تھے
خون کا بہا دھارا سامنے تیرے دریا

دیا تھا ذبح سے پہلے حسین کو پانی؟
کٹ گیا گلا سوکھا سامنے تیرے دریا

جمالی آنکھوں سے برہان دیں کی بہتا ہے
آنسوؤں کا بس دریا سامنے تیرے دریا

*****

کوئی حسین سا دنیا میں دوسرا تو نہیں

کوئی حسین سا دنیا میں دوسرا تو نہیں
کِسی کا راہِ خدا میں یوں گھر لوٹا تو نہیں

یہ میرے دل کا ہے ٹکڑا یہ ہے جگر گوشاہ
کِسی کو اور محمد نے یوں کہا تو نہیں

خدا کی مرضی پہ تیار سر کٹانے کو
اُٹھائی لاش بہتر مگر تھکا تو نہیں

پسر کو بھائی کو انصار اور یاور کو
جو مرتے دیکھے کِسی کا یوں حوصلہ تو نہیں

سلام آخری پھر پڑھکے نکلے مقتل میں
تھے مطمئین کے میرا گھر ابھی جلا تو نہیں

اُٹھو حسین گھڑی آ گئی قیامت کی
سیوائے سجدہ کوئی کام اب رہا تو نہیں

دعاء کو ہلتے رہے لب چلی جو بوٹھی چھری
مگر حسین کا سجدے سے سر اُٹھا تو نہیں

حسین مر گئے اب خیمے سب جلا ڈالو
کہا یہ شمر نے باقی کوئی بچا تو نہیں

مگر ہے باقی لوٹے گھر میں اِک فقط سجّاد
بجھانے آئے تھے جو نور وہ بجھا تو نہیں

شہ سیفِ دین کے چہرے پہ دیکھو نورِ حسین
رہے یہ باقی کوئی اور اب دعاء تو نہیں

ٹلی ہیں مشکلیں جب بھی کہا یا سیفُ الہدی
سوا تیرے کوئی **عابد** کا آسرا تو نہیں

✱✱✱✱✱

محراب ما حیدر نے مارا

کوفه ما تھیو اُ شور وبکاء محراب ما حیدر نے مارا

اوگنیسمي شہرِ معظّم ني وه تیغ چلي بِن مُلجِم ني
سجده ما هتا رب نا خاصه محراب ما حیدر نے مارا

دیکھي نے فَلَك بولا حیدر پہنچي چھے منے سابق ا خبر
بس اج نا دن چھے ماري قضاء محراب ما حیدر نے مارا

اِفطار ما لُقمه تین لئي روٹي نے نمك سي ، موکي دھي
تقوی نا دھني یہ اخر ما محراب ما حیدر نے مارا

اوي نے بطخ لپٹا شه سي لے فائده اخر مولی سي
بھاري چھے جُدائي نا صدمه محراب ما حیدر نے مارا

وه پارسا اٰوي مسجد ما　　قاتل نے جگایا خُود اپنا
سوتي هوئي فِتنة ٿهي جبر بجا　　محراب ما حیدر نے مارا

ٿهي تیغ لعین ني زهر بهري　　پیچهے ٿهي وه قبله پاسے دهري
ایك ضرب لگاوي ماٿها ما　　محراب ما حیدر نے مارا

فُزتُ وَرَبِّ الکَعبه کهي　　قبله ما گِرا چهے مولی علي
جبریل اٰ روئي کهتا ٿها　　محراب ما حیدر نے مارا

چهے اٰسرا هر ایك بےکس نا　　اِمداد کرے چهے مشکل ما
گذرا وه ضعیفو نا مَلجأ　　محراب ما حیدر نے مارا

بهولي نے زخم اپنا سر نو　　قاتل نے پلایو دُودھ مگر
موکي نے لعین پر اپني حیاء　　محراب ما حیدر نے مارا

اندھارو تھیو سب عَالم ما گل دیوا تھیا سب مسجد نا
حسنین مصیبة تھي تڑپا محراب ما حیدر نے مارا

مؤمن ني شفاعة خاطر تو پھاٹا پہنا اٰٹو پھانکو
بھولاسے کہاں احساں اھنا محراب ما حیدر نے مارا

ھمراہ مفضل مولی نا ھمنے بھي نصیب توکرجے خدا
زیارۃ وہ نجف انے کربل ما محراب ما حیدر نے مارا

شہ سیفِ ھدی ني کریئے ولاء داعي چھے علي نا جر اٰقا
یہ شِہ پہ جمالي تھاسے فِداء محراب ما حیدر نے مارا

✱✱✱✱✱

کیسا قیامت خیز یہ منظر زینب نے دیکھا

کیسا قیامت خیز یہ منظر زینب نے دیکھا
سر بھائی کا زیرِ خنجر زینب نے دیکھا

عون محمد اکبر و اصغر اور بھائی عباس
مارے گئے دوپہر میں سارے کوئی نہیں ہے پاس
تنہا ہے زہرا کا دلبر زینب نے دیکھا

خیمے سے شبیر جو نکلے پڑھ کے سلام آخر
زینب نے شہ کے گھوڑے کی تھامی لگام آکر
مقتل میں جاتے ہے سرور زینب نے دیکھا

ٹِکرّی سے زینب نے نظر کی جب سوئے میداں
دیکھا بیٹھے ہیں زخموں سے چور شہ ذی شاں
مارتے ہیں سب تیر اور پتھر زینب نے دیکھا

مؤمنو اِک لمحے کو سوچو کیسی وہ ساعت تھی
پسلیاں ٹوٹ گئی مولی کی کیسی قیامت تھی
شمر نے جب تھی ماری ٹھوکر زینب نے دیکھا

شہ نے کہا اے ظالم بس اِک گھونٹ پلا پانی
ہائے مگر شبیر کی اُسنے بات نہیں مانی
خشک گلے پر پھیرا خنجر زینب نے دیکھا

روح محمد کی یثرب میں ہائے تڑپتی تھی
کند چھری کے وار سے کتنی ایذا ہوتی تھی
چومتے تھے یہ حلق پیمبر زینب نے دیکھا

شمر اُٹھا سینے سے شہ کے شہ نے کیا سجدہ
امت کی بخشش کی خاطر آخری تھا سجدہ
تن سے کیا ظالم نے جدا سر زینب نے دیکھا

زینب نے یہ ظلم بھی دیکھا دیدہ ء مضطر سے
کتنی تھی ظالم کو عداوت سبطِ پیمبر سے
روندتے تھے لاشے کو لشکر زینب نے دیکھا

بولی بہن اے بھیّاؔ میرے سر پہ نہیں چادر
لا کے کہاں سے دوں میں کفن اے ماں جائے دلبر
جسم کہیں ہیں سر ہیں کہیں پر زینب نے دیکھا

غم کا بیاں یہ سیفِ ہدی شہ جب فرماتے ہیں
عاشورا کے روز جو مولی سجدہ بجاتے ہیں
یاد آتا ہے جب وہ منظر زینب نے دیکھا

کیسے عزادار آہ سنائے کیسا ہوا آزار
کرب و بلا ہو کوفہ ہو یا شام کا ہو بازار
ہر منزل پر بس اِک محشر زینب نے دیکھا

*****

لاچار حسینا بے یار حسینا

لاچار حسینا بے یار حسینا
اے بے کسوں کے قافلہ سالار حسینا

قربان گئی دیکھو تو کیا پشت بہن کی
نوکوں سے سنانوں کے ہے افگار حسینا

وہ خنجرِ بےپیر کجا وائے مقدّر
اور بوسہ گہِ احمدِ مختار حسینا

ماں بیٹھنے دے مکھی نہ جس جسم کے اوپر
اُس جسم پر یوں تیروں کی بوچھار حسینا

درّانہ عدو بے ادبانہ ہوئے داخل
گھر فاطمہ کا ہو گیا بازار حسینا

آدم صفی اللہ سے تا عیسیٔ دوراں
ایسی نہ لُٹی تھی کوئی سرکار حسینا

بل کھائے نہ کیوں دل میرا جب نوک سناں سے
بندھ جائے تیرے گیسوئے خمدار حسینا

ماں بہنو کے اونٹوں کا بنا کون شتربان
عابد کے سوا صاحب ازار حسینا

خود رفتہ متین غم سے ہے تو کیا عجب اُسکا
اِس غم سے تو ٹکڑے ہوئے کہسار حسینا

✱✱✱✱✱

لٹ کے زینب آئی ہے

لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

بین تھے یہ دُکھیا کے میں سکوں کہاں پاؤں
ہائے میرے بھائی کو ڈھونڈنے کہاں جاؤں
اپنا منہ میں امّاں کو کس طرح سے دِکھلاؤں
دیکھو اب مدینہ میں قسمت میری لائی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

جس گھڑی چلی تھی میں ساتھ میرا بھائی تھا
قلب و جانِ حیدر تھا شاہِ کربلائی تھا
فاطمۃ کا بیٹا تھا دین کا فدائی تھا
چھوڑ کر مدینے کو کربلا بسائی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

مر گئے علی اکبر مر گئے علی اصغر
رن میں ہو گئی پامال لاشِ قاسمِ مضطر
سو رہا ہے دریا پر ابنِ ساقیِ کوثر
عون اور محمد کو رن میں کھو کے آئی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

یہ لٹا ہوا کنبہ جب مدینے جائے گا
اور عابدِ بیمار کافلے میں آئے گا
حال اَپنے آنے کا کس طرح سنائے گا
زینبِ حزیں دیکھو ایک بھتیجا لائی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

جب مدینہ پہنچونگی کیا کہونگی لوگوں سے
مر گیا میرا بھائی کیا کہونگی لوگوں سے
قتل ہو گئے عباس کیا کہونگی لوگوں سے
آج میرے کنبے کو شام سے رِہائی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

کیا خبر تھی یہ ظالم گھر میرا جلائینگے
میرے بھائی کے سر کو نیزے پہ چڑھائینگے
تشنہ لب بھتیجے کو بیڑیاں پہنائینگے
فاطمہ کی دُختر نے ہر ایذا اُٹھائی ہے
لٹ کے زینب آئی ہے لٹ کے زینب آئی ہے

*****

ماتم کرو حسین علیه السلام نو

ماتم کرو حسین علیه السلام نو ماتم کرو عزیزو تمارا امام نو

ماتم کرو نبي نا نواسا نو اهلِ دین ماتم کرو امامِ اِلٰهي مقام نو

ماتم کرو علي نا پیارا نو مؤمنو ماتم کرو وه فاطمة نا لاله فام نو

وه کربلا نا نقشه دلو ما کري نے بس ماتم کري لو مؤمنو خیر الاَنام نو

روئي لو کربلا ني بَلا پر اے بھائیو غُرفة ملے جزاء ماهي دارُالسلام نو

روز شهادة جمعة نو دن دسمي وقتِ عصر تھو مؤمنو مهینو محرّم حرام نو

جد مثل تھو مقام حسن نو قُعود نو تد مثل تھو حسین نو رُتبو قِیام نو

وه تین دن ني پیاس وه شدّة ني دهوپ تھي سوز حال تھو وه آلِ نبيِّ کرام نو

زینب ني آه وزاري شبِ قتل تھي ندهان سمجھي نے فحوی وه شه دین نا کلام نو

رتبه بلند چھے کربل نا وه سب شهید نو اصحاب و اهلِ بیت کرام و عِظام نو

عبّاس وه برادرِ سرورِ يرِ کيدي عرض | شه پر فداء چھے جان ا شِه نا غلام نو

سقّاءِ اهلِ بيت نا کاٹي نے بيوے هات | توڑرو عدو يرِ بازو شِه مُستضام نو

شادي تھئي سکينه ني دولها تھيا شهيد | ماتم يرِ شادي پر چھے سدا خاص وعام نو

صدمه تھو بس عظيمة وه بيکس حسين پر | اکبر سا نو جوان فلك احتشام نو

تھا نوجوان اَٹھارے ورس ني عمر ما تھا | چهرو هتو شبيه نبي وه همام نو

خاتم نبي ني خاتم نے بخشي حسين يرِ | پورو کرو چھے مُدّعى وه تشنه کام نو

بھوکا پياسا بچاؤ تھا بس مِلو نتھي | پاني نو گھونٹ ايك نرِ دانه طعام نو

شهزاده چھ ٦ مهينه نا ترِ نے عدو يرِ تير | ماري نے چھے پلايو پيالو حِمام نو

چھوٹي سي قبر کھودي نے شِه يرِ ميان سي | جُثّه نے ڈھانکو شهزاده ذي احترام نو

برپا تھئي حرم ما قيامة جيوارے ا اه | هنگام تھو حسين نا چھيلا سلام نو

زينب بهن حسين نے کهتا تھا اِم اے بھائي | شِه نا پچھي چھے همنے مصائب نو سامنو

زينب يہ کربلا ما تھي اسپ حسين ني — تھامي رکاب پکڑي نے چھيرو لگام نو

مارو تھو چو طرف تھي وہ اعداء نو شاہ پر — تلوارو نيزاؤ نے هزارو سهام نو

حملاؤ حيدريّه دِکھايا حسين يہ — قبضُه تھو ذوالفقار سي قاطعِ حُسام نو

رب ني رضا شهادة ما جاني حسين يہ — تلوار پر نقاب کرو چھے نِيام نو

شمرِ لعين يہ کيدو جدو سر بدن تھکي — خنجر سي خوف موکي نے وہ ذو انتقام نو

ماتم تھو ٰاسماں ما ملائك نا درميان — چھايو هوو تھو ابر زمين پر ظلام نو

دل کيم جلے نہ دھوپ ما وہ شه ني لاش چھے — جد پر تھو رهتو جہ نا کہ سايو غمام نو

مسند نبي ني تھي تہ جلاوي لعينو يہ — سامان بھي جلايو وہ شِه نا خيام نو

چھے ننگے سر حرم وہ رسولِ خدا نا ٰاہ — گھيرو چھے چو طرف سي وهاں فوجِ شام نو

ٰاثام وہ عظيمة نو بدلو قريب ما — ملسے وہ دشمنو نے خدا سي اَثام نو

زين العبا ني گردن ما طوقِ گراں چھے ٰاہ — چھے هاتھ ما هي چھيرو شُتر ني زِمام نو

عَالَم چھڑاوے ترنے کرادشمنو ير قيد — نے زور تھو بدن پر وہ شِہ نا سقام نو

نور خدا بُجھاوي دے تھو ير ارادہ بس — شبّير نے قتل کري اعداءِ لِيام نو

ليکن تھيو تمام وہ زين العبا تھکي — رب نو ير نور واسطے وعدہ تمام نو

نوح و بکاء هميشه چھے آقا حسين نو — جهاں لگ چھے باقي خلق ما نوحر حَمام نو

روجے تو پياس پر وہ حسين شهيد ني — تھائے تو مستحق وهاں کوثر نا جام نو

روجے تو وہ حسين نا ماتم ما رات دن — ير شغل هوئے تارو سدا صبح وشام نو

تھائے مقيم تو وہ نعيم مقيم ما — جنّات عدن ما هي وہ بهتر مقام نو

شبّير نا جر ماتم ماروئے نهيں تو بس — اهنے نر کئي نفع چھے صلوٰة وصيام نو

روضة اوپر چھے شه نا ملائك نو ازدحام — هر گاه نيرو آوے نر ير ازدحام نو

زيارة ما چھے حسين ني سوج نو بس ثواب — روضة نو چھے محل گويا بيت الحرام نو

تطواف وہ ضريح نو گويا طوافِ بيت — بوسه نو ير ضريح نو محل استلام نو

خاتم نبي ني عترةِ اطهار پر چھے بس	اپنو بھروسو مؤمنو حُسن الختام نو

باوا پچھي چھے فرزند وہ نسلِ حسين ما	حق نا امام فرق نہيں يہ نظام نو

طيّب زمان نا مولى چھے مھارا انے امام	چھے ھر گھڑي وظيفة يہ مولى نا نام نو

جاري كرو چھے سلسلو حضرة يہ ستر ما	اھنا دعاة عظام وہ محيي العظام نو

احسان چھے دعاتو نا اپنا اوپر گھنا	كاں شكر تھئي سكے بھلا اَنعُم جِسام نو

حبل الله چھے يہ شاہ ني دعوة اے مؤمنو	چھے امرِ باري اھنا سي بس اعتصام نو

دعوة نو اھني عروة چھے وثقى بلا مِرا	انديشو كوئي طرح سي نتھي انفصام نو

طٰه نبي نے طٰه ني عترة نے پھنچ جو	تحفه خدا طرف سي صلوٰة وسلام نو

*****

ماتم کرو مؤمنوں کربل کے مہماں کا

ماتم کرو مؤمنوں کربل کے مہماں کا
جس کو لعینوں نے پانی کو ترسایا
حسین امام حسین امام حسین امام حسین

آئے شہ دیں کربل میں بچّوں کو لے کر جنگل میں
بڑھتے تھے دشمن ہر پل میں دیکھوں فلک تھا ہَل چل میں

عاشور کا ہنگام آیا اُس دن قیامت تھی برپا
بچّے حسین کے ماہِ لقا ہوتے تھے قتل بجور و جفا

آیا تھا حُر مہماں بنکر　　حضرت میں شہ کی خوش ہوکر
سر رکھ کے شہ کے قدموں پر　　بولا رزا دو اے سرور

سر شاہِ دیں پر کرنے فدا　　رن میں ہر ایک غازی آیا
باندھے کفن یہ کہتا ہوا　　ہر بار شہ پر سر دوں گا

ہائے وہ شہ کی شہزادی　　کربل میں جس کی شادی ہوئی
بنتے ہی دُلہن بیوہ بنی　　لوٹی گئی ارمانوں بھری

شبیر پر دو لختِ جگر　　زینب نے وارے بھائی پر
جیسی تھی ماں ویسے دلبر　　ماموں پہ صدقے کر دیئے سر

لے کر سکینہ سے مشکی دریا پہ پہنچا مشک بھری
پلٹا جو دریا سے غازی شانے قلم ہوئے مشک چھدی

اکبر حسین کا بیٹا جواں سال تھا جس کا اٹھارواں
ماں کے نہ بر آئے ارماں مر گیا کھاکے دل پہ سناں

عشرة مباركة اهبة

داعیِ مطلق سیف الہدی کرتے غمِ شہ کرب و بلاء
نوح و عویل کی دی ہے نداء لبیک کہہ ہو جاؤ فداء

دلبندِ زہرا مارا گیا پامال شہ کا لاشہ کیا
حامد قیامت تھی برپا کہتا ہے ہر ایک اہلِ عزا

*****

ماتم کی صف بچھی ہے اور رو رہا جہاں ہے

ماتم کی صف بچھی ہے اور رو رہا جہاں ہے
شاہِ شہید تم کو گریاں کناں زماں ہے

آقا کو وقتِ آخر عباس نے صدا دی
مولی سنبھالیئے گا گرنے کو اب نشاں ہے

حجت تمام کرنے اصغر کو شاہ لائے
پانی پلادو اِسکو معصوم بے زباں ہے

گھربار بھی لُٹایا صرف ایک حق کے خاطر

شبیر سا بہادر دنیا بتا کہاں ہے

زینب کے دل سے پوچھو کربل کے واقعے کو
دل ہے فگار غم سے آنکھوں سے خوں رواں ہے
نہرِ فرات کو بھی شرم آ رہی ہے شہ سے
آلِ نبی ہے پیاسے سوکھی ہر ایک زباں ہے

نظروں سے شاہ دیں کے اکبر کی موت دیکھو
سینے پہ زخم کھائے دم توڑتا جواں ہے

کِس طرح سے سنائیں کربل کے واقعے کو
جلتی زمیں پہ لاشیں زینب تو بے رِدا ہے

مولی شفاء کلی پالے دعا یہی ہے
آواز سن لے مؤمن لب پہ یہی دعا ہے

عمرِ دراز پائے برہان دیں مولی

عمرِ دراز پائے عالی قدر مولی

تا حشر ہو یہ باقی دل کی صدا یہی ہے

*****

مارا گیا بھائی رن میں زینب جائے کہاں

مارا گیا بھائی رن میں زینب جائے کہاں
گھربار لُٹا ہے بن میں زینب جائے کہاں

اے بھائی مدینہ جا کے نانا کو میں کیا بتلاؤں
پوشاک تمہاری دوں یا دِرّوں کے نشاں دِکھلاؤں
پوچھینگے لوگ وطن میں زینب جائے کہاں

شبیر نے سر کٹوایا عباس نہر پر سوئے
ہمراہ جسے لائی تھی وہ سارے بہادر کھوئے
اِک پھول بچا ہے چمن میں زینب جائے کہاں

اصغر کا کِسی کو صدمہ اکبر کا کِسی کو غم تھا
قاسم کو کوئی روتی تھی دولہے کا کہیں ماتم تھا
کہرام تھا مرد و زن میں زینب جائے کہاں

کلثوم نے دِرّے کھائے ، بانو پہ مصیبت آئی
دشوار تھا جسکا چلنا زنجیر اُسے پہنائی
تھا طوق گراں گردن میں زینب جائے کہاں

روتی تھی سکینہ پیاسی خیموں سے دھواں اُٹھتا تھا
لاشوں سے لہو بہتا تھا، اسباب و متاع لٹتا تھا
ہوتے تھے اسیر رسن میں زینب جائے کہاں

لٹتی تھی کہیں پہ چادر ، جھولا تھا کہیں پہ خالی
جلتی تھی کہیں پہ مسند، لاشوں کی کہیں پامالی
کوئی لاش نہیں تھی کفن میں زینب جائے کہاں

امّاں کو سناؤنگی میں اِن آنکھوں نے دیکھا منظر
تھا لال تمہارا تنہا اور چلتے تھے تیغ و خنجر
لاکھوں تھے تیر بدن میں زینب جائے کہاں

پھر شمر نے ماری ٹھوکر ، قرآن کے اوپر بیٹھا
خنجر نہ چلا ظالم کا تو شہ نے بچایا سجدہ
بھائی تھا رنج و محن میں زینب جائے کہاں

دیتا تھا صدائیں اُس دم گودی میں سلاؤ امّاں
ہمت کو بڑھاؤ میری اِمداد کو آؤ امّاں
اب آخری سانس ہے تن میں زینب جائے کہاں

سجدے میں جھکی پیشانی اور آئی دعا ہونٹوں پر
سر تن سے جدا ہوتا تھا چلتا تھا لعیں کا خنجر
تھے سورج چاند گہن میں زینب جائے کہاں

گھوڑوں سے کچل کر تیرا کیا حال کیا اے بھائی
سوتے رہے تم ریتی پر اور نہ میں کفن دے پائی
جلتا رہا لاشہ رن میں زینب جائے کہاں

اے بھائی ملو گے پھر کب اِک بار گلے لگ جاؤ
جاتی ہے بہن اُٹھو نا رخصت کے لیئے تو آؤ
دیکھو آنسوں یہ نین میں زینب جائے کہاں

یہ سیفِ ہدیٰ مولیٰ کو تا حشر سلامت رکھنا
زینب کی دعاء سے اِنکو تا روز قیامت رکھنا
کرتے ہیں بکاء جو حزن میں زینب جائے کہاں

یہ ذکر سنا کر جب بھی شہ سیف ہدیٰ روتے ہیں
دھرتی پہ حسامی اُس دم اَملاک جمع ہوتے ہیں
اُٹھتا ہے شور گگن میں زینب جائے کہاں

*****

مدينة جَدّنا لاتقبلينا

مدينة جَدّنا لاتقبلينا

قبول ہمکو نہ کرنا اے مدینہ

یہ نوحہ کر رہی تھی اُمِّ کلثوم حزن حسرات لے کر آئے مظلوم

قبول ہمکو نہ کرنا اے مدینہ مدينة جَدّنا لاتقبلينا

اے نانا آپ کا پیارا نواسا ہوا ذبح وہ رن میں بھوکا پیاسا

میسر نہ تھا قطرہء آب پینا مدينة جَدّنا لاتقبلينا

خبر کر دے نبی کو کوئی جاکر لُٹا کرب و بلا میں آپ کا گھر

تھا دل میں ظالموں کے کتنا کینہ مدينة جَدّنا لاتقبلينا

اے نانا ظلم وہ عابد پہ ڈھایا　　گلے میں طوق لوہے کا پہنایا
تھا کیسا صبر کرنے کا قرینہ　　مدینة جَدّنا لاتقبلینا

اے نانا نہ رکھی حرمت ہماری　　ہمارے سر سے چادر بھی اُتاری
چھپائے بالوں سے منہ کو حزینہ　　مدینة جَدّنا لاتقبلینا

ادھر مارے گئے جب رن میں سرور　　اِدھر دھنس آئے سب خیموں کے اندر
میرا زیور ستم گاروں نے چھینا　　مدینة جَدّنا لاتقبلینا

اے نانا ننھی شہزادی کے بوندے　　لعیں نے کان زخمی کر کے چھینے
طمانچہ رُخ پہ کھاتی ہے سکینہ　　مدینة جَدّنا لاتقبلینا

ہمارا قِصّہ ئے غم سننے والو　　ہمارے حال پر جی بھر کے رو لو
کسی کا حال ایسا ہو کبھی نہ　　مدینة جَدّنا لاتقبلینا

محمد شہ کا دامن تھام کر ہی کنارے قدس کے پہنچینگے ہم بھی
ہے دعوت یہ نجاتی کا سفینہ مدینة جَدّنا لاتقبلینا

عزادار آ ، یہ مولی کی دعا لے غمِ سرور میں اِک آنسوں بہا لے
ملیگا آٹھ جنّت کا خزینہ مدینة جَدّنا لاتقبلینا

*****

مظلوم یا حسینا مظلوم یا حسینا

گرمی کا وہ زمانا سورج کا وہ چمکنا
صحرا میں لوں کا چلنا پھر بند آب و دانہ
مشکل میں گھر گیا ہیں حیدر کا وہ گھرانا

لکھ لکھ کے خط بولایا بطحہ سے بھی چھوڑایا
حج بھی نہ کرنے پایا کعبہ میں بھی رُولایا
کیسا یہ وقت آیا اے گردشِ زمانہ

دانہ تو کیا میسر پانی تھا بند اُن پر
چارو طرف ستمگر لرگے میں آلِ اطہر
اِک اِک کا منہ تک کر بچّو کا بلبلانا

کڑیل جوان اکبر نورِ نظر تھا دلبر
برچھی جگر پہ کھا کر جب وہ گرا زمیں پر
سرور نے کیسے دیکھا وہ ایڑیاں رگڑنا

پانی نہیں تھا گویا اِک آگ کا تھا شعلا
بچّوں کی تشنگی کا احساس اتنا گہرا
دریا پہ کرکے قبضہ عباس کا یہ کہنا

سوکھا گلا وہ شہ کا خنجر اُسی پہ پھیرا
وہ بھی تھا کند اتنا رُک رُک کے چل رہا تھا
خنجر خبیث سے وہ شہ کی رگوں کا کٹنا

داعی ہو کبریا کے داعی ہو مصطفی کے
داعی ہو مرتضی کے داعی ہو فاطمۃ کے
مولی قبول کر لو ماتم یہ مخلصانہ

نورِ خدا کا جلوہ ماتم میں ہمکو بخشا
مولی تیری عطا کا تا حشر ہوگا چرچا
بھولینگے کیسے مؤمن تیرا تڑپ کے کہنا

مجلس یہ اور نوحہ ماتم کی ایک دنیا
فیض و کرم کا دریا جوہر نے یاد رکھا
مولانا سیفِ دین کا اکثر یہی سنانا

*****

مقتل سے آ رہی ہے صدا آؤ فاطمۃ

مقتل سے آ رہی ہے صدا آؤ فاطمۃ
بیٹے کا کٹ رہا ہے گلا آؤ فاطمۃ
کرتی ہے بیٹی آہ و بکا آؤ فاطمۃ

عباس جیسے بھائی کو ہاتھو سے کھو دیا
بازوں کٹا کے رن میں گرے وامصیبتا
خیمے میں مچی آہ و بکا آؤ فاطمۃ

اٹھارہ سال والا تھا ہم شکلِ مصطفی
نیزہ کِسی لعین کا سینے میں آ لگا
زخمی بھی شہ کا لال ہوا آؤ فاطمۃ

سرور نے کیسے وقت میں شادی رچائی ہے
شادی تو شادی خون کی مہندی لگائی ہے
دُلہا کی لاش پر ہے بکا آؤ فاطمہ

عون و محمد لے کر رزا رن کو چل دیئے
ماموں پر اپنی جان کی بازی لگا چکے
بیٹے کو لو گلے سے لگا آؤ فاطمہ

ننھے سے شیر خوار کو پانی نہ مل سکا
پیاسا ہی اپنے باپ کے ہاتھو پہ مر گیا
معصوم کو لحد میں سلا آؤ فاطمہ

آؤ گلے سے آ کے لگا لو حسین کو
آغوش میں چھپا کے بچالو حسین کو
ہونے لگا ہے حشر بپا آؤ فاطمہ

پیاسا ہے تین روز سے فرزندِ مرتضیٰ
زخموں سے چور چور ہے دلبندِ مصطفیٰ
کوئی نہیں ہے بہرِ خدا آؤ فاطمہ

کہہ دو نبی سے آ کے نواسے کی لے خبر
مشکل کشا سے کہہ دو کے مشکل میں ہے پسر
ہو جائے نہ سر تن سے جدا آؤ فاطمہ

شہ کے گلے پر شمر کی شمشیر آ گئی
گھبرا کے دَر پہ زینبِ دلگیر آ گئی
آؤ مدد کو بہرِ خدا آؤ فاطمہؑ

زانوں کو سر پہ رکھ دو شہادت کا وقت ہے
پلٹی ہے کائنات قیامت کا وقت ہے
خنجر گلے پہ چلنے لگا آؤ فاطمہؑ

نیزے پر سر حسین کا زینب تھی نے رِدا
رو رو سکینہ کہتی تھی مارو نہ اَشقیا
سر سے ہمارا سایہ اُٹھا آؤ فاطمہؑ

مظلوم یہ حسین پر روتے ہی جائینگے
ماتم میں اپنی جان بھی کھوتے ہی جائینگے
صدقے حسین کر لو عطا آؤ فاطمہ

*****

مقتل کی سمت شان سے بڑھنے لگے حسین

۱. مقتل کی سمت شان سے بڑھنے لگے حسین
زینب کو تنہا چھوڑ کے جانے لگے حسین

۲. مہمان کچھ گھڑی کا اب ماں جایا بھائی ہے
زینب نے شہ کی آخری خدمت بجائی ہے
تھامی رکاب گھوڑے پہ چڑھنے لگے حسین

۳. شبیر بھی لرز اوٹھے جسکے خیال سے
وہ مشکلیں تھی زینبِ مضطر کے واسطے
اے بہنا صبر کیجیو کہنے لگے حسین

٤. شانے کٹا کے نہر پر غازی جو گر پڑا
دی یہ صدا کہ آخری دیدار ہو شہا
ٹوٹی کمر کو تھام کے آنے لگے حسین

۵. کاندھے پہ رن سے لاشہ ء فرزندِ نو جواں
منظر یہ ایسا دیکھکر تڑپے ہیں دو جہاں
جب ہر قدم پہ ٹھوکریں کھانے لگے حسین

٦. اے قبر شہ کے لال کو رکھنا سنبھال کے
معصوم شیر خوار ہیں بس اِس خیال سے
ہاتھوں سے قبر میں اُسے رکھنے لگے حسین

۷. جلتی زمیں تھی دھوپ تھی اور تشنہ لب شہا
زخموں سے چور جسم اور لڑنے کا حوصلہ
مرضیء حق جو پوچھلی تھمنے لگے حسین

۸. سجدے میں ہے حسین کی گردن جھکی ہوئی
افلاک تھرتھرا اُٹھے چلنے لگی چھری
اُمت کے حق میں جب دعاء کرنے لگے حسین

۹. بوٹھی چھری جو لایا ہے ملعون جان کر
تکلیف زیادہ ہو کے جب کاٹے وہ شہ کا سر
ھنس کر ہر ایک ظلم کو سہنے لگے حسین

۱۰. ہونٹوں پہ نوکِ نیزہ ہے قرآن کی صدا
آنکھوں سے اشک بہتے ہیں زینب ہیں بے رداء
عابد کا حال دیکھکر کرٹِ‍ُنے لکے حسین

۱۱. دنیا نہ روک پائیگی ماتم حسین کا
ہوگا بلند سے بلند پرچم حسین کا
پیدا ہوئے ہیں جب سے ہم جپنے لگے حسین

۱۲. مولی کے سامنے ہمیں اُلفت یہ لائی ہیں
اُس دن سے ہمنے دین اور دنیا کمائی ہیں
جس دن سے شاہ سینے پہ لکھنے لگے حسین

١٣. برہان دیں کے جانشیں عالی قدر رہیں
تا حشر صحت عافیۃ اِنکے ہی گھر رہیں
سن لو دعاء یہ مؤمنیں کرنے لگے حسین

١٤. یہ ماتم حسین کی رونق اِنھیں سے ہے
رونے پہ شاہ دین کے جنت اِنھیں سے ہے
عابد ہمیں تو مولی ہی دکھنے لگے حسین

﴿١٤﴾

میں حسین ہوں وہ حسین ہوں

میں نبی کے دل کا سرور ہوں
میں علی کی آنکھ کا نور ہوں
میری ماں کا نام ہے فاطمہؑ
ہے عباسؑ بھائی حسن میرا
ہے زینب و کلثوم دو بہن
میرے ساتھ ساتھ ہے خستہ تن

تھے زینب کے دونوں لاڈلے
گئے رن میں شہ سے رزا لیئے
کئیں دشمنِ دیں کو فنا کیئے
دونوں زخموں کی تاب نہ لا سکے
دل تھام کے شہ آئے لاش پر
ہوئے قربان ماموں جان پر

مجھے ناز تھا میرے بھائی پر
وہ کٹائے ہاتھوں ترائی پر
میری توڑ کر وہ کمر گیا
مجھے چھوڑ تنہا چلا گیا
رہے پیاسے اہلِ حرم میرے
وہ جہاں سے تشنہ ہی لب گیا

یہاں لاشے پہ لاشے آتے ہیں ایسے وقت میں شادی رچاتے ہیں
عبداللہ دولہا بنا ہوا اُسے تیرو سے چھلنی کر دیا
وہاں دولہا تڑپتا رہ گیا یہاں کہرام گھر میں مچ گیا

میں پسر کی موت پہ رو چکا میں نور آنکھوں کا کھو چکا
وہ جگر پہ برچھی کا پھل گیا میں دل کو تھام کے رہ گیا
جو عصا تھا میری ضعیفی کا وہ قضا کی گود میں جا بسا

میرا ایک ننھا سا مہ لقا ابھی گھوٹنیوں وہ چلا نہ تھا
ہے تیر حلق پہ چل گیا وہ صغیر ہاٹھوں پہ ڈھل گیا
اِس بَن میں چھوٹی سی اِک مزار میں بنا کے آیا ہوں دل فگار

مجھے اور کتنا ستاؤ گے میرا خون کتنا بہاؤ گے
میں اکیلا ہوں تم کئیں ہزار میرا جسم تیروں سے ہے فِگار
میں لاشے کتنی اُٹھا چکا میں عزیز اپنے گواں چکا

ہے قریب عصر کی وہ گھڑی وہ آخری میری بندگی
جو ہوا تھا وعدہ کیا ادا میرا سر نماز میں ہو جدا
میری لاش پہ گھوڑے دوڑائینگے میرے سر کو سناں پہ چڑھائینگے

شبیر کا مقصدِ دعا داعیِ دعوتِ فاطمہ
برہان دیں عاشقِ حسین شیدائی و شائقِ حسین
صحت میں تا حشر دم بدم مولی سنائے یہ ذکرِ غم

یہی مدّعائیں حصول ہو   میرا ھدیۃ مولی قبول ہو

ہے شارق اپنی یہ آرزو   ہو دَرِ حسین پہ سر نگوں

سب ساتھ ہو مولی کے مؤمنیں   ہو لبوں پہ مولی کے بس یہی

یا حسین حسین یا حسین حسین

یا حسین حسین یا حسین حسین

✱✱✱✱✱

نانا کو دِیا تھا جو وعدہ شبیر نبھانے آئیں ہیں

نانا کو دِیا تھا جو وعدہ شبیر نبھانے آئیں ہیں
سر اپنا کٹانے آئے ہیں گھربار لُٹانے آئیں ہیں

کیا پیاس کا ہو احساس اُنہیں اُمت کا سدا ہو پاس جنہیں
یہ تشنہ لبی میں عالم کی شہ پیاس بجھانے آئیں ہیں

اے بازوئے سرور سوئے ہو شبیر کی دنیا لٹتی ہے
پیری میں عصائے پیری کی شہ لاش اُٹھانے آئیں ہیں

عباس جو ہوتے تم زندہ گھر آلِ نبی کا نہ لُٹتا
سر کاٹ کے بابا کا اعدا بیٹی کو ستانے آئیں ہیں

اصغر کو پلا دے تو پانی کوثر تجھے بخشینگے مولی
اے تیر چلانے والے یہ کوثر کو پلانے آئیں ہیں

سرور نے جو پھینکا خونِ پسر افلاک نے جھیلا ہے بڑھکر
بے شیر کا لاشہ اب مولی تربت میں چھپانے آئیں ہیں

تم لیکے دیئے ڈھونڈو تو سہی مجھ سا نہ مِلیگا سبطِ نبی
یہ آخری حُجّت اعدا کو شبیر سنانے آئیں ہیں

ہے پارہ ئے قرآں یہ سینہ اے شمر تو اُٹھ لرزہ ہے جہاں
امت کی شفاعت کی خاطر یہ سجدہ بجانے آئیں ہیں

حلقوم پہ تیغِ کند پھرے یا کاٹ کے سر نیزے پہ دھرے
سب سہ کے مصیبت امت کو مشکل سے بچانے آئیں ہیں

اے پیاری سکینہ وہ تیرا سینے پہ سلانے والا کہاں
اعدا نے بھرا گھر لُٹ لِیا اب خیمے جلانے آئیں ہیں

جب مسندِ عابد جلتی تھی جب سر سے ردائیں لٹتی تھی
نازو کی پلی کو حیدر کے تب یاد زمانے آئیں ہیں

دریا کی روانی سے کہہ دو تھم جائے ذرا وہ پل بھر کو
یہ مولی مفضل اشکوں کے سیلاب بہانے آئیں ہیں

افلاک تہو بالا ہوکر ماتم کی صفوں میں بیٹھے ہیں
شبیر کے مظہر، سرور کے مقتل کو سنانے آئیں ہیں

شاکر جو مِلا شبیر کا غم پھر کوئی زمانے کا کیا غم
جب بھی میری نیّا ڈولی ہے وہ پار لگانے آئیں ہیں

✱✱✱✱✱

نبی و زاہرء کا ناز اُٹھانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

نبی و زاہرء کا ناز اُٹھانا حسین کو یاد آ رہا ہیں
وہ ماں کی آغوش دوشِ نانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

جو شدّتِ بھوک پیاس چھائی ، وہ آخری روٹی یاد آئی
بتول کا ہاتھو سے کِھلانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

وہ آخری وقت فاطمہؐ نے نہلا کے کپڑے تھے جو پہنائے
تو اپنا غسل و کفن نہ پانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

جو ہونٹ تشنہ ہے آج سوکھے اُسی کے بوسے لیئے نبی نے
نبی کا وہ رال چوس جانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

نبی نہ سجدے سے سر اُٹھاتے حسین جب پیٹھ پر تھے چڑھتے
بلاء میں طفلی کا وہ زمانہ حسین کو یاد آ رہا ہیں

لعیں نے ٹھوکر سے جب گرایا زمین جلتی پہ جب لِٹایا
تو کانڈھے پہ نانا کا بِٹھانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

جھولاتے جبریل جسکا جھولا ہے اُسکے سینے پہ شمر بیٹھا
فرشتوں کا خدمتیں بجانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

جو رگڑا خنجر حسین بولے یہ میرے نانا کی بوسہ گاہ ہیں
وہ توشہ حلقوم پر بنڈھانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

رواں ہے گردن پہ کند خنجر مگر دُعاء کر رہے ہیں سرور
وہ اُمتِ جد کو بخشوانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

شہ سیفِ دیں سے سنا جمالی حسین کو فکر تھی ہماری
کہ بس شفاعت ہمیں دِلانا حسین کو یاد آ رہا ہیں

*****

نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے　　علی کا دل دُکھایا جا رہا ہے

دلِ زہرا محمد کا نواسہ　　غضب ہے کربلا میں بھوکا پیاسا
نہ جانے کیوں ستایا جا رہا ہے　　نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

جسے پالا تھا ماں نے ناز اُٹھا کر　　سواری جسکی تھی دوشِ نبی پر
اُسے رن میں گِرایا جا رہا ہے　　نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

کہا عباس نے اے نا مُرادو　　لہو لے لو مگر پانی تو دے دو
مجھے سقا بنایا جا رہا ہے　　نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

جوانی نے کہا اکبر اذاں دو یہ حق کا بھید دنیا کو بتا دو
کہ اب اسلام بچایا جا رہا ہے نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

جب آئی لاشِ حُر پہلو میں شہ کے کہا مولیٰ مقدّر میرے جاگے
میرا رتبہ بڑھایا جا رہا ہے نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

سنائی لوریاں ماں نے برابر مگر جاگا نہ وہ ننھا سا اصغر
لحد میں اب سلایا جا رہا ہے نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

امامِ پاک کے بچّے تو ترسے بہے آنسو مگر بادل نہ برسے
قیامت کو بلایا جا رہا ہے نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

زیارت کی تڑپ اب بڑھ رہی ہے — کیوں اتنی دیر مولی ہو رہی ہے
مجھے اب کب بلایا جا رہا ہے — نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

عجب شمشیر شہ کا معجزہ ہے — بیاباں ہی بیاباں کربلا ہے
اسے گلشن بنایا جا رہا ہے — نبی کا گھر جلایا جا رہا ہے

*****

نبی کے کاندھوں پہ چڑھنے والا پسر کا لاشہ اُٹھا رہا ہے

نبی کے کاندھوں پہ چڑھنے والا پسر کا لاشہ اُٹھا رہا ہے
زمانہ پیری میں شاہِ دیں کو یہ زخمِ اکبر دِکھا رہا ہے

حسین اپنا جگر سنبھالے کھڑے ہیں خیمے کے دَر پہ مضطر
اٹھارہ برسوں سے جس کو پالا وہ آج مقتل میں جا رہا ہے

کوئی بتا دے کہاں پہ میرے جگر کا ٹکڑا تڑپ رہا ہے
کہاں ہو اکبر پکارو بیٹا اندھیرا آنکھوں میں چھا رہا ہے

کہا یہ سرور نے ظالموں سے کوئی تو اولاد والا ہوگا
یہ دیکھو معصوم میرا تم کو زبان سوکھی دِکھا رہا ہے

کبھی مدینے کی سمت دیکھا کبھی نجف کی طرف نظر کی
کوئی تو آئے ، لحد میں بابا پسر کا لاشہ لِٹا رہا ہے

بلاؤ زینب رباب بانو کو آؤ جی بھر کے آج دیکھو
سلام پڑھ کے یہ آخری اب حسین مقتل میں جا رہا ہے

کہا یہ شہ نے اے شمر اُٹھ جا نہ تیری بوٹھی چھری چلے گی
یہ حلق نانا کی بوسہ گاہ ہے جہاں تو خنجر چلا رہا ہے

کہاں وہ آغوشِ فاطمہ اور کہاں یہ صحرا کی جلتی ریتی
رِدا زمیں پر بچھاؤ زہرا حسین سجدہ بجا رہا ہے

پکاری زینب اے میرے بھیاّ بہن کا اپنی یہ حال دیکھو
سروں سے سائے تو چھن چکے ہیں رِدا بھی ظالم ہٹا رہا ہے

شفیعِ محشر ہے اُس کو بیڑی پہنا کے ظالم چلا رہا ہے
امامِ جِنّ و ملک ہے قیدی زمانہ کِس کو ستا رہا ہے

ہو ساتھ عالی قدر کے یا رب حسین و عباس کی زیارت
جمالی دیکھیں نصیب کِس دِن ہمیں یہ لمحہ دِکھا رہا ہے

*****

ننھے معصوم کی شہادت ہیں

ننھے معصوم کی شہادت ہیں حرملا کا تیر بھی قیامت ہیں

وہ ستم کے خود ستم بھی روتے ہیں جھولے والے شہید ہوتے ہیں
ظالموں پر خدا کی لعنت ہیں ننھے معصوم کی شہادت ہیں

اِک کلی حسین کے گلستاں کی جیسے یاسین جانِ قرآں کی
ماں کی یہ آخری امانت ہیں ننھے معصوم کی شہادت ہیں

پیاس کہتی ہیں اُٹھو علی اصغر موت کہتی ہیں چلو علی اصغر
کشمکش میں باپ کی محبت ہیں ننھے معصوم کی شہادت ہیں

صبح عاشور اذاں وہ اکبر کی اور شام کو ھنسی وہ اصغر کی
جنگِ کربلاء کی یہ حقیقت ہیں ننھے معصوم کی شہادت ہیں

پانی کا تو حرملا بہانا تھا　　بولا حلق تیر خود نِشانا تھا
مسکراہٹ میں بھی شجاعت ہیں　　ننھے معصوم کی شہادت ہیں

ماں کی گود میں یہ کیوں اُداسی ہے　　کیا نظر حرملا کی پیاسی ہے
اب کلی کی بھی چمن سے رخصت ہے　　ننھے معصوم کی شہادت ہیں

خوں میں تر بتر ہیں لال تو کیا ہے　　سارا گھر ہیں پائمال تو کیا ہے
دینِ اِسلام تو سلامت ہے　　ننھے معصوم کی شہادت ہیں

ایسی بھی حَسِین موت ہوتی ہے　　دفن کر کے ذوالفقار روتی ہیں
کربلاء میں سب سے پہلی تربت ہے　　ننھے معصوم کی شہادت ہیں

*****

نینوا بتا وہ کس کا لعل تھا

نینوا بتا وہ کس کا لعل تھا
جسکا سر کٹا اور گھر لُٹا

مہماں بنکے آیا تیری دھرتی پر
جس پہ پانی بند یزید نے کیا

تین دن کی پیاس اور تیز دھوپ
اُف نہیں کیا یہ کا صبر تھا

شادی کا سما کچھ یاد ہے تجھے
کس کے سر پہ سہرا حزن کا بندھا

دولہا بھی شہید جب کہ ہو گیا
تھام کے جگر کو کون رو دیا

بھائی بھی شہید نہر پر ہوا
تھام کر کمر کو کون رو دیا

آئے رن میں پھر بہن کے لاڈلے
ماموں جان پر کرنے سر فداء

بیٹا نو جواں اٹھارہ سال کا
جسکے سینے پر نیزہ تھا لگا

نور باپ کی آنکھوں کا گیا
لاش بیٹے کی پھر بھی لے اُٹھا

ایک بعد ایک ہو گئے شہید
خالی گھر کا گھر کس کا ہو گیا

کیسے کیسے داغ اور ایک دل
کس کے صبر پر عرش ہِل گیا

ہاتھوں پہ پدر کے بچّہ بے زباں　　تیرِ ظلم سے رن میں چل بسا
کھودے باپ خود قبر بیٹے کی　　مٹی میں چھپا وہ ننھا چاند تھا
بھولے کس طرح وہ ظلم اور ستم　　لاکھو تھے عدو اور ایک بے خطاء
تیر اور تبر لگاتے تھے عدو　　زخموں سے بدن چھلنی ہو گیا
ماری شمر نے ٹھوکر آن کر　　آہ سینے پر پاؤں بھی رکھا
آخری وہ سجدہ یاد کر ذرا　　چلتی تھی چھری لب پہ تھی دعاء
نانا ہے نبی اور بابا ہے علی　　وہ تو فاطمۃ کا پیارا لعل تھا
آئی یہ صدا حسین یا حسین　　کربلا میں کس نے گھر لُٹا دیا
اَدنی سر جھکا جا کے کربلاء　　عرش بھی جہاں پہ ہے جھکا ہوا

*****

نینوا کے دشت میں حشر کا سامان ہے

نینوا کے دشت میں حشر کا سامان ہے
بھوکا پیاسا ہائے ہائے اُمت کا مہمان ہے

کہتی تھی زینب بہن بھیاّ اب کوئی نہیں
کہتے تھے شاہِ زمن اللہ نگہبان ہے

خیمے جلے گھر لُٹے اہلِ حرم قید ہو
اُمتِ جد پر میرا گھر کا قربان ہے

شمر ڈر اللہ سے اُٹھ سینہ ء شاہ سے
سینہ ء شبیر تو پارہ ء قرآن ہے

ہاتھوں پہ اصغر کو لے شاہ یوں کہنے لگے
پانی پلا دو اِسے بچّہ یہ نادان ہے

پیدل چلتے جاتے ہیں دِرّے کھائے جاتے ہیں
عابدِ بیمار کے صبر کی یہ شان ہے

*****

ہائے حسینا وائے حسین

شمرِ ابتر بوڑھا خنجر ہاتھ میں لے کر کاٹ لیا سر

ہائے حسینا وائے حسین

جسمِ اطہر خاک ہے بستر ہر سو محشر ماتم گھر گھر

ہائے حسینا وائے حسین

آئے پیمبر دیکھنے منظر صورتِ دلبر خاک اُڑا کر

ہائے حسینا وائے حسین

زینب آئی دیکھنے بھائی دی یہ دُہائی لاش کے اوپر

ہائے حسینا وائے حسین

خون میں تر کر بال بھی اور سر بنتِ حیدر روتی تھی کہہ کر

ہائے حسینا وائے حسین

ننھا اصغر خوں میں ہوا تر چھپ گیا یہ در قبر کے اندر

ہائے حسینا وائے حسین

جھولا خالی گودی بھی خالی گھر بھی خالی کر گیا اصغر

ہائے حسینا وائے حسین

دخترِ مضطر کہتی تھی رو کر شمرِ ستمگر چھین نہ گوہر
ہائے حسینا وائے حسین
ظلم نہ کر تو رب سے ڈر تو چھوڑ یہ شر تو رحم ذرا کر
ہائے حسینا وائے حسین
دادا نہیں ہیں نانا نہیں ہیں بابا نہیں ہیں میرے سر پر
ہائے حسینا وائے حسین
ہر دم یمانی رہ تو فغانی مرثیہ خوانی کر کے کہہ کر

*****

مخصوص کلام ۱٤۳۷

ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے
جانِ احمدِ مختار تین دن سے پیاسا ہے
اِبنِ حیدرِ کرّار تین دن سے پیاسا ہے
دین کا علمبردار تین دن سے پیاسا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

دخترِ محمد کا لاڈلا پسر پیاسا
ہائے ساقیء کوثر شاہ بحر و بر پیاسا
کربلا کے جنگل میں دیں کا راہبر پیاسا
غیرتِ مسلماں کو ہائے یہ ہوا کیا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

گلشنِ محمد کی ہے کلی کلی پیاسی
بنتِ سیدہ پیاسی شہ کی لاڈلی پیاسی
طفلِ بے زباں پیاسا ماں بھی دل جلی پیاسی
گھر کا گھر محمد کا کربلا میں پیاسا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

کچھ نہ رہ سکا باقی ایسا ہو گیا فانی
پیاس کی اذیت کو دیکھتا رہا پانی
کیوں نہ شہ کے خیمے تک بہکے آ گیا پانی
ہائے کِس طرح تو نے شاہ کو نوازا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

کیا جواب دیگی تو حشر میں پیمبر کو
منہ دِکھائیگی کیوں کر اے فرات حیدر کو
دے سکی نہ ایک قطرہ فاطمۃ کے دلبر کو
ہائے کِس طرح تونے شاہ کو نوازا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

باپ کی نگاہوں کا نور لے گئے اکبر
رن میں شہ کے ہاتھوں پر سوگئے علی اصغر
سو گیا ترائی میں ابنِ ساقیء کوثر
اب نگاہ سرور کے چار سو اندھیرا ہے
ہائے سیدِ ابرار تین دن سے پیاسا ہے

*****

ہائے کربلا والوں ہائے کربلا والوں

۱. شاہ کے اصحاب تھے خلق میں الباب تھے
صدق کے ارباب تھے ہو گئے شہ پر فداء

۲. اہلِ بیت تھے عجب اُفقِ دعوت کے شُہُبْ
ہو گئے قربان سب خالی لشکر ہو گیا

۳. شاہ کا اکبر جواں رن میں آیا پہلواں
شیر آیا ہے یہاں کہہ رہے تھے اشقیاں

٤. پیاس میں انگشتری منہ میں لیکر وہ جری
کر کے حملہ حیدری کر دیئے دشمن فنا

۵. سینے میں بھالا لگا خون کا نالہ بہا
صبر شہ کو نہ رہا قتل اکبر ہو گیا

٦. ہائے ننھا سا پسر ہو گیا وہ خوں میں تر
تربت چھوٹی کھود کر دفن شہ نے کر دِیا

۷. روئے سرور ہائے ہائے روئی مادر ہائے ہائے
پیارا اصغر ہائے ہائے جھولا خالی کر گیا

۸. سجدۂ شبیر ہے شمر کی شمشیر ہے
کہہ رہی ہمشیر ہے ہو گیا بھائی جدا

۹. شمر کا خنجر چلا کٹ گیا شہ کا گلا
حشر ہے دَر کربلاء خلق میں ہے زلزلہ

۱۰. خاک پہ ناسوت ہے نور کا تابوت ہے
مظہرِ لاہوت ہے اُس پہ یہ ظلم و جفاء

۱۱. خاک اُڑا کے مصطفی آئے دشتِ کربلا
دیکھنے کو دلرُبا ساتھ میں تھے انبیاء

۱۲. کرتی تھی دُختر ندا کر کے ظالم نے جفاء
چھینا گوہر ہے میرا بابا دیکھو تو ذرا

۱۳. آگ سے خیمے جلے بیبیوں کے سر کھولے
قید ہو کے سب چلے سارباں زین العبا

۱٤. ہائے ضد ہے تخت پر خاک پر ہے شہ کا سر
ماجرا یہ دیکھ کر عرش پہ روئے خدا

۱۵. قافلہ پہنچا وطن جمع ہوئے مرد و زن
سب کے لب پہ تھا سخن شاہ قتل ہو گیا

۱۶. یاد کر صبح و مساء ساکنانِ کربلاء
کر کے غم حد سے سِوا اے یمانی کر بکا

*****

مخصوص کلام ۱٤۳۷

ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

اے خدا کے بندوں میں منتخب خدا والو
تختِ اِنّما والو تاجِ ھل اَتی والو
شانِ مصطفی والو وضعِ مرتضی والو
کیا وفا پہ جانیں دیں تمنے اے وفا والو

قوم کی حمایت میں عزّتِ شہادت لی
زندگی کو کیا کہیئے موت سے بھی خدمت لی
چھوٹے چھوٹے بچّوں نے جنگ کی اجازت لی
بڑھ گئے جواں بن کر کمسنی سے رُخصت لی
ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

کوئی تم میں اصغر تھا کوئی تم میں اکبر تھا
کوئی ثانیِٔ جعفر کوئی مثلِ حیدر تھا
کوئی قدر و قیمت میں دو جہاں سے برتر تھا
زیرِ تیغ سینے ہیں فاطمہؑ کا گھر بھر تھا
ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

کِس بَلا کے جنگل میں آلِ مصطفیٰ ٹھہری
آئی شامِ عاشورا صبح کو وغا ٹھہری
کیا خبر مدینے کو شامیوں سے کیا ٹھہری
بے دِیار کا مدفن ارضِ کربلا ٹھہری
ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

اس طرح کے عالم میں پھر نہ دل جگر دیکھے
دَر پہ آ کے ماؤں نے جنگ کے ہنر دیکھے
ریگ گرم پر لاشیں برچھیوں پہ سر دیکھے
اپنے چاند کے ٹکڑے خوں میں تر بتر دیکھے
ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

حق پہ مرنے والو نے جان دی سلیقے سے
شوق سے تمنا سے عزم سے اِرادے سے
ماں کی گود سے آیا کوئی ،کوئی جھولے سے
زندگی نہ تھی پیاری فاطمہؑ کے پیارے سے
ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو

❋❋❋❋❋

ہر ایک تیرے غم میں ہیں نوحہ کناں زہرا

ہر ایک تیرے غم میں ہیں نوحہ کناں زہرا
یہ عرش و زمیں اور ہیں رب اشک فِشاں زہرا

مقتل کی زمیں پر ہے شبیر تیرا پیارا
تن تیرو سے چھلنی ہے غم دل میں نہاں زہرا

یہ تشنگی بچوں کی اب کون بجھائیگا
بازو تھا برادر کا ہے اب وہ کہاں زہرا

شبیر جو گرتے تو گودی میں اُٹھا لیتی
تنہا ہے ستمگر کے نرغے میں یہاں زہرا

دن بھر کا تھکا بیٹا گودی میں اُٹھا لو اب
یہ خاک کا بستر ہے آرام کہاں زہرا

ہے خوں میں بھرا دُلدُل شبیر نہیں آئے
اِس بات سے خیمے میں ہے آہ و فغاں زہرا

شبیر کے پہلو میں ٹھوکر بھی لگائی ہے
ہے بوٹھی چھری شہ کی گردن پہ رواں زہرا

دن حشر کا آئیگا روئیگی تو بیٹے کو
تب ساتھ میں روئیگا یہ سارا جہاں زہرا

یارب میرے بچے کے اِس خون کی حرمت سے
تو بخش دے مؤمن کو، ہے وِردِ زباں زہرا

آنسو جو تیرے غم میں اِن آنکھوں سے بہتے ہیں
محشر میں شفیع ہونگے در باغِ جناں زہرا

اِس جوش کے عالم میں اِس شان کے ماتم میں
رکھنا تو سدا میرے مولی کو جواں زہرا

اِک سال سے پیاسے ہے یہ پیاس بجھیگی اب
مولایا مفضل سے سنکر یہ بیاں زہرا

عباس کے بازو کی قوت ہو عطاء شہ کو
کر دو میرے مولی کو اکبر سا جواں زہرا

مولایا مفضل کی امید ہو پوری اب
بن جائے ضریح تیری ہے سب کی دعا زہرا

مولایا مفضل کی ہو طول بقا یارب
بس یہ ہی دعا سب کے ہے وِردِ زباں زہرا

مولی کو میرے صحت کلی تو عطا کرنا
اِس ضعف کو قوت میں اب کر دو نہاں زہرا

نازا ہو مقدر پر عابد غمِ سرور ہے
ہے مولی مفضل خوش اور خوش ہے وہاں زہرا

*****

ہے فاطمہؑ کے جگر کا ٹکڑا حسین آقا حسین مولیٰ

۱. ہے فاطمہؑ کے جگر کا ٹکڑا حسین آقا حسین مولیٰ
علی کی آنکھوں کا ہے یہ تارا حسین آقا حسین مولیٰ

۲. مصیبتوں اور الم کے سائے کچھ ایسے زہرا کے گھر پہ چھائے
ہوا ہے ویران باغِ زہرا حسین آقا حسین مولیٰ

۳. میں اپنا گھربار بھی لُٹا کے بچاؤنگا دین سر کٹا کے
یوں کر رہے ہیں نبی سے وعدہ حسین آقا حسین مولیٰ

٤. حسین کی جاں حسین کی آس گِرا ہے بازو کٹائے عباس
نہر سے غازی نے ہے پکارا حسین آقا حسین مولیٰ

۵. حسین دل کو سنبھالے کیوں کر تڑپ رہا ہے زمیں پہ اکبر
اُٹھیگا کیسے جواں کا لاشہ حسین آقا حسین مولیٰ

٦. نظر سے آنسوں ٹپک رہے ہیں لحد میں اصغر کو رکھ رہے ہیں
ہے سونی گودی ہے سونا جھولا حسین آقا حسین مولی

٧. کہینگے جبریل کِس زباں سے حسین آقائے دو جہاں سے
کٹیگا سجدے میں سر تمہارا حسین آقا حسین مولی

٨. خدا کا احساں حسین تو ہے، خدا کا احساں حسین تو ہے
ہے تیرا احساں وہ تیرا سجدہ ،حسین آقا حسین مولی

٩. مدد مجوسی کی کرنے والے ہر ایک مؤمن تجھے پکارے
اے کاشف الکروبات مولی ،حسین آقا حسین مولی

١٠. اگر گناہ کے سبب سے یارب ، نہ آنکھ روئے حسین اوپر
تو کرکے احسان بخش دینا ،حسین آقا حسین مولی

۱۱. جو بیج سیف الہدی نے بوئے وہ پھل برہانی زمن میں پائے
یہ جوشِ ماتم سنا نہ دیکھا حسین آقا حسین مولی

۱۲. مولی مفضل رہے سلامت سدا رہے اوج پر بہ صحت
نصیب ہو شہ کے لب سے سننا حسین آقا حسین مولی

*****

وا محمداہ وا مصیبتاہ

وا محمداہ وا مصیبتاہ — بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے
شہ کا سر کٹے رن میں بے خطا — بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

دیکھ کر جسے مِہر تک چھپے — بے رِدا کرے اے فلک اُسے
روحِ مصطفیٰ جانِ مرتضیٰ — بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

دردِ غم سے منہ سب اَٹا ہوا — لے کے بھائی کا سر کٹا ہوا
شہرِ شام میں ہو کے بے رِدا — بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

سر پہ شہ نہیں مجتبیٰ نہیں — مرتضیٰ نہیں مصطفیٰ نہیں
ہو کے بے نوا ہو نہ کیوں بھلا — بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

زلزلے میں ہو کیوں نہ نینوا　　کیوں نہ پھر ہِلے دشتِ کربلا
ہائے فوج شام چھین لے ردا　　بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

روئے شاہ کو دشت میں نبی　　اور گلے مِلے ہنس کے اُمّتی
پردے میں رہے ہند بے حیا　　بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

دَم گُھٹا ہوا دل پھٹا ہوا　　گھر لُٹا ہوا سر کُھلا ہوا
چہرے پر ملے خاکِ کربلا　　بنتِ فاطمہ دَر بدَر پھرے

*****

واویلا صد واویلا سر پیٹو مجبو واویلا

واویلا صد واویلا سر پیٹو مجبو واویلا

کرو ماتمیو یہ کہہ کے بکا سر پیٹو مجبو واویلا

ماتمِ سیدالشہداء ؑم

اے یارو یہ سرور کا ہے غم اِس غم میں کرو آنکھیں پر نم

کچھ کام نہ ہو اِس غم کے سوا سر پیٹو مجبو واویلا

روتے ہیں نبی ان روزوں میں روتے ہیں علی ان روزوں میں

سر پیٹ کے کہتی ہے زہرا سر پیٹو مجبو واویلا

روتے ہیں شہ کو جِنّ و بشر گریاں ہیں فرشتے سب یکسر

افلاک سے یہ آتی ہیں صدا سر پیٹو مجبو واویلا

ان روزوں مجبو سرور کا — سب گھر کا گھر برباد ہوا
کیا کیا سہی شہ نے بلا پہ بلا — سر پیٹو مجبو واویلا

پہنچے جو میانِ کرب و بلا — مع خویش و اقارب شاہِ ہدی
کیا ان پہ پڑا رن میں صدمہ — سر پیٹو مجبو واویلا

*****

وہ فاطمہؑ کا لال تھا جیسے پانی نہیں دیا

وہ فاطمہؑ کا لال تھا جیسے پانی نہیں دیا
بدلا یہ کوفے والوں نے احسانو کا دیا

عظمت حسین کی کوئی پوچھے رسول سے
بِٹھلا کے اپنے کاندھے پہ رتبہ بڑھا دیا

سجدے میں تھے رسول اور تھے پشت پر حسین
جب تک تھے پیٹھ پر حسین اُنچا نہ سر کیا

نانا کو اِس نواسے سے بے حد پیار تھا
پیارے حسین کو کبھی رونے نہیں دیا

اُمت نبی کی دیکھیئے کیسے ستم کرے
مظلوم بے خطاء کو ہے رن میں رُلا دِیا

وعدہ کیا تھا نانا سے بے کس حسین نے
ہیں کربلاء میں آ کے وہ وعدہ وفاء کیا

بیعت نہ کی یزید کی ہرگز حسین نے
بدعت کے اُن چیراغوں کو خوں سے بجھا دیا

پیاسے تھے تین روز کے مہمانِ کربلاء
اَفسوس وقتِ ذبح بھی پانی نہیں ملا

حلقِ حسین بارہا تھے چومتے نبی
ہیں اُس گلے پہ شمر نے خنجر چلا دیا

کوثر کے وہ دھنی تھے نہ پہچانے ظالموں
آلِ رسول پر ہیں یہ کیسا ستم کیا

گھر فاطمۃ کا لوٹ کر بازار تھا بنا
بیمار کے بستر کو بھی رہنے نہیں دیا

بے اِذن جن کے گھر میں نہ آتے تھے جبرئیل
کربل میں اُنکے خیموں کو ہےئے ہےئے جلا دیا

جن بیبیو کا سایہ بھی ہو دیکھنا محال
اُنکی رداءِ چھن کر بے پردہ کر دیا

مولی مفضل سیف دیں داعیء پنجتن
ماتم ہے فرض حسین کا شہ نے سکھا دیا

برکاتو رحمتوں کے سمندر شہ سیفِ دیں
تا حشر اُنکو شادماں رکھنا اے کبریا

۳۷۷

ایسا ستم اے ادنی نہ دیکھا زمانے میں

سر کاٹ کر تھا نیزے پر شہ کا چڑھا دیا

*****

ياكربلا ياكربلا ياكربلا

ياكربلا ياكربلا ياكربلا　　كاٹا گيا شبّير نا سوكھا گلا

وبكا عليه اللؤلؤ المكنونو　　مؤمن نا دل ماكِم اوٹھے نہ زلزلا

ديكھي رھيا تھا شاه نے زينب بهن　　جيا رے شمر نا بار رگڑاؤ چلا

شادي سكينه ني تھئي بيوه بنا　　موكي دلهن نوهاتھ دولها چھے چلا

آيا سكينه مشكيزه تھاما هوا　　پاني پلاؤ عمّو چھے سوكھا گلا

بھائي پدهارو رن سي آوي چھے صدا　　سرور نے سون دِكھلاوے منهغازي بھلا

سوكھي زبان چوسي لو سرور ير كهيو　　اكبر جيوا رے رن سي چھے پاچھا ولا

لاشه پسر نا ديكھي بولا شاهِ ديں　　باوا سنبھالے كيم كليجه نے بھلا

بچّه دِكھاوي پاني مانگے چھے شها　　كم چھے قيامة سي گھڑي آسون بھلا

دفن كري نے قبر ما بولا شها　　پياسا رهيا پياسا هي دنيا سي چلا

لرزي زميں نے آسمان ڈھائي گيا　　كند چھري نيچے چھے ير سرور نا گلا

مؤمن قيامة ني گھڑي آوي گئي　　سجدة ما تھا جر وقت نازو نا پَلا

كوئي بچاؤ بھائي نے بولا بهن　　بوڑھي چُھوري سي شمر كاٹے چھے گلا

ديكھي نے چهره حزن ما ير شاه نا　　پتّھر ني آنكھو تھي آنسون چھے چلا

ماتم کرے چھے شاہ بُرھان الھدیٰ　　روئے چھے سگلا نے رولاوے چھے شہا

مولیٰ جمالي ني سوني لو ا صدا

جلدي بولاؤ اهنے شاہِ کربلا

*****

یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

سجدے میں قتل ہوتے ہیں زہرا کے گلبدن حسین
ماتم کو اے مؤمنوں روتے ہیں پنجتن حسین
یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

زخموں سے چور جسم ہے پیاسے ہیں بے وطن حسین
تپتی زمینِ کربلا مظلوم بے کفن حسین
یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

آنکھوں کا نور چھن گیا اکبرِ نو جواں چھُٹے
غازی کے قتل سے کمر خم ہوئے خستہ تن حسین
یا مصطفیٰ یا مرتضیٰ یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

پانی جو مانگے تیر سے اِک شیر خوار قتل ہو
امت کی بخشش کے لئے کرتے رہے سہن حسین
یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

سینہ ء پاک پر چڑھے شمرِ لعین آپ کے
ہر جاں نثار کیوں نہ ہو ماتم میں سینہ زن حسین
یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

تسبیح یاحسین کی ماتم کے ساتھ ہم کریں
آقا برہان دین کا ہے قوم سے سخن حسین
یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمۃ یا حسن یا حسین

مولی برہان دیں سدا باقی رہیں انہیں سے ہے
رحمتِ دو جہان کا باقی سدا چلن حسین
یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

علی کی اور آپ کی دہلیز چوم لے سلام
خاکی غلام کے لیئے خوش بختی دہن حسین
یا مصطفی یا مرتضی یا فاطمہ یا حسن یا حسین

*****

یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا
یہ تو شبیر کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

دشت میں ہوگا کوہ میں ہوگا
خلوت میں اَنبوہ میں ہوگا
ہر مؤمن کے گھر میں ہوگا
یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

دشت میں دَر میں بِحر میں بر میں
غنچہ و گل میں شاخ و شجر میں
ابر و شرَر میں شمس و قمر میں
یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

ظلم کی اُٹھیں لاکھ گھٹائیں
بدلے زمانہ لاکھ ادائیں
ہم سہلینگے ہنس کے جفائیں
یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

ذکرِ شہیداں سب کو سنا دیں آہ و بکا سے درد جگا دیں

ماتم سے دنیا کو ہِلا دیں یہ تو مظلوم کا ماتم ہے کم نہ ہوگا

*****

یہ ماتم سدا رہے یہ غم یہ عزا رہے

یہ ماتم سدا رہے یہ غم یہ عزا رہے
دلِ داعیِ ٔ فاطمہؑ خوش ہم سے ہوا کرے

١. پتھر کا کلیجہ ہو اِس غم سے پگھل جائے
اِن آنکھوں سے کیوں خوں کا دریا نہ اُبل جائے
اطفالِ حرم پیاسے اور دریا بہا کرے

٢. عباس تیرے غم سے ٹوٹی ہے کمر شہ کی
کِس طرح اُٹھائینگے میت علی اکبر کی
خیمے میں پہنچ جائے سرور اب خدا کرے

٣. شبیر کے ہاتھوں پہ دم توڑ گئے اصغر
کھودی ہے قبر چھوٹی کچھ سوچ میں ہے سرور
اِک باپ کلیجے کو کِس طرح جدا کرے

٤. جب رن میں لگی برچھی اکبر کو کلیجے پر
خیمے میں گِری زینب بے حال ہوئے سرور
ہم شکلِ پیمبر ہے کوئی تو حیاء کرے

٥. زینب نے کہا بھائی کیا ہے یہ گھڑی آخر
یہ جان لوٹانے کو ہے بہن تیری حاضر
سب چھوڑ چلے ہمکو اب ہم کیوں جِیا کرے

٦. شبیر تیرے ہاتھوں اُمت کی شفاعت ہے
آخر یہ عمل تیرا تو رب کی مشیت ہے
سجدے میں کٹے گردن اور لب سے دعاء کرے

٧. پامال ہوا لاشہ اور تن سے جدا سر ہے
بے دفن ہے ماں جایا سر نوکِ سناں پر ہے
چادر بھی نہیں سر پر زینب کیا فدا کرے

۸. پہنے ہوئے زنجیریں گِرتے تھے سنبھلتے تھے
چُبھتے ہوئے خاروں سے کچھ پل جو ٹھہرتے تھے
دِر مارتے تھے ظالم عابد جو رُکا کرے

۹. یہ شانِ عزاداری یہ زورِ بیانِ غم
اے سیفِ ہدیٰ سرور پُر جوش تیرا ماتم
تا حشر تیری مولیٰ رب طولِ بقا کرے

۱۰. اِس فخر پہ جیتے ہیں مولیٰ تو ہمارا ہے
تیرے نام کی تسبیح ہے تیرا ہی سہارا ہے
تیرے نام سے ہر مشکل حل مشکل کشا کرے

عشرة اهبة

۱۱. اِس شان کی مجلس ہے دنیا میں کہیں کہہ دو
آؤ اے عزاداروں مولیٰ کی طرف دیکھو
اک آنسوں کے بدلے میں جنت جو عطاء کرے

۱۲. کوئی شغل نہیں ہوگا ماتم کے سوا مولی
کچھ یاد نہیں ہوگا اِس غم کے سوا مولی
لبیک کہینگے ہم تو جب بھی نداء کرے

۱۳. محبوب رضا شہ کی مطلوب عطاء شہ کی
یہ کلمہء حق عابدؔ تو جاں میں بسا اپنی
سو جاں سے فدائی نہ حق شہ کا ادا کرے

*****

یہ نہ پوچھو غمِ حسین ہے کیا

یہ نہ پوچھو غمِ حسین ہے کیا
اِس سے ہی ہے وجود عالم کا

دل سے جس نے لگایا اِس غم کو
اُس کو دنیا کا کوئی غم نہ مِلا

شورِ ماتم تھا عرش اعظم پر
روزِ عاشور روزِ محشر تھا

آنسوؤں کا اُٹھیگا اِک طوفان
جب بھی عاشور کا بیاں ہوگا

پتھروں سے بھی خوں نکلتا تھا
کربلا میں ستم کچھ ایسا ہوا

جس کے غم میں ہیں گریاں جِنّ وملک
اُس سے بڑھ کر بھی کوئی غم ہوگا

دوشِ احمد پر جو سوار ہوا
گھوڑے سے وہ حسین رن میں گِرا

جس کو کہتے ہیں ناطقِ قرآں
سینے پہ اُسکے شمر بیٹھا تھا

آسماں رویا اور زمیں روئی
سجدے میں شہ کا جب گلا کاٹا

جس کی پوشاک آئی جنت سے
کربلا میں اُسے کفن نہ مِلا

اُس کے سر کو چڑھایا نیزے پر
جس نے اسلام کو بلند کیا

انبیا کربلا میں روئے ہیں
دل میں سب کے حسین کا غم تھا

سجدے میں کی دعا حسین نے جو عاصیوں کو اُسی نے بخشایا

ایسا ہم بھی یہاں کریں ماتم مرحبا کہہ دے خود رسولِ خدا

مرحبا کہہ دے خود شہ سیفِ ہدی

جان اِس غم میں اَدنی دے کے کہے

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

*****

یوں کربلا میں لُٹ گیا کنبہ حسین کا

یوں کربلا میں لُٹ گیا کنبہ حسین کا
محتاج ہے کفن کو بھی لاشہ حسین کا

بھیاّ تمہارے مرنے سے ٹوٹی میری کمر
بھائی کی لاش پر تھا یہ نوحہ حسین کا

یہ کہہ اپنے خیمے سے زینب نکل پڑی
سر کٹ رہا ہے اب میرے بھیاّ حسین کا

حیرت ہے کیوں زمین پر گرتا نہیں فلک
پائے شمر لعین ! اور سینہ حسین کا

کچھ اِس طرح اسیر کیا فوجِ شام نے
کانٹوں پہ چل رہا ہے یہ بیٹا حسین کا

آیا ہے آج وقت یہ کیسا حسین کا
دَر دَر پھرایا جاتا ہے کنبہ حسین کا

واللہ جان بوجھ کر کاٹا سرِ حسین
کیا جانتا نہ تھا کوئی رتبہ حسین کا

ایک بچیّ قید خانے میں کہتی تھی شمر سے
اب تو دِکھا دے سر میرے بابا حسین کا

*****

الداعي الاجل سيدنا مفضل سيف الدين طعش

مدائح

١٤٣٧

Main Index فہرست

Updated on Thursday, July 07, 2016

This Collection Will Get Regular Update Time To Time

+96597214514

مدائح

ا	ب	ت	صفحہ رئیسی		
ث	پ	ج	چ	ح	خ
د	ذ	ر	ز	س	ش
ص	ض	ط	ظ	ع	غ
ف	ق	ک	گ	ل	م
ن	ھ	و	ی		

صفحہ رئیسی

رقم	مطلع	صفحة
.١	آقا مفضل نا چہرہ روپالا ، چمکے چھے اھما نورِ خدا	٧
.٢	اے رب تو مفضل شه ني طول بقاء كرجے	٩
.٣	اے رُخِ پنجتن تم سلامت رہو	١١
.٤	اے شہ عالی قدر ہم آپ پر قربان ہیں صوت الایمان ٥٣	١٤
.٥	اے مولی تیری اِک نگاہِ کرم نے صوت الایمان ٥١	١٧
.٦	اے مولی مفضل اے داعي الحسين	١٨
.٧	برهان الدين نا جاني گھنو جيؤو گھنو جيؤو	٢١
.٨	برهان دیں نا دلبرا مولی مفضل چھے	٢٤
.٩	تجھے جب شہ بحر و بر دیکھتے ہیں صوت الایمان ٥٢	٢٦
.١٠	تجھ سا پیدا ہو کہاں ایک ہزاروں کے بیچ صوت الایمان ٥٢	٢٨
.١١	تیرے رخسار سے اے نورِ نور پنجتن نکلے	٣٠

.١٢	جهكاوينے ا پيشاني همين لبّيك كهئيے چهے	٣٣
.١٣	حسن آپکا اے مفضل شہنشاہ نظر نہ ہٹانے کو دیتا ہے ہمکو	٣٦
.١٤	حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی صوت الایمان ۲۲	٣٨
.١٥	داعی عالی قدر ہے یہ محکم یقیں	٤١
.١٦	دم مفضل کی محبت کا سدا بھرتے ہیں	٤٣
.١٧	دین و دنیا میرے حضور سے ہے صوت الایمان ۵۲	٤٥
.١٨	ساقیاں مہ جبیں ، ماہ رو ، نازنین صوت الایمان ۵۲	٤٧
.١٩	سیف الهدی تجھکو جاہ و جلالت مبارک مبارک میلاد ١٠٥/٧/٢	٤٩
.٢٠	سیف الهدی مولانا ورسو رهو صحة ما	٥١
.٢١	سیف دیں سیّدنا احساں تمارا چھے گھنا	٥٤
.٢٢	شاہ برہان دیں کے جانی	٥٨
.٢٣	شاہ سیف الهدی اِس جہاں سے تیرے پرچم تلے چلتے چلتے	٦١
.٢٤	شاہ سیف الهدی تیرے دم سے	٦٣
.٢٥	عجب تازگی آج گلزار میں ہے صوت الایمان ۵۲	٦٥

٣٦.	گلشن یہ سیف دین کا جنت سے کم نہیں	٦٨
٣٧.	لَبَّيْكَ يَا دَاعِيَ اللهِ ، لَبَّيْكَ دَاعِيَ الْحُسَيْنَ	٧١
٣٨.	لَبِّيك يا داعِي الله	٧٣
٣٩.	مانند عندلیب کے ہوں نغمہ زار میں صوت الایمان ۵۲	٧٦
٤٠.	محمد کے پیارے مبارک مبارک	٧٨
٤١.	مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی	٧٩
٤٢.	مفضل شاہ کی نظر کرم ہو	٨١
٤٣.	منت کرو عنایت اک قطرہ بس عسل کا صوت الایمان ۵۳	٨٣
٤٤.	میلادِ سیف دین چھے فرحة ما مؤمنین چھے	٨٦
٤٥.	نعمتوں میں پلتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے	٨٧
٤٦.	ہزاروں طِب کے نسخوں سے تیرا دیدار اچھا ہے	٨٩
٤٧.	ہم کرتے ہیں اِس شاہ کے سایہ میں بسر ٹھنڈ صوت الایمان ۵۱	٩١
٤٨.	وِرد سیف الہدیٰ کا کرتا ہوں	٩٣

.۳۹	یہ داعی مفضل محمد کہ داعی	۹۴
.٤٠	یوں مفضل سیف دیں کے دور کا آغاز ہے	۹۷

اقاۤ مفضل نا چهره روپالا ، چمکے چھے اهما نورِ خدا

اقاۤ مفضل نا چهره روپالا ، چمکے چھے اهما نورِ خدا
اوۤے نظر اهما برهان دیں ، بواجي صاحب داعي الهدی

قدر ني راتے جنمايا يہ شه ، نام مفضل كيدو عنايت
دستخط ساتھے سيف دين جَديہ ، عالي قدر اهنے كيدا سدا

جَد نا اِشارة حِكمية اهنا ، فضل نا اوپر كيدي دلالة
سِلكُ النَّص ما اهنے پِيرووي ، ديدي سب نے حق ني صدا

خُلقِ عظيم پر نشوو نما ، كيدي اهني باوا يہ
محمود تھاسے خَلق ما يہ ، اهوي سُناوي اذاں ني نِداء

غُرُّالشُّؤون نا فنون چھے حاصل ، ماہِ حِبر چھے مولی مفضل
واحد ني لاگے چھے اهنے سمت ، چھے سینکڑو انسانو ما جُدا

اوي جنودو الله اهني ياري ، ما مولی سیف دیں آقا
حجة ني قاطع تلوار سي ، زير كرے چھے سگلا عِداء

اوے محبِّیں دنیا نا کونا کونا ، سي لیوا سیف دیں مولی
مُعطي المُنی نا اَلطاف ني ، نظرة رحيمية ني نَدا

شيرين پڑھي نے صلوات کرجے ، هر آں دعاء صحت ني قصر ما
باقي رهے مولانا مفضل ، مؤمن نا درمیاں طول المَدی

*****

اے رب تو مفضل شه ني طول بقاء كرجے

اے رب تو مفضل شه ني طول بقاء كرجے
جِل باب حفاظة نا يه شه نے عطاء كرجے
طيّب ني تجلّي سي مخصوص كرا كرجے
طيب سي شفاء هن يه مولى ني لِقاء كرجے
مولانا محمد شه نا عِلمي اِناء كرجے
يه عِلمي اِناء نے رب كوثر سي بهرا كرجے
شامل اهني مرضي ما طيّب ني رضاء كرجے
طيّبية دعوة ني يه شه سي بهاء كرجے
انوار سي اهنا تو هر نفس ني جِلا كرجے
يه شه نا وسيلة سي رب دور بلاء كرجے
عالَم ما يه مولى ني مشهور ثناء كرجے
تو فوق السّماء اهنا خيمة ني عَلا كرجے

عالَم ما بلند يہ شه سي حق نا لِواء كرجے
مضبوط يہ مولى سي كُل حق ني بِناء كرجے
دَيوا ما هِداية نا يہ شه ني ثناء كرجے
بيماري ما مرحم يہ آقا ني شفاء كرجے
برهان دين مولى ني آنكھونہ ني ضِياء كرجے
كامل تو يہ مولى ني راحة نے هَناء كرجے
يہ شاه نا دشمن نے ذِلّة سي فَناء كرجے
حظ ما تو مُحِبّي نا فردوسي فِناء كرجے
صلوات پڑھي شيرؔين هر آن دعاء كرجے
اے رب تو مفضل شه ني طول بقاء كرجے

*****

اے رُخِ پنجتن تم سلامت رہو

۱. اے رُخِ پنجتن تم سلامت رہو ۔ دُھن میں تیری جہاں کو بھولا دینگے ہم
تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو ۔ تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

۲. تیرے گل رنگ چہرے کی تابندگی ۔ دیکھنا اہلِ دین کی ہے بندگی
تجھ پہ تن من سے قربان جائیں ہم ۔ اِس لیئے رب نے کی ہے عطاء زندگی
تیرے قدموں میں فریاد کرتے ہوئے ۔ مولی ایک نظر کی صدا دینگے ہم

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

۳. سن لے شِیرینیاں تیری آواز کی ۔ دیکھ لے ہر جھلک تیرے انداز کی
تیرے تخت نشینی کے جشن میں ہم ۔ دیں بدھائی نیابت کے آغاز کی
احتفالات کو مدحتو کی تیرے ۔ ساری رنگینیوں سے سجا دینگے ہم

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

٤. تیرے دیدار سے ذوقِ تمکین ہے ۔ دل یہ مانندِ گلزار رنگین ہے
اور مسرّات و بہجت میں پھولا پھلا ۔ تیرے الطاف سے گلشنِ دین ہے
دیکھ صورت کو جی بھر کے شام و سحر ۔ حسرتوں کے دیئے سب بجھا دینگے ہم

۵. جس پہ تیری نگاہِ نوازش پڑے
اُس پہ یمن و سعادت کا بارش پڑے
اُس کا ہر کام ہو ، دَر جہاں نام ہو
ہر نحِس کی بھی اُلٹی ہی سازش پڑے
اِک تمہاری نظر کا اشارہ ملے
اپنی قسمت ملک سی بنا دینگے ہم

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

٦. تجھ میں برہان دیں شہ سی ہی بات ہے
ہوبہو نور سی نور کی ذات ہے
حق سے فضل کی تجھکو ہی امداد ہے
تیرے دشمن کی کیا کوئی اوقات ہے
مولی مولی کے نعروں کی دے کے صدا
دشمنو کو حسد میں جلا دینگے ہم

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

٧. تو سفینہء دعوت کا قبطان ہے
اور مُلکِ ائمۃ کا سلطان ہے
فاطمی طرز و شاہی کی تِبیان ہے
اور مِسکِ نیابت کی برہان ہے
روحِ لیلۃِ قدر کی تعبیر میں
تیری قدر کو سجدہ بجا دینگے ہم

تم سلامت رہو ، تم سلامت رہو

٨. ہو مبارک مبارک مبارک شہا
عرشِ دعوتِ حق پر تجھے استواء
لیلۃُ القدر آتی رہے جب تلک
رب سے تیری بقاء کی رہیگی دعاء
گِرہ سالی مناتے ہوئے ہر برس
مدح کے موتیوں کو لٹا دینگے ہم

۹. اَن گنت تجھ پہ **کاتب** ہے شہ کی نِعم　　　ہے قلم پر تیری اِنکا دستِ کرم

یہ ہی رب ہیں تیرے، یہ ہی معبود ہیں　　　اِنکی خدمت ہے ایمان، حب ہے دھرم

حشر میں ہو سؤالِ نعیم اگر　　　تیرے نام کا کلمہ سنا دینگے ہم

تم سلامت رہو، تم سلامت رہو

*****

اے شہ عالی قدر ہم آپ پر قربان ہیں

اے شہ عالی قدر ہم آپ پر قربان ہیں
آپ ہی مولی ہمارے آپ ہی پہچان ہیں
آپ ہیں عاشر کی سیما ہم ندم کی ذات ہیں
ہم گنہ گاروں کے خاطر اک کرم کی ذات ہیں
آپ رحمت ، ہم قصور و عجز کے عنوان ہیں
آپ ذاتُ النّور ہو اور ہم ہیں طالب نور کے
آپ سے روشن ہیں جلوے صاحبِ مستور کے
آپ ابداعی ملک ہم خاک کے اَرکان ہیں
ساقیِٔ کوثر ہو ، علمِ حق کے ہو نعم الاِناء
ہم خیالِ جام میں ہیں ، تم سَلوٰیٔ کی ضیاء
آپ کے مکھڑے میں جنت کے عیاں بستان ہیں

آپ ہو عالِم ،فتی کامل ،خضر کے ہم صفات
آپ سے روشن ہے عالم کے لیئے راہِ نجات
آپ کی طاعت کے خاطر ہم ہوے انسان ہیں

چاند تک جانے میں دانائی بھلا کِس کام کی
خود وہ مدحت میں کرے تسبیح شہ کے نام کی
ہم شریکِ آشنائی چاند کے ، ہر آن ہیں

آپ پالنہار ہو ہم فیض کے محتاج ہیں
آپ کے فضل و کرم سے جو بھی ہیں ہم آج ہیں
آپکے سائے تلے ہر غم سے ہم انجان ہے

آپ کُل عشقِ اِلٰہی ، ہم تو دیوانے سہی
آپ ہو شمعِ ہدایت ، ہم بھی پروانے سہی
آپکی الفت سے پاتے درجہ ءِ ایمان ہیں

آپ ہو بخشش کے پیکر، ہم نظر کے ہیں فقیر
آپ ہو عزّۃ سراپا ، ہم قدر میں ہیں حقیر
آپ کی خاکِ قدم کے اہلِ دیں سُکّان ہیں

آپ میں تطہیر کی رونق سدا روشن رہے
آپ سے تنویرِ طیّب کی بہاء اَفگن رہے
آپ ہی برہان دیں کے جانشیں ، ہمشان ہیں

ہم رہے قاصر ، برہانُ الدّیں کی طاعت میں سدا
اور وہ ہر بار کرتے ہی رہے عفوِ خطاء
آپکے دامن سے اب وابستہ یہ دامان ہیں

تا ابد باقی رہو کاتبؔ کی ہے یہ آرزو
آپکی خدمت سے بال و پر میں ہو قوّت نُمو
آپ سے پرواز ممکن ،آپ ہی سلطان ہے

*****

اے مولی تیری اِک نگاہِ کرم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

اے مولی تیری اِک نگاہِ کرم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

اے منعم کل تیری پیہم نِعم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

ملا اِنکو رتبہءِ فصلُ الخطاب قضاء و قدر کو بدل دے شتاب

مقدّر رقم کرکے اِنکی قلم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

تیرے ساتھ کرکے حسین کا غم حسین کا کرتے ہیں دیدار ہم

حسینیۃ حضرت میں اِس چشمِ نم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

ہوئی تیری تدبیر جو عاشری وہ "لا لا" جو "لا" سے گئی مل گئی

تجھے بہ ندم ایک قولِ نَعَم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

رہے سیف دیں شہ سلامت سدا نیابت کے عرش پہ جلوہ نما

یہ مولی مفضل کے جاہ و حشم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

اے شاکر غنی کر دیا دوجہاں میں دھنی کر دیا ہمکو سارے زماں میں

تھے ذرّے مگر اِنکی خاکِ قدم نے کہاں سے کہاں ہمکو پہنچا دیا

*****

اے مولی مفضل اے داعي الحسين

اے مولی مفضل اے داعي الحسين　　اے برهان دين شاه نا نورِ عين
حسينا　حسينا　حسينا　حسين

عجب اۤپني چھے منوّر جبين　　اۤ سورت ني تھئي گئي چھے روشن زمين
حسين ني كرسے ذكر سيفِ دين　　حسين پر روسے اۤ سب مؤمنين
عَلم جر نو لهرايو في الخافِقين
اے مولی مفضل اے داعي الحسين　　اے برهان دين شاه نا نورِ عين
حسينا حسينا حسينا حسين　　عَلم جر نو لهرايو في الخافِقين

چھے چارے طرف مرحبا نو اواز　　كرے همنے تو مولی نا اوپر چھے ناز
فقط اۤپ چھے جگ ما بنده نواز　　حسيني شهادت نو جانے چھے راز
حسين تو چھے صَفوۃُ المصطفين
اے مولی مفضل اے داعي الحسين　　اے برهان دين شاه نا نورِ عين
حسينا حسينا حسينا حسين　　عَلم جر نو لهرايو في الخافِقين

ولادة تهئي اْپ شه ني يهاں   نے شادي ني تهئي چهے خوشي بهي يهاں

محمد يرِ وعظ بهي كيدي يهاں   گهني اْوے مجلس ني خوبي يهاں

كرِ سورت ما ماتم نو چهے شورِ و شين

اے مولى مفضل اے داعي الحسين   اے برهان دين شاه نا نورِ عين

حسينا حسينا حسينا حسين   عَلم جرِ نو لهرايو في الخافِقين

رهو اْپ باقي قيامت تلك   پهرے اْپنا امر سي اْ فلك

سنے اْپني وعظ قدسي ملك   دِكهاؤ حسين ني همنے جهلك

حسين پر هر دم هميں كريئے بين

اے مولى مفضل اے داعي الحسين   اے برهان دين شاه نا نورِ عين

حسينا حسينا حسينا حسين   عَلم جرِ نو لهرايو في الخافِقين

چلي اْج لطف سي بادِ صبا   اْ جامعة سيفية نا طُلباء

كهے اْپنے مرحبا مرحبا   عرض چهے محمد نا اے دلربا

هميں چوميئے اْپنا قدمين

اے مولى مفضل اے داعي الحسين   اے برهان دين شاه نا نورِ عين

حسينا حسينا حسينا حسين   عَلم جرِ نو لهرايو في الخافِقين

چھے عبدِعلي ایك ادنی غلام — ادب سي پڑھے آپ اوپر سلام

کرے رُکنِ اسود نو یہ اِستلام — لکھا اپني مدح ما آ کلام

مدح سي ملے اهنا دل نے چھے چین

اے مولی مفضل اے داعي الحسین — اے برهان دیں شاہ نا نورِ عین

حسینا حسینا حسین — عَلم جہ نو لهرایو في الخافِقین

*****

برهان الدين نا جاني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

برهان الدين نا جاني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

مفضل نورِ قدساني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

اے آقا آپ پر صدقے اے مولی آپ پر قرباں

چهو باوا آپ روحاني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

كري ديدو ا دعوة نوچمن پهل پهول سي آباد

پلاوي عِلم نا پاني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

امام العصر نا نائب ، خدا نا اسمِ اعظم ني

كروں ميں مدح مَن ماني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

هداية همنے آپ چهو ، سعادة همنے بخشو چهو

بِشارة دو چهو عقبى ني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

مَلَك چهو آپ ابداعي ، مَلَك قدسي تهيا ظاهر

لئي قالب ا اِنساني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

جو دیکھا آپ نے تو پنجتن طیّب زماں دیکھا

حقیقةً ھمیں جاني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

کتابُ العلم ما مولی علي یہ شه مفضل ني

گھني کیدي ثناء خواني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

گھنا ناز و نعم ما ھمنے پالو چھو نتھي طاقة

نعم پر شکر کرواني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

خدا نا دشمنو نے عالمِ دیں سي مِٹاوانے

مفضل شَیر یزداني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

جہنّم ما ھزارو سال جلسے آپ نا دشمن

کہے چھے سگلا قدساني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

پدر برھان دیں مولی جیوا مولی مفضل چھو

چھو بِلکل عقل نوراني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

امام العصر ني دعوة نا خاطر مؤمنیں خاطر

دعاء چھے ایم سگلا ني گھنو جیؤو گھنو جیؤو

يماني عبدِ خاكي ني چهے تسبيح رات دن مولى
زميں پر موكي پيشاني گهنو جيؤو گهنو جيؤو

*****

برهان دیں نا دلبر ا مولی مفضل چھے

برهان دیں نا دلبر ا مولی مفضل چھے
داعي چھے یہ تریپنّا نے نص سي مُکلل چھے
شانات دِکھاوے چھے برهانية سيفية
حسنات ذهبي نو یہ شه سي تسلسل چھے
دیدار مفضل تو مؤمن ني عبادة چھے
راحة انے تسکین ما مؤمن نا هرِاك دل چھے
مولانا مفضل نے اپے جہ عهد تو یہ
دنیا انے اُخری ما جنّة ما یہ هر پل چھے
انکار مفضل نو انکار خدا نو چھے
ملعون همیشه نو ابلیس یہ بالکل چھے
داعي یہ علي نا چھے سیف الهدی مولانا
جہ نام لے مولی نو مشکل اهني سب حل چھے
جنّات ما هر جانب گونجے چھے مدح شه ني
طوبی نا شجر اوپر نغمات ما بُلبُل چھے

سیف الهدی مولانا تا حشر رهو باقي

مؤمن ني دعاء اے رب هراٰن کهے دل چهے

برهان الدین خادم چهوں بس رات انے دن ما

برهان الدین سیف الدین تسبیح مسلسل چهے

*****

از قلم :ــ برهان الدین الشیخ علي اصغر خان صاحب

تجھے جب شہ بحر و بر دیکھتے ہیں

تجھے جب شہ بحر و بر دیکھتے ہیں
یہ شمی نظر سے بشر دیکھتے ہیں

بصیرت سے جب دیکھتے ہیں تجھے
یہ قالب میں قدسی سِیَر دیکھتے ہیں

تجھے دیکھ کر اے شہا سیف دیں
امامِ زماں مستقر دیکھتے ہیں

اے شمسِ ہدایت تیرے نور سے
منور یہ شمس و قمر دیکھتے ہیں

سمندر سے تیری عنایات کے
اے نائبِ حیدر گوہر دیکھتے ہیں

ہے فاطمی ابداعی جو مصر اِس میں
تجھے عرش پر جلوہ گر دیکھتے ہیں

زمین و سما شرق و غرب میں ہے تو
تو ہی ہے تو ہی ہے جدھر دیکھتے ہیں

محمد علی فاطمہ حسنین
اُنہیں خلد کا ہم شجر دیکھتے ہیں

اُسی خلد کے شجرت کا تجھے ہم
حقیقت میں خلدی ثمر دیکھتے ہیں

مدینہ ہے علم کا طیب امام
تجھے اِس مدینہ کا دَر دیکھتے ہیں

یہ دعوتِ طیّب کے جھولان میں
تجھے مثلِ شیرِ ببر دیکھتے ہیں

امامی تجلّی میں جب دیکھتے ہیں
تو حیرت میں اپنی فکر دیکھتے ہیں

محبت و اِشفاق کی شان میں
تجھے ہم حقیقی پدر دیکھتے ہیں

تیرے سر پہ تاجِ نیابت ہے جس میں | مُرصّع قدس کے دُرَر دیکھتے ہیں
ملائک جھگڑتے ہیں تفضیل میں جب | تیری والہانہ خطر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی علم لائے جو آدم | وہ اِس شاہ میں مدّخر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی تھی نبی کی عبادت | وہ اِس شہ میں شام و سحر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی تھی علی کی شجاعت | یہ شہ میں وہ ہی کرّ و فر دیکھتے ہیں
ہے کہتا کوئی شان و شوکت میں اِنکو | دعاتو میں طالع زَبر دیکھتے ہیں
کہا سب ملائک نے شہ کی ثنا ہم | بفرشِ بریں مستطر دیکھتے ہیں
شبِ ستر میں اِس سمائے ہدا پر | قمر سا مفضل پسر دیکھتے ہیں
تجھے عبدِ خاکی یمانی ہمیشہ | خدا کی عبادت کا گھر دیکھتے ہیں

*****

تجھ سا پیدا ہو کہاں ایک ہزاروں کے بیچ

تجھ سا پیدا ہو کہاں ایک ہزاروں کے بیچ
خوش نَوا گلشنِ وحدت کے ہزاروں کے بیچ
محفلِ دین کو بے مثل سنوارا تو نے
کیوں کہ بے مثل ہے تو حق کے سنواروں کے بیچ
جو حلاوت کہ تیری بات میں پاتے ہیں ہم
کب وہ موجود ہے طائف کے اَناروں کے بیچ
اے تقی اِبنِ تقی اِبنِ تقی اِبنِ تقی
تحفۃ العصر ہو تم زُہد ِشعاروں کے بیچ
گر تیرے فیض کا اِمداد نہ ہوتا تو کہاں
فقرا پاتے مکاں اہلِ یساروں کے بیچ
خلق میں ہیں تیرے احسان و سخا کی باتیں
ہے رَواج اُن کا ہی اَلسُن کے بزاروں کے بیچ

یہ جو ہے عبدِ علی شاہ کا ہر دم ہمدم

ہے یہ امید کے ہو ایک ہزاروں کے بیچ

*****

تیرے رخسار سے اے نور نورِ پنجتن نکلے

تیرے رخسار سے اے نور نورِ پنجتن نکلے
تیرے لب سے لبِ شیریں شہد جیسے سخن نکلے
ہے دریا تو سخاوۃ کا ، ہے چشمہ تو ہدایت کا
تیرے آبِ شفاء سے مرض جتنا ہو کٹھِن نکلے
نہیں ممکن تیرے دیدار کے بن شمس کا جلوہ
تیرے رخ سے مدد لے کر مہر ہر ایک دن نکلے
اے مولی تو جہاں جائے مظاہر خوب دِکھلائے
قدم رنجہ جہاں ہو وہ زمیں باغِ عدن نکلے
پھراوے دست رحمت کا تو کایا ہی پلٹ جائے
ہو جتنا غم زدہ اک لمس سے سارے حزن نکلے
ہدایت تو جو سمجھاوے ، حقیقت تو جو بتلاوے
تیری ذاتِ الٰھیۃ سے سارے علم و فن نکلے

شبِ میلاد پردے سے دِکھائے نور کا جلوہ

قدر کی رات میں عالی قدر داعی الزّمن نکلے

جناں سے حور اور املاک نکلے سب قطاروں میں

زمیں میں تیرے دَر کی اور سارے انس و جن نکلے

محبت کا علم لے کر تیری نورانی حضرت میں

مبارک بادیاں دینے بچھا کر ہم نین نکلے

تہانی دینے آئیں سب تیری چوکھٹ پہ خوش ہوکر

مبارک سیف دیں مولی زباں سے اک ہی دُھن نکلے

تیرے الطاف کے طالب تیرے دیدار کے مشتاق

نچھاور کرنے تجھ پر جان و دولت مرد و زن نکلے

رہے باقی میرے مولی ہزاروں سال صحت میں

جہاں تک مشرق و مغرب کی جناب سے پون نکلے

تیری مدح و ثناء کی شاں نرالی ہے جو گر کوئی

ہو بے سُر پھر بھی تیری مدح لب سے پر لحن نکلے

تمنّا ایک ہی ہر دم تیرے دل میں حسینؑ رکھنا

محبت اور فدائیۃ میں تن من اور دھن نکلے

*****

جهکاویئے ا پیشاني همیں لبّیك کہئیے چهے

جهکاویئے ا پیشاني همیں لبّیك کہئیے چهے
محمد نا ا جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے

حسیني غم طرف سیف الهدی همنے بلاوے چهے
نے کوثر نا محبّة سي پِیالاؤ پلاوے چهے
یقیں سي ایم جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
محمد نا ا جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
فکر مؤمن ني چهے مولی نے دنیا ما نے عقبی ما
جمارے فیض نا لقما چهے برکة یہ لقمة ما
حقیقي ا معاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
محمد نا ا جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے

پدهارا کربلا سبطِ نبي تاريخ بيجي چهے
آ شه ير تو سبب تاريخ بيچي فرض کيدي چهے
حسيني آ مغاني نے هميں لبّيك کهئيے چهے
محمد نا آ جاني نے همیں لبّيك کهئيے چهے
وه اهلِ بيت طٰه نے انے اصحاب سرور نے
وه عباسِ دلاور نے وه دولها نے ، نے اصغر نے
وه اکبر ني جواني نے همیں لبّيك کهئيے چهے
محمد نا آ جاني نے همیں لبّيك کهئيے چهے
وه سبطِ مصطفى ير طف ما کيدو چهے وفاء وعدو
همارا واسطے کربل ما سجدة آخري کيدو
ير سجدة ني نشاني نے همیں لبّيك کهئيے چهے
محمد نا آ جاني نے همیں لبّيك کهئيے چهے

بلاؤ چهو مجالس ما ، چهے مولی اٰپنو احساں
اے مولی اٰپجو توفیق همنے مانیئے فرماں
تماري مهرباني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
محمد نا اٰ جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
رهے عالي قدر باقي حسیني غم کراوا نے
هیولی نا اٰ دریا سي چهڑاوا نے چڑهاوا نے
اٰ شه ني پاسباني نے همیں لبّیك کہئیے چهے
محمد نا اٰ جاني نے همیں لبّیك کہئیے چهے

*****

حسن آپکا اے مفضل شہنشاہ نظر نہ ہٹانے کو دیتا ہے ہمکو

حُسنُ آپکا اے مفضل شہنشاہ نظر نہ ہٹانے کو دیتا ہے ہمکو
کہے معرفت کے اہل یہ تو حقاً ہے ابداعی حُسن ابداعی لالا

ہے محفوف اِطلاقی ہر منقبت سے حُسُن ہے نیابت کا ایسا یہ شہ کا
ہے مَوہُوب اللہ سے حُسن النجابت ، ہے یہ تو محمد کے پاک سُلالت

ہے اِنکے حُسُن کی تو تحسین ایسی عظیمۃ خُلُق ہے جبلت یہ شہ کی
سُلوک کی تاثیر سے آپکے عوالم میں مؤمن کا بول ہے بالا

ستر کے یہ چاند مفضل شہنشاہ ، کی روشن مساعی جلیلۃ سے دعوت
امامیۃ فاطمیۃ میں ہمیشہ ظہور کا رہتا ہے ہر دم اُوجالا

عجب اُنکا اَولویۃ کا حُسُن ہے نبی کے فضل سے ہے مخصوص داعی
محبین کے انفس اور اموال سے بنے ہے نبی کی مثل آپ اولی

ہے جاذبۃ ذات مُطہّرۃ شہ کی دلو کھینچے ایسے سب چاہتے رہیں
معیّۃ میں اِنکی تبرُّک کے خاطر ہے وہوار کا حسن شہ کا نرالا

رہے باقی تا روزِ محشر یہ آقا ادب سے کہے شیریںؔ پڑھ کے صلوات
یقیناً یہ خیر الدّعاء کو ہماری سنینگے اِلہُ الوری رب تعالی

✱✱✱✱✱

حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

بفضلِ محور توحید کامل ہو گئی گنتی
عدد کی اصل میں لاریب شامل ہو گئی گنتی
وِصالِ فرد سے قیمت کے قابل ہو گئی گنتی
کرم سے کسر ہووے دور سائل ہو گئی گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

ہے فطر و نحر خم و غم عجب رابع ہوئی گنتی
احد سے سبت تک کامل عجب سابع ہوئی گنتی
ہے روحِ عام شہر اللہ عجب تاسع ہوئی گنتی
ہے عین و غین کی معنی عجب جامع ہوئی گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

ز عیدُالفطر عید الحزن تک جو نادری گنتی
عجب تدبیرِ عاشوراء کی ٹھری عاشری گنتی
حسین خامسِ اھلِ الکساء ہے دائری گنتی
ہو ذکرِ کربلاء اپنے نفس کی آخری گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

تیرے احساں کی کثرت کو میری گنتی نہیں گنتی
تیرے دریا کے وسعت کو میری گنتی نہیں گنتی
بیانِ عجز فطرت کو میری گنتی نہیں گنتی
تیری افراطِ رحمت کو میری گنتی نہیں گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

بڑھی احسان شہ سے دھڑکن و دقّات کی گنتی
سمندر شکر میں قاصر کہاں ابیات کی گنتی
ہے حرمت دمع کی قرآن کی سورات کی گنتی
دعاء عمرِ آقا سے چلے ساعات کی گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

مفضل کے محبوں میں ہوئی صادقؔ تیری گنتی
حقیقی عشق والوں میں ہوئی عاشق تیری گنتی
ہمیشہ یاد رہنے کو ہوئی لائق تیری گنتی
کہ اب سابق سے حقاً ہو گئی لاحق تیری گنتی
حقیقی عید سے اپنی مبارک ہو گئی گنتی

*****

داعی عالی قدر ہے یہ محکم یقیں

داعی عالی قدر ہے یہ محکم یقیں
تیرے نقشِ قدم چومتے چومتے
منزلِ آخرت بھی ملیگی ہمیں
تیرے سائے تلے گھومتے گھومتے

تجھ میں جو نور ہے یہ وہی نور ہے
نور سے جسکے عالم یہ معمور ہے
ایک دن سارا عالم چلا آئیگا
تیرے در کا پتہ پوچھتے پوچھتے

جس کو تو مِل گیا اُسکو سب مِل گیا
پنجتن مل گئے دینِ حق مل گیا
خلد میں ہم پہنچ جائینگے بے خطر
تیرے نقشِ قدم ڈھونڈتے ڈھونڈتے

وہ تو اچھا ہوا نام ہم نے تیرا
اپنی کشتی پہ پہلے ہی لکھوا لیا
دور سے ہمکو طوفان تکتا رہا
بچ گئے آج ہم ڈوبتے ڈوبتے

داعی کے دشمنو غور سے اب سنو
راہ سیدھی چلو عقل سے کام لو
آج تک ایسا رہبر نہ تم لا سکے
ایک مدّت ہوئی گھومتے گھومتے

طول ہو عمر تیری اے شہ سیف دیں
گلشنِ قدس کے وِرد اور یاسمیں
قدس میں پہنچ جائینگے سب مؤمنیں
تیری بوئے جناں سونگتے سونگتے

*****

دم مفضل کی محبت کا سدا بھرتے ہیں

دم مفضل کی محبت کا سدا بھرتے ہیں
اور برہان ھدی شہ کی ثناء کرتے ہیں
جان مسرور زباں شاد ہو دل رخشنداں
اور فضاء مہکے جب اوصاف بیاں کرتے ہیں
امرِ نص پہ سرِ تسلیم ہے خَم خُم کی طرح
کر کے سجدہ اِنہیں اقرارِ نعم کرتے ہیں
صاحبِ عصر کی خدمت میں ہے ﭘﭽﭽﻮر سدا
ایک دو کیا ہیں پہر آٹھ بھی کم پڑتے ہیں
دستِ برہانِ ہدی سیفِ ہدی کے دم سے
دعوتِ حق سے نفاقی کے شجر کٹتے ہیں
جز محبت انہیں بندوں سے طلب کچھ بھی نہیں
اک قدم تم بڑھو یہ سو سو قدم بڑھتے ہیں

ناص و منصوص کے رتبہ کا جو انکار کرے
مثلِ حیوان وہ جیتے ہیں یوں ہی مرتے ہیں
اوجِ عشرت پہ محب آپکے رہتے ہیں سدا
دربدر کوچہ ؤ بازار عدو پھرتے ہیں
فیض برھانی موائد کا ہے بکھرا ہر سو
پُر شفاء پاک غذاؤں سے شکم بھرتے ہیں
اے خدا سیفِ ہدی کو تو سلامت رکھنا
شہ محمد کے وسیلہ سے دعاء کرتے ہیں
اے جمالی سوئے مولی جو چلے پوچھ اُن سے
پاؤں بھی راہِ محبت میں پھٹا کرتے ہیں

*****

دین و دنیا میرے حضور سے ہے

دین و دنیا میرے حضور سے ہے　　میری عقبیٰ میرے حضور سے ہے
ایک اِک سانس دِین ہے اُنکی　　جینا مرنا میرے حضور سے ہے
فیض برھانیہ موائد کا　　لقمہ لقمہ میرے حضور سے ہے
زرق بخشے شفاء عطاء کر دے　　سب عطایا میرے حضور سے ہے
رزق زیادہ یا کم کی بات کہاں　　دانہ دانہ میرے حضور سے ہے
ہے یہ نعمت علی کے مشکی کی　　دانہ دانہ میرے حضور سے ہے
کر کے ضیافت تیرے قدم چومیں　　اک تمنا میرے حضور سے ہے
کیا سروکار مجھکو غیروں سے　　میرا ناطہ میرے حضور سے ہے
فرش پہ چاند ابھی اُتر جائے　　گر اِشارہ میرے حضور سے ہے
گرچہ عاصی ہوں پر شفاعت کا　　اِک سہارا میرے حضور سے ہے
بھر دے دامن جو سائلوں کا وہ　　دَر علی کا میرے حضور سے ہے
قبر میں آکے تھام لینگے مجھے　　مجھکو بشرا میرے حضور سے ہے
یہ عزاء حسینی یہ ماتم　　غم کا خیمہ میرے حضور سے ہے

مانگو مانگو بقاءِ سیف ہدیٰ فضل رب کا میرے حضور سے ہے
جاری رکھنا نظر غلاموں پہ عرض ادنیٰ میرے حضور سے ہے

❋❋❋❋❋

ساقیاں مہ جبیں ، ماہ رو ، نازنین ، سیم بر حور عیں

ساقیاں مہ جبیں ، ماہ رو ، نازنین ، ِسیم بر حورِ عیں
مے پِلا دل نشیں ، لذّۃِ شاربیں ، شربتِ صالحیں

ساقیاں سیم ، بر شربتِ پُر اثر ، دے ہمیں جام بھر
جشن کی ہے سحر ، فرح ہے گھر بگھر ، شاد ہے ہر حسیں

شاہِ یہ سیف دیں تخت پر ہے مکیں ، مالکِ مُلکِ دیں
زبدہء سالفیں ، اَزہد الزّاہدیں ، شاہِ کرسی نِشیں

جلوہءِ طور ہو ، مصحفِ نور ہو ، حسن میں حور ہو
روحِ معمور ہو ، جسمِ کافور ہو ، رُخ ہے یوسف حسیں

شہ کی کیا میں ثنا ، بولوں اے رہنما ! ہے تو قدسی ضیا
نفسِ عالم فدا تجھ پہ ہو بارہا اے سلیمانِ دیں

اے خُجستہ سِیَر چرخِ دیں کے قمر ، شاہِ دیں پاک پر
معدنِ لعل و زر ، منبعِ جود تر ، جلوۂ مہرِ دیں

بول زینتؔ ثنا اِنکی ہر جا بجا ، عطرِ عرفاں لگا
پاؤں پر سر جھکا سب کہے جابجا ، آفریں ، آفریں

*****

سیف الهدی تجھکو جاہ و جلالت مبارک مبارک مبارک

سیف الهدی تجھکو جاہ و جلالت مبارک مبارک مبارک
سیف الهدی تجھکو عزّ و شہامت مبارک مبارک مبارک
بہتروی[۷۲] میلاد مولی مبارک مبارک مبارک مبارک

مالائک اترتے ہیں باغِ عدن سے پھولوں کو لیکر قدسی چمن سے
کہتے ہوئے سب مطہر دہن سے سیف الهدی تجھکو شان و کرامت
مبارک مبارک مبارک

میلاد کی ہے یہ قدسی مسرت چہرۂ دیں پر ہے خوشیوں کی نضرت
ظاہر ہے فتح و امامیہ نصرت سیف الهدی تجھکو رُشد و ہدایت
مبارک مبارک مبارک

صد آفریں تیرے عِلم و عمل پر　　صد آفریں تیرے فرض و نفل پر
صد آفریں تیرے قدسی شغل پر　　سیف الہدی تجھکو اَجرِ عبادت

مبارک　مبارک　مبارک

کوثر ہے تیرا بیاں کربلاء کا　　آنسوں تمہارے دریا عطاء کا
جانوں پہ ہے بس اثر کیمیا کا　　سیف الہدی تجھکو جود و سخاوت

مبارک　مبارک　مبارک

باقی رہو تم جہاں میں بصحت　　عنایت کرو ہم پہ نظرت برحمت
رہے باسلامت ابد لگ بنعمت　　سیف الہدی تجھکو بہجت و نضرت

مبارک　مبارک　مبارک

ہے جوہؔر کو تجھسے طلب ایک نظرت　　ہے مشہور تیرا کرم عالی حضرت
بحرِ کرم سے طلب ایک قطرت　　سیف الہدی تجھکو رحمت و رَأفت

مبارک　مبارک　مبارک

*****

سيف الهدى مولانا وہسو رهو صحة ما

سيف الهدى مولانا وہسو رهو صحة ما
وہسو رهو طيّب نا سايا ما ـے نظرة ما
وہسو رهو طيّب نا نازو ما ـے رأفة ما
اشفاق ني رونق ما اَلطاف ني بهجة ما
وہسو رهو طيّب نا انوار نا خيمة ما
وہسو رهو طيّب نا لحظاة ني كثرة ما
وہسو رهو نيابة نا افلاك ني رِفعة ما
معراجي منازل ني روحانية وُسعة ما
وہسو رهو طيّب سي قوسين ني قُربة ما
خوش تھايا كرے طيّب ديكھي تمنے سجدة ما
وہسو رهو طيّب ني حضرة طرف هجرة ما
وہسو رهو حج ما ـے وہسو رهو عمرة ما

ورسو رهو ابداعي اوصاف ني وحدة ما

ورسو رهو اِطلاقي شاهنشاهي ملكة ما

ورسو رهو اے مولى جبروة ني عِزّة ما

عظموت ني هيبة ما ملكوت ني شوكة ما

ورسو رهو اے مولى تسكين ني رَبوة ما

كل يُمن سعادة ره مولانا ني صُحبة ما

عليا نے مماجد ني ورسو رهو ذِروة ما

تقوى نا ملابس ني ورسو رهو زينة ما

محمود رهو ورسو سيف الهدى خلقة ما

مذكور رهو ورسو هر مؤمن نا لهجة ما

ديكهاتا رهو ورسو طيّبية صورة ما

موصوف رهو ورسو قراٰن ني سورة ما

شيرينؔ كهے اٰقا ورسو رهو نعمة ما

الله ني حفاظة ما ورسو رهو دعوة ما

ورسو رهو اے مولی صلواة ني نضرة ما

تسليم انے تعظيم تكريم نا روضة ما

*****

سیف دیں سیّدنا احساں تمارا چھے گھنا

سیف دیں سیّدنا احساں تمارا چھے گھنا
جوتا کروں اٗ کھال نا سجده بجاؤں شکرنا

هر جگه چارے جِبات چھے تماري شاه وات
مجلسو ما دن نے رات سب مدح ما گُنگنا

اٗوي نے کهے مؤمنیں جیوا تھا طاهر سیف دیں
تِیواجٓ چھے برهان دیں پیاسا چھے سب دیدار نا

پنجتن نا نور چھو دینِ حق نا طور چھو
موضِعُ الظهور چھو عَالَمُ الانوار نا

شان نا مشهور چهو　　　سعي نا مشكور چهو
عِلم سي بهرپور چهو　　　عَالِم چهو اَسرار نا

نائبِ ذي العصر چهو　　　نے خدا ني ذكر چهو
شاهنشاهِ مصر چهو　　　گويا معز چهو عصر نا

حافظُ القرآن چهو　　　عدل نا ميزان چهو
دين نا سُلطان چهو　　　وارث چهو فاطمي قصرنا

آنكهوں تهي ديكهو جائي چهے　　　سورج طلوع جر تهائي چهے
جگ ما يہ جگمگائي چهے　　　انوار لئي نے آپنا

حق تماري ذات چهے　　　ذات قدر ني رات چهے
كوثر تماري وات چهے　　　ميٹها چهے پاني يہ نهر نا

دل سي چهے هر دم نداء   شكر كيم ٿهائي اداء
گرچے ٿهاؤں ميں فدا   شكر ما والد نا

سَجَدَ وَجْهِي لَكَ   سمِعي كذَا جِلدي لك
لَحْمِي دَمي مُخِّي لَكَ   سيدنا يا رَبّنا

طَوِّل اِلٰهي عمره   اَكمِل اِلٰهي نَصرُه
مُدَّ اِلٰهي عَصرُه   اِسمع اِلٰهي دُعاءنا

مأذون دعوة قطب دين   جر ني چهے روشن جبين
برهان دين نا چهے يمين   پيارا چهے اهل الدين نا

مولانا كر جو دعاء   ٿهائي محبّة ما صفاء
عهد كروں هر دم وفا   پالوں قسم ميثاق نا

موتي جرونۡ هر علم نا　　دانه چُگو اخلاص نا
پھولونۡ لنونۡ میں قدس نا　　کھاؤنۡ پھلو فردوس نا

رحمة ني کرجو نظر　　زندگي تھاسے بسر
خدمة ما شام و سحر　　ٰا ولولة چھے قلب نا

باقرؔ نا چھے ٰا کلام　　اَدنی تھئي رهیس غلام
سجده دئي کریس سلام　　برهان دیں سیّد نا

❋❋❋❋❋

شاہ برہان دیں کے جانی

شاہ برہان دیں کے جانی تیری مدح کروں من مانی

تو اِک بشر ہے لیکن سراسر ہے نور تو قدسانی
ابداعی نور سے نور کے مظہر چمکے ہے تیری پیشانی

کرتے ہیں سجدہ جِس نور خاطر عالی ہر اِک اور دانی
تجھ سے نمایا نور ہے ہوتا جو نور ہے یزدانی

تجھ سا نہ پایا عقلِ رساں نے خلقت کو جب کے چھانی
عجز سے تیری اعجازی شاں کو ہے عقل نے پہچانی

قالب بشر کا لے زمیں پر آیا ملک روحانی
تجھ سا نہ پایا عقلِ رسا نے ساری زمیں جب چھانی

لے لے بلائیں حور و ملائک — کرتے ہے سب مدح خوانی
دربارِ عالی میں قدسیاں آکر — کرتے ہے سب دربانی

نورِ علی تیرا نور محمد — جسکا نہیں ہے ثانی
یہ نور قدسی ظاہر ہوا ہے — قالب میں ہے انسانی

نورِ مجسم عقل کا مسکن — ہیکل تیری قدسانی
صانع حکیم کی خلقت میں مولی — تو ہی ہے معنی المعانی

پہنچ کمال کی ٹونچ کے اوپر — تو ہو گیا لا ثانی
ہوتے امام تو چومتے مولی — تیری ہمیشہ پیشانی

طیب کو شوق ہے پردے سے آکر — چومیں تیری پیشانی
مولی برہان دیں تشریف لا کے — سنتے ہے یہ خوش بیانی

تیرے بیان میں شیرازی لذّت — تو ذوق ہے کرمانی
بنکے خضر کیا خوب پلایا — آبِ بقا کا پانی

شہزادے تیرے فضل و کرم میں — ہر ایک ہے لا ثانی
طولِ بقا ہو دَر پر ملائک — کرتے رہے دربانی

مولی مفضل کے اوپر ہمیشہ — سایہ رہے یزدانی
مولی مفضل ہے دونوں جہاں میں — مولی تیرے اے یمانی
مدح و ثنا کے موتی کی مالا — لایا ہے عبدِ یمانی

*****

شاہ سیف الہدی اِس جہاں سے ، تیرے پرچم تلے چلتے چلتے

شاہ سیف الہدی اِس جہاں سے ، تیرے پرچم تلے چلتے چلتے
پہنچ جائینگے جنت میں اک دن ، تیری مدح و ثناء کرتے کرتے

مال و زر لوٹ لیگا زمانہ ، کیسے لوٹیگا شہ کی محبت
رب سلامت رکھے یہ خزانہ کم نہ ہو یہ کبھی بھرتے بھرتے

تاجِ کسرا ہے کیا دو جہاں کی ، مال و دولت سکون نہ بخشے
چین مؤمن کو اک پل کہاں ہو ، دور تجھ سے بھلا رہتے رہتے

دشمنو ہمکو مولی سے اپنے تم نہ ہرگز جدا کر سکوگے
ہم تو مولی کے دل میں بسے ہیں ہاتھ رہ جاؤگے مَلتے مَلتے

پیشوا ہیں جہاں میں ہزارو ، قبر میں کوئی آتا نہیں ہے
صِرف سیف الہدی ساتھ دینگے ، منزلِ خلد تک چڑھتے چڑھتے

مؤمنیں کے یہ عقدہ کشاء کو ، اے خدا تو سدا شاد رکھنا
جو بلاء ہو پڑے دشمنو پر ، حشر تک ہو بقاء بڑھتے بڑھتے

شہ مفضل کی حرمت سے یارب ، رزق و روزی کے در کھول دے اب
تو تھکا نہ کبھی سنتے سنتے ، یہ تھکے نہ کرم کرتے کرتے

میرے مولی کے دَر کے سوی نہ ، کر کِسی دَر کا محتاج یارب
حالِ دل وہ میرا جانتے ہیں ، تھام لینگے مجھے گِرتے گِرتے

فاطمی داعی تیری محبت ، کی یہ روٹی تو حرزِ بلاء ہے
ظلِّ شفقت میں تیری رہیں ہم ، لقمۂِ فیض سے پلتے پلتے

کیا جمالی کو فکرِ جہاں ہو ، وہ تو عبدِ مفضل شاہا ہے
جسکا مولی ہو ایسا جہاں میں ، پھر جیئے کیوں بھلا ڈرتے ڈرتے

*****

شاہ سیف الہدی تیرے دم سے

شاہ سیف الہدی تیرے دم سے
جان کیا ہے جہاں مہکتا ہے
مؤمنیں کے دلوں میں تو مولی
مثلِ دھڑکن سدا دھڑکتا ہے

گلشنِ راحت و سُرور میں تو
رہے صحت کے اوج پہ خوشخوں
تیری طولِ بقا کی خاطر ہی
ایک اِک سانس وِرد کرتا ہے

تن پہ رہوے سدا لباسِ شفا
تجھکو قوّت دے مولی شیرِ خدا
پنجتن کے طفیل ہو پورا
جو بھی ارمان دل میں پلتا ہے

مسکراؤ تو جیسے آئے بہار
کِھل اُٹھے گل فَروغِ پائیں ثمار
جلد دکھلا دو چہرہ ٔ انور
اب نہ سنبھلے سے دل سنبھلتا ہے

مسندِ غم یہ جوش میں آکر
سبطِ احمد پہ اشک برسا کر
عاصیوں کے گناہ بخشا کر
آٹھو جنت سے جھولی بھرتا ہے

مثلِ حارث ہمیں بچانے کو
شُربتِ جاوداں پلانے کو
تو سلامت رہے اے عقدہ کشا
ہر زباں پہ وظیفہ رہتا ہے

ہاتھ چومیں تو بات بن جائے
دین و دنیا تمام مِل جائے
اِس تمنا میں رات ڈھلتی ہے
دن اِسی تاک میں نکلتا ہے

تو سلامت رہے ہزاروں برس
ہر برس کے ہو دن پچاس ہزار
دم بدم شان اِک نئی لیکر
دن تیری زندگی میں بھرتا ہے

فخر ہے بس تیری غلامی پر
مولی مولی کی ہے صدا لب پر
حشر میں آقا تھام لینا ہمیں
عرض کمتر جمالی کرتا ہے

*****

عجب تازگی آج گلزار میں ہے

عجب تازگی آج گلزار میں ہے
گھٹا خوب ابرِ گوہربار میں ہے
جھری نے ہے باندھی لڑی کیا برابر
مسلسل گوہر جس کے ہر تار میں ہے
تَرَشُّحِ کُناں دیکھ باران رحمت
عجب چھل یہ عالم کے سنسار میں ہے
چمن میں جو دیکھا تو گل اور غنچہ
ہر ایک خندہ زن شاخِ بربار میں ہے
طیورِ خوش الحان وصّافِ حق ہیں
نوائے خوشی بزم اشجار میں ہے
کوئی دینوی عشق میں ہے دیوانہ
کوئی عشقِ دینی کے اسرار میں ہے

غرض دونوں عالم کی خوبی و رونق
رضائے شہِ فیض آثار میں ہے
ہے وہ فیض آثار شاہ مفضل
یہ بارش بھی جس کے طلبگار میں ہے
تیرا نام وردِ زباں یا محمد
تیری ذکر ہر ایک تذکار میں ہے
وہ برہان دیں داعیٔ حق کا جوہر
یہ سیف دیں سلطانِ ابرار میں ہے
یہ دل تجھ پہ صدقے کیا میں نے حب سے
وہ مشہور تب سے نکوکار میں ہے
ریاست ، سیاست، فراست ، دراست
شرافت وہی شہ کے اطوار میں ہے
عجب علم و عفت ، عجب حلم و حکمت
اے فردِ زماں تیری گفتار میں ہے

سدا فیض جاری ہے تیرا جہاں میں

یہ جریانی کب ابرِ امطار میں ہے

لقب سیف دیں قدر رکھتا ہے اعلیٰ

چمک دین کی جس کے انوار میں ہے

مبارک شہِ دین کو ہر تہنیت ہو

یہ دَر مدح جھنکار و للکار ہیں ہے

زیادہ میرے شہ کی ہو عمر و دولت

یہ ہی ورد اِخفاء و اظہار میں ہے

تیرے دوست و دشمن میں ہے فرق اتنا

جو اخیار میں اور اشرار میں ہے

اے کُل کے نگہبان یہ مدّاح تیرا

نپٹ اِن دِنو فرطِ افکار میں ہے

ہو نوحِ زماں پار مخلص کا بیڑا

جہاز اُس کی مطلب کا مجدھار میں ہے

گلشن یہ سیف دین کا جنت سے کم نہیں

گلشن یہ سیف دین کا جنت سے کم نہیں
دعوت کے اِس چمن میں مؤمن کو غم نہیں

اِس باغباں نے دین کو ایسے سنوارا ہے
کوثر کا آب دے کے ہمیں یوں نکھارا ہے
ہر پھول اِس چمن کا تو تاروں سے کم نہیں

ناز و نعم میں ہم کو یوں مولی نے پالا ہے
مانگا جو آب ، شِیر تو ہمکو پلایا ہے
جود و سخا یہ آپ کی حاتم سے کم نہیں

تم بادشاہِ دین ہو کون و مکان میں
داعی ہو فاطمہ کے امامت کی شان میں
جلوے زمیں میں آپ کے شاھوں سے کم نہیں

مولی جو مسکرائیں تو موتی برس پڑیں
نورانی بستان سے کلیاں بھی ہنس پڑیں
اک اک بیان آپ کے جوہر سے کم نہیں

شیرِ خدا کے شیر ہیں یزدانی شان ہے
دشمن لرز اُٹھے یہ اِلٰہی مقام ہے
حیدر کے جانشین کی قوت بھی کم نہیں

چمکا ہے چاند آپکی روشن جبین پر
عاشر کھڑے ہیں آن کر خود اِس زمین پر
حسن و جمال آپکا یوسف سے کم نہیں

نظرِ کرم ہو آپکی غم دل سے دور ہو
گر ہو قضاء بھی پاس تو دل کو سرور ہو
ہر مرض کی دواء ہو تم زم زم سے کم نہیں

صحت کے ساتھ طول ہو عمرِ شہِ مبیں
خدمت کرے حمیدہؔ تمہاری اے سیف دیں
حضرت یہ شہ کی قصرِ امامی سے کم نہیں

✱✱✱✱✱

لَبَّيْكَ يَا دَاعِيَ الله ، لَبَّيْكَ دَاعِيَ الْحُسَيْنَ

پھُنا ذکرِ آلِ نبی ، پھنا مسکِ عاشور بھی
جامِ کوثر ملے اور لگے ، بہ سُرور گلے حور بھی
کرتے ہیں ہم اے مولی عزم ، پہلی وعظ سے آئینگے ہم
دنیوی حاجتیں چھوڑ کر ، آہ و زاری دِکھائینگے ہم
دوسرے روز سے وقت پر ، دیکھنے تجھ کو ہم تخت پر
رُخ پہ خاکِ شفاء کو ملے ، آئینگے شاہِ عالی قدر
تیرے آہ کے نعرے پہ ہم ، خوں بہائینگے از چشمِ نم
اپنے زانوں پہ ہم بیٹھ کر ، حشرِ ماتم اُٹھائینگے ہم
دیکھ کر تیرا نوحہ و بکاء ، دے کے پرسہ تجھے شاہ کا
روزِ اوّل سے روزِ دہم ، تیری حضرت میں ہوگا عزاء
تیری وعظ کو دل سے سنے ، اور نوحہ و بکاء ہم کریں
یا حسینا کی دے کر صدا ، سامنے تیرے ماتم کریں

کربلا میں جو ہوتے اگر ، ہوتے قربان ہم شاہ پر
ہے یہ مجلس وہیں کربلا ، اور حسین وہیں جلوہ گر
دَر جہاں تیرے سائے تلے ، باغیچۂِ جنت ملے
پھر تجھے کیوں نہ ہر اک محب ، بہ صدائے بلند کہے
ولولہ گر فدائی کا ہو ، مرتبہ جو گدائی کا ہو
پھر تو نعرہ ہر اک بات پر، لبیک یا داعی کا ہو
شہ مفضل سے ہم نے سنا، ہے جو برہان دیں کی ولاء
کی حسین نے سجدے میں جو، کام آئیگی ہمکو دعاء
دل محمد سے معمور ہے ،تیری شاں دیکھ مسرور ہے
تیرے دیدار میں ہوبہو شہ محمد ہی منظور ہے
سجدۂِ عصر کی وہ دعاء ، شہ سے ہے ازلُ البقاء
تا قیامت سلامت رہے شاہِ دیں ہے اے رب التجاء
یہ روانئِ اشکِ عزم ، ہے رسائی کے اسباب کم
اے حسینی سخاء کے دھنی، ہو یہ کاتبؔ پہ نظرِ کرم

*****

لَبِّيك يا داعي الله ، لَبِّيك يا داعي الله

بيتِ حقيقي مفضل ، بِاَبِي وَ اُمِّي مفضل
مولاي رَبِّي مفضل ، اِنِّي اُحِبُّك والله
چھو مُستجار همارا ، نے مُلتزم چھو سہارا
رُكن و مقام پُكارا ، حقيقي چھو بيتُ الله
زمزم چھو بلكه چھو كوثر ، ساقيءِ كوثر نا مظهر
امامي شان چھے سراسر ، ما شِئتَ شاءَ الله
مَروة ، صفا شه ني خدمة ، دنيا نے دين ني دولة
سعي ما راحت و عِزّة ، كريئے همين لله في الله
چوگرد طوافو دئي نے ، جيئے دُعاؤ لئي نے
هر اُن زبان سي كهي نے ، لَبِّيك يا داعي الله
اُ دعوة الحق ني واري ، برهان دين ير سواري
جاهل كرے دعوداري ، دشمن خدا نو چھے والله

ثاني چھے یہ اَبرَهة نو ، لاحِق چھے یہ جمرة نو

نے مُستَحِق لعنة نو ، پڑھیئے سدا لعنة الله

برهان دين چھو بالكل ،عالي قدر مالكِ كُل

ابداعي عالم نا چھو گل ، نورِ مبين وجهُ الله

مولى حسين نا عاشق ، اَبِي جعفرُ الصّادق

سيفِ دين مولى الخلائق ، اَنيِّ اُحِبُّك والله

فرماوے مولى مفضل ، داعي الحسين مفضل

فرض كرون چھون ميں بالكل ، اے حسين نا وَفد الله

بيجي محرم سي اٰؤو ، فرزندو نے ساتھ لاؤو

اهلِ ولاء اٰؤو اٰؤو ، دے چھے ندا داعي الله

موكي نے سگلاج كامو ، اپنے حسيني غلامو

كوثر نا پي ليئے جامو ، ساقيءِ كوثر سي والله

فرزندو هم مدرسه نا ، پابندي سي روزانه

پوشاك پهني حزن نا ، ماتم كري ليئے والله

فكر چھے مولى نے هر دم ، مؤمن رهے شاد و خُرّم
نہ هوئي غم شهؑ سوى غم ، لَبِّيك يا داعي الله
ماتھے چڑھاوي نے فرماں ، آپ نو دِين نا سلطاں
حفظ كري ليئے قرآں ، تھئي جائے خوش داعي الله
شان عجب چھے تماري ، هر اك ادا چھے نياري
مؤمنيں صدقے نے واري ، كهے چھے سَلّمكَ الله
باقي رهے شه مفضل ، داعي الحسين مفضل
زُهيرؔ دعاء چھے آ هر پل ، سجدو كري عند الله

*****

مانند عندلیب کے ہوں نغمہ زار میں

مانند عندلیب کے ہوں نغمہ زار میں
اِس گُل سے وصل ہووے جو فصلِ بہار میں
کرتا ہوں دھیان جس گھڑی تیرا اے یار میں
مطلع کسی کا پڑھتا ہوں یہ بار بار میں
ممکن نہیں کہ ہو کوئی تجھ سا ہزار میں
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ اَنار میں
بحرِ سخا و فیض تیرا وہ ہے موج زن
دریائے بے کنار بھی آیا شمار میں
اِکسیر اُسکو سمجھوں بس اے شہ سوار میں
پاؤں جو خاکِ پا کی تمہاری غبار میں

شہرت یہ ہے کہ سیف زباں ہے یہ سیفِ دیں
جوہر وہی ہے اُس میں جو تھا ذو الفقار میں

کرتے ہیں شوق شام و سحر حور اور ملک
ہمکو لکھے خدا تیرے خدمت گذار میں

اخلاصؔ کے پسند سُخن سنجی تو کرے
بلبل بنے ابھی چمنِ روزگار میں

*****

محمد کے پیارے مبارک مبارک

محمد کے پیارے مبارک مبارک — اے مولی ہمارے مبارک مبارک

اے منصوصِ برہان دیں تجھکو کہتے — ہے مؤمنیں سارے مبارک مبارک

اے عالی قدر اے سماءِ ہدی کے — چمکتے ستارے مبارک مبارک

مسرّات عالم میں چھائی ہوئی ہے — خوشی کے نظارے مبارک مبارک

محمد نے اب تک تمہاری جو شاں میں — کیئے تھے اشارے مبارک مبارک

محمد کی سعی سے دعوت کی کشتی — لگی ہے کنارے مبارک مبارک

فرشتوں کو لیلۃِ قدر میں رب نے — زمیں پر اُتارے مبارک مبارک

یہ مولی پہ عبد علی نے عقیدت — کے گل ہے نثارے مبارک مبارک

مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی

مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی
اللہ سلامت آپ کو رکھے سیف الہدی مولائی
حمد و شکرِ خدا کرتا ہے اک اک شہ کا فدائی
قوم کو حق نے یمن و مسرّت کی یہ گھڑی دِکھلائی
اِس نعمت پر شکر کے سجدے کرتا ہے ہر شیدائی
مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی

پرچمِ ایماں فاطمی دعوت کا شہ نے لہرایا
اک اک مؤمن کو مولی نے اپنے دل میں بسایا
ابناءِ دعوت کو مولی نے شیرِ بہشت پلایا
دنیا کی ہر آفات و محن سے ہم سب کو ہیں بچایا
مدح و ثناءِ محمد مفضل کرتی ہیں ساری خدائی
مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی

آپنے دی توحید و عدل کی دعوت کو اونچائی
کی ہے اوجاگر علمِ آلِ محمد کی سچّائی
آپنے دی اسلام و ایماں کو زینت رعنائی
آپکی سیرت پاک میں عترت و قرآں ہیں یکجائی
گلشنِ دعوت نے دو مولی سے ایسی بہاء ہے پائی
مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی
مدح و ثناء کے نغموں کی ہر سوں چھائی فضاء ہے سہانی
جھلک رہا ہے نورِ مسرت ، سے عالم ایمانی
لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ باقی سدا ہے ، آپ کی یہ سلطانی
مولی مفضل عالی قدر برہان ہدی کے ہے جانی
ظاہر ہے جن سے سلامؔ جہاں میں محمد کی یکتائی
مسرّاتِ مولدِ محمد مفضل عالم پر ہے چھائی

*****

مفضل شاہ کی نظر کرم ہو

مفضل شاہ کی نظر کرم ہو غلاموں کو نہ پھر کوئی بھی غم ہو
تیری جو اک نظر ہو ہم پہ مولی تو پھر کیوں کر ہماری آنکھ نم ہو
علم اونچا تیری حب کا رہیگا ملے جتنے بھی غم رنج و الم ہو
ہے زم زم آپکا سینہ اے مولی اے آقا آپ ہی رب کا حرم ہو
بچھائیں پر ملک آپنے وہاں پر جہاں سیف الہدی شہ کے قدم ہو
ہو مثل مانک و مرجان و نیلم رواں لب سے تیرے جو بھی کلم ہو
رواں لب سے تیرے جو بھی کلم ہو جزاء میں پھر تو بس باغِ اِرم ہو
محمد کہ ہو دلبر اور ہمسر قدر ہو ، فضل ہو عالی ِ ھمم ہو

رہو باقی سدا اے شیرِ یزداں　　تیرا "لا فانیِ" جاہ و حشم ہو

لکھے گا کیا فدآئی وصف اُنکا　　فضائل جس کے قرآں میں رقم ہو

*****

منت کرو عنایت اک قطرہ بس عسل کا

منت کرو عنایت اک قطرہ بس عسل کا
خدمت میں اب رہے نہ موقع کوئی کسل کا

ساقی ہمارے آقا تم خلد کے شہد ہو
تسبیح تمہاری جپنا نعم الغذاء عقل کا

اپنے میں گِن کے آقا ہر دم کرو حفاظت
موضع نہیں رہیگا کوئی خوف اور وجل کا

خاکی تمہارا بندہ خاکِ شفاء لگاؤں
آنکھوں اپنے اب کیوں کوئی کام ہے کُحل کا

گُلروءِ شاہِ دیں میں ہے تازگی اَزل کی
مرجھائے یہ نہیں کب جیسا ہے حال گُل کا

سینۂِ شاہ دیں ہے ہر علم کا خزانہ
وارث ہے یہ حقیقی مولی علی کے سل کا

داتار ہے سخی ہے یہ سیف دین مولی
بخشے جواب مولی مؤمن کے ہر امل کا
یہ شکل شاہِ دیں میں اشکال پنجتن ہے
کوئی لا کے تو بتائے مولی کے ہم شکل کا
مشکل میں گر پکاروں مولی تو ہو کِفایت
کیا خوب ہے یہ رِشتہ مولی سے میرے دل کا
یہ دست بستہ کرکے مولی عرض گذاروں
تھامو تمہیں ہو حافظ یہ دِین کے شمل کا
اخلاص کی بناء پر مولی کی مدح کہنا
محتاج ہم نہیں ہے شاعر کا کوئی کَل کا
صآدق ہے ایک ادنی خادم نظر کا طالب
یہ آج کا ذخیرہ اور لامراء ہے کَل کا

باقی رہو اے مولی بندہ کی یہ دعاء ہے
ذِمّہ تیری بقاء سے مولی بقاء ہے کُل کا

آلِ نبی پہ ہر دم صلوات داوری ہے
وعلی حفید سیف ، ہے واو یہ وصل کا

*****

میلادِ سیف دین چھے

میلادِ سیف دین چھے فرحة ما مؤمنین چھے
اُترا قدر ني رات ما اٰ نور نا جَنین چھے
انوار مطلع فجر سي روشن لئي جبین چھے
همنے قدر ني خیر پر کرسے عطاء یقین چھے
مثلِ برهان دین پر پُر رأفة و حنین چھے
اهني بقاء نا ورد ما مصروف اهلِ دین چھے
تا حشر پر باقي رهے بس عرض اے متین چھے
اهنا سبب چھے شادگي دعوة نا پر امین چھے
مولی مبارك ني صدا نے شورِ اٰفرین چھے
سُن جو دعاء اے سیف دیں جر وات دل نشین چھے
گردن چھڑاوي دو هوے گرچہ گناه نا فِین چھے
عبدِ جماليؔ اٰپ نو خادم اے شاهِ دین چھے

*****

نعمتوں میں پلتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

نعمتوں میں پلتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
اور شکر کرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
کب صداء دی مشکل میں اور مولی نہ آئے
اِس لیئے تو جیتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
یاد ہیں وہ سب احساں جو کیئے محمد نے
ذکر اُنکی کرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
عشق تھا محمد سے عشق ہے مفضل سے
یہ ہی کام کرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
جانتے ہیں سب ہم کو ہم وفاء کے پروانے
شمعِ حق پہ مرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے
کہہ دو دعوے داروں سے وقت جب کوئی آیا
آگے بڑھ کے لڑتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

بد نظر تجھے کالے چشمو کی ضرورت کیا

ڈھونگ سب سمجھتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

ہے اُصول مجرم ہی قید ہوتا تھانے میں

اور فضاء میں اوڑھتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

ناخدا مفضل ہے بیڑا ہے ہمارا پار

فکر کچھ نہ کرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

طول ہو بقاء شہ کی اور فتح قدم چومے

بس دعاء یہ کرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

آپ جب سلامت ہیں مشکلوں کا ڈر کیا ہو

ظلِّ شہ میں رہتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

اے جمالؔی تربت میں تھام لینگے شہ ہمکو

موت سے نہ ڈرتے ہیں سیفِ دیں کے دیوانے

*****

ہزاروں طِب کے نسخوں سے تیرا دیدار اچھا ہے

ہزاروں طِب کے نسخوں سے تیرا دیدار اچھا ہے
محبت میں تیری ہر دم رہوں سر شار اچھا ہے

تمہارے پھونک کے پانی سے ملتی ہے شفاء کامل
معالج سے یہ کہہ دینا کہ اب بیمار اچھا ہے

تمہارا نام لیتے ہی بلائیں دفع ہوتی ہیں
زباں پر نام کی تیرے رہے تکرار اچھا ہے

مجھے دنیا سے کیا مطلب میرا پیشہ تیری مدحت
زمانے بھر کی باتوں سے تیرا تذکار اچھا ہے

ذلیل و خوار عالم میں ہوا ملعون دعوے دار
یوں ہی پڑتی رہے اُس پر خدا کی مار اچھا ہے

تیرا فضل و کرم باقی رہے ہم پر قیامت تک
یہ ہی مانگوں خدا سے میں دعاء ہر بار اچھا ہے

عدوئے شاہِ دیں مشکور آ جائے مقابل تو
مدح پڑھ کر سنا دوں میں میرا یہ وار اچھا ہے

*****

ہم کرتے ہیں اِس شاہ کے سایہ میں بسر ٹھنڈ

ہم کرتے ہیں اِس شاہ کے سایہ میں بسر ٹھنڈ
دیکھیں تو اُٹھائے سہی یہاں آن کے سر ٹھنڈ

گرمی تیری خدمت کی یہ ہے کچھ نہیں ہوتا
دِکھلائے اثر اپنا ہزار آ کے اِدھر ٹھنڈ

اوڑھا ہوا حضرت کا پہنچ جائے دوشالہ
کشمیر سے اُڑ جائے اِدھر اور اُدھر ٹھنڈ

بخشینگے دوشالے پہ دوشالے ہمیں سرکار
پرواہ نہیں پڑتی ہو پڑے ٹھنڈ اوپر ٹھنڈ

کاندھوں پہ دوشالہ نہ کبھی غیر کا ڈالوں
اُف تک نہ کروں کھایا کروں زندگی بھر ٹھنڈ

ہم رہتے آرام سے گرما ہو کے سَرما
پہنچاتی ہے ایذا کبھی گرمی نہ اثر ٹھنڈ

جس دل میں تیری گرمیٔ اُلفت نہیں پاتی

ٹھنڈا اُسے کر دیتی ہے بے خوف و خطر ٹھنڈ

بازار جہاں گرم نہیں تیری ثناء کا

بس اپنا وہاں جا کے بنا لیتی ہے گھر ٹھنڈ

مضموں کو شاباش کا اخلاصؔ اوڑھا شال

پھر شوق سے چاہے کرے بیتوں میں گزر ٹھنڈ

*****

وِرد سیف الہدی کا کرتا ہوں

وِرد سیف الہدی کا کرتا ہوں — یا مفضل پکارا کرتا ہوں
تیری تسبیح کر کے عالی قدر — دین و دنیا میں آگے بڑھتا ہوں
حل ہو جاتی ہیں مشکلیں میری — نام جب بھی تیرا میں جپتا ہوں
ہوبہو تو تو ہے برہان الہدی — رات دن دھن میں تیری رہتا ہوں
مدح کے پڑھنے سے تیری گویا — سیڑیاں جنتو کی چڑھتا ہوں
تیرا دشمن تو ہے مثالِ حِمار — ہے وہ مجنون میں یہ کہتا ہوں
مجھکو نفرت ہے تیرے اعداء سے — لعنتیں رب کی اُن پہ پڑھتا ہوں
نعم کی نعمتیں ہیں تجھ سے ملی — تجھکو "لا" کہنے سے میں ڈرتا ہوں
شہ مفضل ہے میرا ملجاء ملاذ — اُسکی حضرت میں سجدے کرتا ہوں
جامعۃ سیفیۃ ہے ذات تیری — علم کا جام تجھ سے پیتا ہوں
طول کر عمر سیفِ دیں کی خدا — بس وظیفہ یہی میں پڑھتا ہوں
ہے حذیفہ کے دل میں عالی قدر — تیری صورت سمائے پھرتا ہوں

*****

یہ داعی مفضل محمد کہ داعی ، محمد کی صورت نہیں ہے تو کیا ہے

یہ داعی مفضل محمد کہ داعی ، محمد کی صورت نہیں ہے تو کیا ہے
خمیرہٴ رحمت یہ بندوں کی خاطر ، اِلٰہیہ رحمت نہیں ہے تو کیا ہے

ہے نورِ امامی سراپا مفضل ، ہے محمودِ عالم فرشتوں سے برتر
خُلُق میں حُسن میں یہ آقا مفضل ، محمد کی سیرت نہیں ہے تو کیا ہے

محبت ہے شہ کی حشر میں کفایت ، ہے میزان اعمال بندوں کا بھاری
محبت سے حاصل ہے جنت میں کوثر، یہ اُنکی عطیت نہیں ہے توکیا ہے

ہے کتنا پیارا یہ نامِ مفضل، ہے مشکل میں مشکل کشا جسکی تسبیح
قبر میں ملے جس سے تسکین و راحت، یہ اُنکی کرامت نہیں ہے توکیا ہے

ہے نائبِ آلِ محمد مفضل ، ہے مخدومِ املاك جانوں سے اولی
یہ فاطمی سلطان جہاں کے ہیں مالك، یہ قدسی جلالت نہیں ہے تو کیا ہے

جہاں مدحِ ممدوحِ قرآں پڑھائے، وہ قدسانی خوشبو سے بھر جائے محفل
یہ سُننا سُنانا اُسی کا حکم ہے، قرآں کی تلاوت نہیں ہے تو کیا ہے

یہ حفظ القرآن تو نعم الشغل ہے دعاء سے یہ اِنکی تو از حد سھل ہے
کرے حفظ قرآن طالب عِلَم سب، یہ اُنکی وصیت نہیں ہے تو کیا ہے

محمد کے منصوص عالی قدر ہیں، ہے لہرائے عالَم میں قرآں کے پرچم
ہو ہر گھر میں حافظ یہ اِنکی ہے خواہش، یہ روحانی دولت نہیں ہے تو کیا ہے

یہ پاکیزہ ڈالی ہے خلدی شجر کی، جو بخشے محبوں کو ہر طرح کے پھل
رہے جسکے سائے میں سب باسلامت، یہ عزّت وراحت نہیں ہے تو کیا ہے

غلامانہ ہے عرض تشریف لانا، قبر میں یہ بندے کو مولی بچانا
اگر لائے تشریف مولی قبر میں ، وہ روضۂِ جنت نہیں ہے تو کیا ہے

اے معبود تیری بقا کی طرح کر ، بقاءِ مفضل شہِ دین والا
ہے جلوہء حق جس سے ظاہر جہاں میں، یہ یزدانی حضرت نہیں ہے تو کیا ہے

درود و صلوٰت سے مخصوص کر تو ، محمد کی عترت کو اور داعیوں کو
حسینؔ غلام نے لکھی مدح ہے ، یہ اُسکی عبادت نہیں ہے تو کیا ہے

*****

یوں مفضل سیف دیں کے دور کا آغاز ہے

یوں مفضل سیف دیں کے دور کا آغاز ہے
بال و پر شاہیں کے جیسے مائل پرواز ہے
کہتے ہیں لبیک اِن کو داعیء حق ہیں یہی
ہم کو اِن سے ہے محبت اور اِن پر ناز ہے
اِن کو ہے تائید رب کی۔پنجتن کی ہے مدد
اِن کے قول و فعل میں اعجاز ہی اعجاز ہے
چشمِ الطاف و عنایت ایسی ہے فیاض کی
بخش دے کونین لاکھوں اِن کا یہ انداز ہے
دین کی برہان نکلی سیف بن کر میان سے
دیکھتے ہیں آتشی بھی کتنا آتش باز ہے
جیسے نص مولی علی پر ایسے نص اِن پر ہوئی
سب نے دیکھا اور سنا ہے کیا یہ کوئی راز ہے

دیکھیئے دعوت کی مجلس نور سے پر نور ہے
محفلیں منکر کی خود اِس بات کی غمّاز ہے

عکس ہے برہان دیں کا سیف دیں میں رونما
ہے لب و لہجہ وہی صورت وہی آواز ہے

تب تلک اِن کی بقاء ہو طول یہ دلشاد ہو
جب تلک یہ چاند سورج ساتھ ہے دمساز ہے

اے حامیؔ مرتبہ کیا اور تجھکو چاہیئے
اِن کا خدمت گار ہے تو یہ تجھے اعزاز ہے

*****